عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب"....... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" ناٹران نے کوئی رپورٹ دی ہے"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" جی ہاں ۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ڈیفنس سیل کے قیام کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ یہ سیل ابھی چند ماہ پہلے پرائم منسٹر کافرستان کی خصوصی ہدایت پر قائم کیا گیا ہے ۔ اس کا انچارج ڈیفنس سیکرٹری کو بنایا گیا ہے اور ڈیفنس سیکرٹری نے اس

سیل کا چیف کرنل جگدیش کو بنایا ہے جو ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا تھا۔ اسے ایکریمیا میں خصوصی ٹریننگ دلوائی گئی ہے پھر اسے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ دس ایجنٹس ہیں لیکن ابھی تک اس کے ہیڈ کوارٹر اور باقی تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔ ناٹران اس پر مزید کام کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے کہہ دو کہ وہ وہاں اس سیل کے خلاف تیزی سے کام کرے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ بلیک زیرو کو کہہ دے کہ وہ ناٹران کو روزی راسکل کا کافرستان میں سراغ لگانے کا حکم دے دے لیکن پھر اس نے یہ ارادہ اس لئے تبدیل کر دیا کہ روزی راسکل کی تلاش کوئی سرکاری کام نہ تھا اس لئے سرکاری سطح پر یہ کام نہ کرایا جا سکتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے روزی راسکل کے بارے میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"باس۔ روزی راسکل کو یہاں کے ایک معروف بحری اسمگلر ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے بے ہوشی کی حالت میں ایک خصوصی لانچ وائٹ فلاور کے ذریعے کافرستان کی بندرگاہ کے لائٹ ٹاور گھاٹ پر پہنچا دیا ہے۔ میں نے کافرستان میں ایک پارٹی کو فون کر کے اس گھاٹ پر پہنچنے کے لئے کہا۔ اس نے کال بیک کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے یہی روزی راسکل کو بے ہوشی کے عالم میں ایک اسٹیشن ویگن پر لاد کر شہر لے جایا گیا ہے۔ اس اسٹیشن ویگن پر ایک ٹرک کا جعلی نمبر لگایا گیا تھا اور اس میں سوار افراد کے چہروں پر رومال باندھے ہوئے تھے اس لئے انہیں پہچانا نہیں جا سکا۔ اس کے بعد میں نے ماسٹر قاسم کے بارے میں معلومات حاصل کیں تاکہ اس کو گھیر کر اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جائیں لیکن حتمی اطلاع ملی ہے کہ وہ آج گریٹ لینڈ فلائی کر گیا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس کرنل جگدیش کے ہاتھ خاصے لمبے ہیں کہ اس نے کافرستان میں بیٹھ کر یہاں اتنی بڑی اور کامیاب کارروائی کرا لی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں کافرستان جا کر اس کا سراغ لگاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس کا"...... عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کا باس"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ میں سمجھا کہ روزی راسکل کی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ اس سے ہمارا کیا تعلق۔ جو کچھ وہ کرتی پھر رہی ہے خود ہی بھگتے گی"....... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن وہ بھی تو کرنل جگدیش کو ہی ٹریس کرنے کافرستان گئی تھی جس کی وجہ سے اسے یہاں سے اغوا کرایا گیا ہے اور ڈاکٹر شوائل کے فارمولے کے پیچھے بھی کرنل جگدیش کا ہی ہاتھ سامنے آیا ہے اس لئے کرنل جگدیش کو ٹریس کرنا ضروری ہے تاکہ اس سے معلوم کیا جاسکے کہ یہ فارمولا اب کہاں ہے اور چونکہ روزی راسکل پاکیشیا کی بیٹی ہے اور پاکیشیا کی بیٹی کا اغوا میرے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا اس سے کیا تعلق"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس طرح تم جرائم پیشہ افراد ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں اغوا کر کے اسمگل کراتے رہتے ہوں گے۔ ہم کس کس کے پیچھے بھاگ سکتے ہیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"جن کے بارے میں اطلاع نہ مل سکے ان کی بات تو دوسری ہے لیکن جن کے بارے میں اطلاع مل جائے کیا اس کے باوجود تم آنکھیں بند کر سکتے ہو"....... عمران کے لہجے میں یکلخت تلخی آگئی تھی۔

"آئی ایم سوری باس۔ آپ کی بات درست ہے۔ پھر کیا میں

کافرستان جا کر اس کرنل جگدیش اور روزی راسکل کا پتہ کراؤں"۔ ٹائیگر نے عمران کے لہجے میں تلخی محسوس کرتے ہی فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ فوراً جاؤ اور سب سے پہلے روزی راسکل کو ٹریس کر کے آزاد کراؤ۔ اس کے بعد اس کرنل جگدیش کو ٹریس کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کرو۔ اگر واقعی فارمولا کافرستان کے پاس ہو تو مجھے اطلاع دو تاکہ میں خود بھی وہاں پہنچ کر تمہارے ساتھ مل کر اس فارمولے کو حاصل کر سکوں"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ اللہ حافظ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑی ہوئی کتاب اٹھائی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اس آلے نے انسان کا وقت سب سے زیادہ ضائع کیا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ تم نے اس ڈاکٹر شوائل اور اس کے فارمولے کے بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ مجھے

حکومت سلوایا کے چیف سیکرٹری کا فون آیا ہے۔ ان کو اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر شوائل کے خلاف تمام کارروائی حکومت کانڈا نے کرائی ہے لیکن وہ خود سامنے نہیں آئے بلکہ انہوں نے حکومت جنکیوائے سے درخواست کر کے یہ کارروائی جنکیوائے ایجنٹوں سے کرائی ہے لیکن فارمولا کانڈا حکومت کے پاس پہنچا ہے"...... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پھر میرے لئے کام کرنے کی کیا گنجائش رہ گئی۔ تمام معلومات تو انہوں نے خود ہی حاصل کر لی ہیں۔ ویسے جس پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کیا تھا اسے بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے یہ باب بھی بند ہو گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بغیر آج تک کوئی کام سیدھا ہوا ہے جو اب ہو جائے گا وہ فارمولا جو ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کر کے اس سے حاصل کیا گیا ہے اور جو فارمولا کانڈا پہنچا ہے وہ نقلی فارمولا ہے۔ ڈاکٹر شوائل کا فارمولا خصوصی خلائی میزائل کا تھا جبکہ جو فارمولا کانڈا پہنچایا گیا ہے وہ عام خلائی میزائل کا ہے۔ ایسے خلائی میزائل کا جو تقریباً ہر اس ملک کے پاس ہے جو خلائی میزائل پر کام کرتا ہے۔ اصل فارمولا غائب ہے اور انہوں نے مجھے اس لئے فون کیا ہے تاکہ یہ بات بتانے کے ساتھ ساتھ درخواست کی جائے کہ تم اصل فارمولا ٹریس کر کے انہیں دو۔ انہوں نے ساتھ ہی آفر کی ہے کہ اگر حکومت پاکیشیا

چاہے تو اس فارمولے کی ایک کاپی بھی رکھ سکتی ہے اور اگر اس فارمولے پر حکومت پاکیشیا کام کرنا چاہے تو حکومت سلوایا نہ صرف مشینری مہیا کرے گی بلکہ اپنے سائنس دانوں کو بھی یہاں بھجوائے گی۔ دراصل وہ نہیں چاہتے کہ یہ فارمولا کانڈا کے پاس پہنچ جائے کیونکہ اس کے اور سلوایا کے درمیان ایسے ہی تعلقات ہیں جیسے پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان ہیں"...... سرسلطان نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر پہلی بار دلچسپی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ابھی تک جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق تو اس تمام کارروائی کے پیچھے کافرستان کا ہاتھ ہے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ جنکیوائے حکومت کے ایجنٹوں نے یہ کارروائی کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کافرستان کا ہاتھ ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا تو مطلب ہے کہ حکومت کافرستان نے یہ اصل فارمولا حاصل کر لیا ہے اور ڈاج دینے کے لئے نقلی فارمولا کانڈا بھجوا دیا ہے۔ ویری بیڈ۔ پھر تو کافرستان اس اصل فارمولے پر خصوصی خلائی میزائل تیار کر لے گا"۔ سرسلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ دنیا کے اور ممالک بھی تو ایسا کر رہے ہیں۔ پاکیشیا تو ابھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہی نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو احمق پوز کرتے کرتے واقعی احمق تو نہیں ہو گے۔ تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا نے گزشتہ تین سالوں کے اندر کتنے خلائی سیارے خلاء میں بھیجے ہیں اور کتنے مزید بھیجنے والا ہے تاکہ نہ صرف ترقی کی دوڑ میں وہ پیچھے نہ رہ جائے بلکہ دفاعی نقطہ نظر سے بھی ان کی بے پناہ اہمیت ہے کیونکہ پاکیشیا نے خفیہ طور پر ایسے خلائی سیارے خلاء میں بھجوائے ہوئے ہیں جن کی مدد سے وہ کافرستان کے دفاعی راز حاصل کرتا رہتا ہے اور یقیناً ایسے ہی خلائی سیارے کافرستان نے بھی بھجوائے ہوں گے۔ اب اگر کافرستان نے خفیہ طور پر خصوصی خلائی میزائل تیار کر لئے تو وہ آسانی سے خلاء میں ہمارے دفاعی سیاروں کو تباہ کر دے گا جبکہ اس کے خلائی سیارے کام کرتے رہیں گے۔ ایسی صورت میں کیا ہو گا۔ بولو۔ کیا پاکیشیا دفاعی لحاظ سے محفوظ رہ سکے گا اور تم کہہ رہے ہو کہ پاکیشیا ابھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہی نہیں ہوا"....... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سر سلطان۔ مجھے دراصل ان باتوں کا علم نہ تھا۔ مجھے تو سرداور نے بتایا تھا کہ پاکیشیا عام سے خلائی میزائل پر کام کر رہا ہے اور ابھی اسے اس سٹیج میں مکمل طور پر داخل ہونے میں کافی عرصہ چاہیئے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ پاکیشیا کے دفاعی خلائی سیارے خلاء میں کام کر رہے ہیں"....... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ عام طور پر ایسے سیاروں کو تجارتی، معدنیاتی سروے، موسموں اور قدرتی آفات کے سلسلے میں تیار کیا جاتا ہے لیکن ان کے اندر ایسے خفیہ آلات رکھ دیئے جاتے ہیں جو دفاعی معلومات ہم تک پہنچاتے رہتے ہیں اس لئے بظاہر پاکیشیا نے صرف ایسے بے ضرر سے خلائی سیارے خلاء میں بھیجے ہوئے ہیں لیکن ان میں چند ایسے بھی ہیں جن میں دفاعی معلومات کے حصول کے آلات بھی نصب ہیں۔ ایسے آلات عام خلائی میزائل سے ٹریس نہیں ہو سکتے اور ان کا اینٹی نظام بھی ان سیاروں میں موجود ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر شوائل نے جو فارمولا ایجاد کیا ہے اس سے بنا ہوا میزائل خود ہی خلاء میں پہنچ کر ایسے آلات کو ٹریس کر لے گا اور پھر انہیں خود ہی ٹارگٹ بنائے گا اس لئے تو اس کے پیچھے کانڈا حکومت پاگل ہو رہی ہے اور اب جیسا کہ تم نے بتایا ہے کہ کافرستان حکومت کو بھی اس کا علم ہو گیا ہو گا اور انہوں نے اسے جھپٹ لیا"....... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے میرے ذہن پر چھائی ہوئی تمام گرد اپنے غصے سے جھاڑ دی ہے۔ اب یہ فارمولا میں کافرستان کو ہضم نہیں ہونے دوں گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تم جیسا آدمی تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے ایسی باتیں کرتا ہے تو دوسرے کو غصہ تو آنا ہی ہے"....... سر سلطان نے کہا۔

"چلیں یہ بھی غنیمت ہے کہ آپ نے مجھے عارف یعنی دانا تو مان

لیا ۔ ڈیڈی تو مجھے عارف چھوڑ احمق بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے"....... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس فارمولے کو حاصل کرو عمران ۔ یہ ہمارے لئے انتہائی اہم ہے"....... سرسلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔ انشاء اللہ ایسے ہی ہو گا"....... عمران نے کہا۔

"اوکے ۔ اب میں مطمئن ہوں ۔ میں سلوایا کے چیف سیکرٹری کو کہہ دیتا ہوں کہ فارمولا ان تک پہنچ جائے گا ۔ اللہ حافظ "۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" یہ تو معاملات زیادہ گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں ۔ اب مجھے خود کافرستان جانا ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر اس نے الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے آن کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ عمران کالنگ ۔ اوور"....... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو ۔ اوور"....... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم رانا ہاؤس آجاؤ ۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں ۔ اب تم نے اکیلے

کافرستان نہیں جانا بلکہ میں اور جوانا بھی تمہارے ساتھ جائیں گے ۔ اب صورت حال بدل گئی ہے ۔ ہم نے اب وہ فارمولا وہاں سے حاصل کرنا ہے جسے کافرستان نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کے اڑایا ہے ۔ اوور"....... عمران نے کہا۔

"یس باس ۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کر دیئے۔

"ایکسٹو"....... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"....... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ ۔ کوئی خاص بات"....... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے سرسلطان کے فون آنے اور ان سے ہونے والی تمام بات چیت بتا دی۔

"پھر تو یہ سیکرٹ سروس کا مشن ہو گیا عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میں ابھی اس کیس میں سیکرٹ سروس کو حرکت میں نہیں لانا چاہتا کیونکہ بظاہر اس فارمولے کا کوئی تعلق پاکیشیا حکومت سے نہیں ہے اور اگر سیکرٹ سروس نے یہ فارمولا حاصل کیا تو کافرستان یہ سمجھے گا کہ حکومت پاکیشیا اس میں اس لئے دلچسپی لے رہی ہے کہ وہ خود اس پر کام کرنا چاہتی ہے اس

طرح بلی چوہے کا کھیل لامحدود وقت تک شروع ہو جائے گا۔ ابھی یہ فارمولا ہم نے حکومت سلوایا کے لئے حاصل کرنا ہے اور بس۔ اس لئے ابھی میں اپنے ساتھ ٹائیگر اور جوانا کو لے جا رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ واقعی ہر معاملے کو انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو دانش سے دور دور رہتا ہوں۔ اللہ حافظ"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ تیار ہو کر رانا ہاؤس جا سکے۔

روزی راسکل کا شعور بیدار ہوا تو پہلے چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہی لیکن پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں اپنے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات ابھر آئے۔ وہ بیڈ پر سوئی ہوئی تھا کہ اسے باہر سے کسی کے چیخنے اور نیچے گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے اٹھی ہی تھی کہ اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے ہوش آیا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے آپ کو دیکھا تو جس انداز میں وہ موجود تھی اس پر اسے بے حد حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ ایک دیوار کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے دونوں بازوؤں کو اس کے سر کے اوپر کر کے دیوار میں موجود کڑوں میں جکڑا گیا تھا جبکہ اس کا باقی جسم بندھا ہوا تھا لیکن اس انداز میں بندھے ہونے اور بے ہوش ہونے کی وجہ سے اس کا جسم لامحالہ

ڈھیلا ہو کر نیچے لٹک گیا ہو گا اس لئے اس کے دونوں بازوؤں پر شدید دباؤ تھا اور کڑے اس کی کلائیوں میں جیسے کافی اندر تک اتر گئے تھے اس کے دونوں بازوؤں میں شدید درد کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں اور جہاں کلائیوں میں کڑے موجود تھے وہاں شدید جلن سی ہو رہی تھی ۔ وہ ایک کافی بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھی لیکن یہ ہال نما کمرہ خالی تھا ۔ البتہ سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی اور ایک کونے میں لوہے کی بنی ہوئی ایک بڑی سی الماری بھی موجود تھی ۔ روزی راسکل کو اپنی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اسے یہاں اس انداز میں باندھا تھا ۔ اس کے خیال کے مطابق یہ لوگ انسان نہیں جانور اور وحشی درندے تھے جنہیں اس بات کا بھی لحاظ نہ تھا کہ کسی عورت کو اس انداز میں دیوار کے ساتھ جکڑنا انتہائی توہین آمیز تھا اور یہی بات سوچ کر اس کے دل میں غصے کا لاوا سا ابلنے لگ گیا تھا ۔ یہ اور بات تھی کہ وہ مردوں میں اٹھتی بیٹھتی تھی اور زیادہ تر مردانہ لباس ہی پہنتی تھی اور پھر مردوں سے لڑنے بھڑنے سے بھی اسے کبھی عار نہ رہی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی تربیت کچھ اس انداز کی تھی کہ وہ نسوانیت کی توہین پر بے اختیار بھڑک اٹھتی تھی ۔ اس نے کڑوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن فولادی کڑے اس قدر ٹھوس تھے اور دیوار میں اس طرح نصب تھے کہ باوجود شدید کوشش کے وہ انہیں معمولی سا اکھاڑنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکی تھی ۔

"مجھے ان کڑوں سے ہاتھ سمیٹ کر باہر نکالنے چاہئیں" ۔ روزی راسکل نے ایک خیال کے تحت بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس انداز میں ہاتھوں کو سکیڑنا شروع کر دیا جیسے عورتیں چوڑیاں پہننے کی غرض سے ہاتھوں کو سکیڑ لیتی ہیں لیکن چونکہ اس نے کبھی چوڑیاں پہنی ہی نہ تھیں اس لئے اسے اس کا مخصوص طریقہ ہی نہ آتا تھا اور پھر چونکہ وہ لڑائی بھڑائی کرنے کے لئے مخصوص ورزشیں بھی کرتی رہتی تھی اس لئے اس کے ہاتھ عام عورتوں سے زیادہ بھاری اور چوڑے ہو گئے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی شدید کوشش کے باوجود اس کے ہاتھ ان کڑوں سے باہر نہ آسکے تھے ۔ البتہ اس کوشش میں اس کے ہاتھوں کو پسینہ آ گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوشش کرتی اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور روزی راسکل چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی ۔ دروازے سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہو رہا تھا ۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا ۔ اس کا چہرہ چوڑا اور سر کے بل چھدرے اور چھوٹے تھے ۔ البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک دور سے ہی نمایاں تھی ۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا جس نے خاکی رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور وہ سر سے گنجا تھا ۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی جیسے ثبت سی ہوئی نظر آ رہی تھی ۔ اس نے کاندھے سے مشین گن لٹکائی ہوئی تھی جبکہ اس کی بیلٹ کے ساتھ ایک کوڑا بھی مخصوص انداز میں بندھا ہوا تھا ۔

"ارے واہ ۔ یہ تو بڑی جاندار اور خوبصورت لڑکی ہے"۔ سوٹ والے نے کرسی کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"یس کرنل ۔ بہت کم عورتیں ایسی جاندار ہوتی ہیں"...... اس کے عقب میں آنے والے گنجے نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور وہ سوٹ والا جسے کرنل کہا گیا تھا بڑے تفاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال تھا کہ کوئی عام سی لڑکی ہو گی اور میں اسے معلومات حاصل کر کے ہلاک کر دوں گا لیکن یہ لڑکی تو مجھے پسند آ گئی ہے اور ایسی لڑکیوں کو ہلاک نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں تو ہم جیسے مردوں کی خدمت پر مامور ہونا چاہئے"...... اس سوٹ والے نے بڑے اوباشانہ لہجے میں کہا۔ روزی راسکل کو اس کی آنکھوں سے ٹپکنے والی شیطنیت اب بخوبی نظر آنے لگ گئی تھی۔

"کون ہو تم شیطان"...... روزی راسکل نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سوٹ والا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"نام بھی بتا رہی ہو اور پوچھ بھی رہی ہو ۔ بہت خوب ۔ مجھے تمہارا یہ انداز پسند آیا ہے ۔ ویسے میرا نام کرنل جگدیش ہے اور میں تم جیسی خوبصورت اور جاندار لڑکیوں کے لئے واقعی شیطان ہی ثابت ہوتا ہوں"...... سوٹ والے نے کہا اور روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"کرنل جگدیش ۔ کیا مطلب ۔ تم کب اور کیسے پاکیشیا آئے

ہو"۔ روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تو تم ابھی تک یہ سمجھ رہی ہو کہ تم پاکیشیا میں ہو ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ تم اس وقت کافرستان کے دارالحکومت کے مضافاتی علاقے کی ایک عمارت میں موجود ہو ۔ تمہیں پاکیشیا سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے"...... سوٹ والے نے کہا۔

"تم وہی کرنل جگدیش ہو جس نے دلیر سنگھ اور ماجھو کے ذریعے کارلیف اور پھر کارلیف کے ذریعے پیشہ ور قاتل ڈاگ جانسن کو ہائر کیا تاکہ سلوایا کے سائنس دان کو ہلاک کر دیا جائے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں ۔ میں وہی ہوں اور تم واقعی بہت کچھ جانتی ہو ۔ اب تمہیں بتانا ہو گا کہ تم کیوں اس کیس پر کام کر رہی ہو اور کس نے تمہیں ہائر کیا ہے اور کیوں"...... کرنل جگدیش کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

"یہ طریقہ ہے معلومات حاصل کرنے کا ۔ مجھے ان کڑوں سے نجات دلاؤ اور اپنے سامنے کرسی پر بٹھا کر پوچھو ۔ پھر بتاؤں گی ورنہ تم میری بوٹیاں بھی کیوں نہ اڑا دو تمہیں ایک لفظ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہی ہو ۔ مجھے ۔ کرنل جگدیش کو ۔ شیکر"۔ کرنل جگدیش نے یکلخت بھڑک کر کہا۔

"یس کرنل"...... گنجے آدمی نے فوراً ہی اٹن شن ہوتے ہوئے

کہا۔

"اس پر کوڑے برساؤ۔اس وقت تک برساتے رہو جب تک یہ زبان نہ کھول دے۔میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے اپنی زبان بند رکھتی ہے"....... کرنل جگدیش نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس کرنل"....... گنجے سر والے نے جس کا نام شیکھر لیا گیا تھا مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی بیلٹ سے بندھا ہوا کوڑا اتارا اور اسے فضا میں بڑے وحشت خیز انداز میں پٹخنے لگا۔

"تم۔تم ایک بندھی ہوئی عورت پر تشدد کرو گے۔تف ہے تمہاری مردانگی پر۔مجھے کھول دو۔پھر جو تمہارا جی چاہے کرو۔پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم دونوں کتنے پانی میں ہو"....... روزی راسکل نے بھی کرنل جگدیش کی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"برساؤ کوڑے اس پر"....... کرنل جگدیش نے واقعی پاگلوں کے سے انداز میں کہا تو شیکھر نے یکلخت پوری قوت سے کوڑا بندھی ہوئی روزی راسکل کو مار دیا اور کمرہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی روزی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔اس کی جیکٹ ادھڑ گئی تھی اور بازو پر اس کوڑے نے خاصا زخم ڈال دیا تھا۔روزی راسکل کا پورا جسم یکلخت تکلیف کی شدت سے پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

"برساؤ۔برساؤ۔اس وقت تک برساؤ جب تک یہ زبان نہ کھول

دے"....... کرنل جگدیش نے پاگلوں کے سے انداز میں کہا اور شیکھر نے پوری قوت سے ایک اور کوڑا مار دیا اور کمرہ ایک بار پھر روزی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ سا ہو گیا تھا۔شیکھر نے تیسرا کوڑا مارنے کے لئے جیسے ہی بازو لہرایا یکلخت روزی راسکل کسی عقاب کی طرح اڑتی ہوئی شیکھر سے ٹکرائی اور شیکھر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا تھا۔ کرنل جگدیش یہ دیکھ کر اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔روزی راسکل شیکھر سے ٹکرا کر خود بھی پہلو کے بل نیچے جا گری تھی لیکن اس سے پہلے کہ شیکھر اٹھتا روزی راسکل نے شدید زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی کرنل جگدیش چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا لیکن اسی لمحے شیکھر نے اٹھ کر ہاتھ میں ابھی تک پکڑے ہوئے کوڑے کو پوری قوت سے روزی راسکل پر برسا دیا اور روزی راسکل کی بے ساختہ چیخ سے کمرہ ایک بار پھر گونج اٹھا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے شیکھر نے کوئی وقفہ دیئے بغیر دوسری بار کوڑا مار دیا اور روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اس کے حلق میں پتھر کی طرح جم گیا ہو۔اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن تاریک دلدل میں جیسے ڈوبتا چلا گیا۔

ٹائیگر ٹیکسی رکتے ہی نیچے اترا اور اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ دینے کے ساتھ ساتھ ڈرائیور کو ٹپ بھی دی اور جب ڈرائیور اسے سلام کر کے ٹیکسی لے کر آگے بڑھ گیا تو ٹائیگر سامنے موجود بلیک راڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ گیا۔ کلب کی عمارت دو منزلہ تھی اور سامنے ہی ایک جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ ٹائیگر ابھی پاکیشیا سے کافرستان پہنچا تھا اور ایئرپورٹ سے سیدھا بلیک راڈ کلب ہی آیا تھا۔ عمران کی کال پر وہ رانا ہاؤس پہنچا تھا۔ وہاں گو عمران جوانا کو ساتھ لے کر کافرستان آنا چاہتے تھا لیکن ٹائیگر نے عمران کو قائل کر لیا تھا کہ پہلے وہ جا کر اس کرنل جگدیش اور روزی راسکل کا سراغ لگائے پھر وہ عمران کو رپورٹ دے گا۔ اس کے بعد وہ اگر آنا چاہیں تو آجائیں۔ نہ آنا چاہیں تو ٹائیگر ہی وہاں اکیلا کام کر لے گا اور عمران نے اسے اجازت دے دی کہ وہ پہلی فلائٹ سے کافرستان پہنچ کر

روزی راسکل اور کرنل جگدیش کا سراغ لگائے اور پھر اسے رپورٹ دے۔ چنانچہ ٹائیگر پہلی فلائٹ سے کافرستانی دارالحکومت پہنچ گیا تھا بلیک راڈ کلب کا مالک اور جنرل مینجر گوروسنگھ تھا جو کافرستان کی بحری اسمگلنگ میں بھی کام کرتا تھا اور ویسے بھی کافرستانی انڈر ورلڈ میں اس کے کئی نیٹ ورک پھیلے ہوئے تھے۔ گوروسنگھ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ وہ چونکہ اکثر پاکیشیا آتا جاتا رہتا تھا اس لئے ٹائیگر کی دوستی اس سے کافی عرصہ سے تھی اور ٹائیگر نے پاکیشیا میں اس کے لئے کئی ایسے کام بھی کئے تھے جن سے گوروسنگھ اس کا ذاتی طور پر ممنون بھی تھا۔ چونکہ ٹائیگر نے گھاٹ پہنچنے والی وائٹ فلاور نامی لانچ جس کے ذریعے روزی راسکل کو کافرستان پہنچایا گیا تھا، کو ٹریس کرنے اور روزی راسکل کو ماسٹر قاسم کے آدمیوں سے چھڑانے کے لئے گوروسنگھ سے کہا تھا اور جس نے واپسی جواب میں بتایا تھا کہ ان کے گھاٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی لانچ واپس چلی گئی تھی اور روزی راسکل کو ایک اسٹیشن ویگن پر شہر لے جایا گیا تھا۔ اس ویگن کا رجسٹریشن نمبر بھی جعلی ثابت ہوا تھا جس پر ٹائیگر نے اسے مزید کوشش جاری رکھنے کا کہا تھا اور وہ سب سے پہلے اس لئے یہاں آیا تھا کہ گوروسنگھ سے مل کر اس سے مزید رپورٹ لے سکے۔ مین گیٹ سے ہال میں داخل ہو کر وہ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو مرد اور دو عورتیں موجود تھیں۔ دونوں مرد اور ایک عورت ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھی

جبکہ دوسری عورت سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔

"گورو سے کہو کہ پاکیشیا سے اس کا دوست ٹائیگر آیا ہے"۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"یس سر"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"لاجونتی بول رہا ہوں باس۔ کاؤنٹر پر ایک صاحب آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا نام ٹائیگر ہے اور وہ پاکیشیا سے آئے ہیں اور آپ کے دوست ہیں"...... لڑکی نے ٹائیگر کی طرف مسلسل اور غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر کھڑے ایک آدمی کو بلایا۔

"ٹائیگر صاحب کو باس کے آفس تک پہنچا دو"...... لڑکی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رہنے دو۔ مجھے معلوم ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار آ چکا ہوں۔ میں پہنچ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر تیزی سے سائیڈ راہداری کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ گورو سنگھ

کے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود تھا۔

"تم نے ناحق آنے کی تکلیف کی ٹائیگر۔ تمہارا کام نہیں ہو سکا۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ میرے پاس تمہارا کوئی فون نمبر نہیں تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم خود فون کرو گے تو میں تمہیں بتا دوں گا"...... گورو سنگھ نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد خود ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے پوری دلچسپی نہیں لی ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورو سنگھ اس معمولی سی اسٹیشن ویگن کا سراغ بھی نہ لگا سکے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ٹائیگر۔ واہ گرو کی قسم۔ میں نے پوری کوشش کی ہے لیکن نجانے ان لوگوں نے کیا انتظام کیا تھا کہ معمولی سا سراغ بھی نہیں لگ سکا"...... گورو سنگھ نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس نے تمہیں اس اسٹیشن ویگن کا رجسٹریشن نمبر بتایا اور ان تین افراد کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے منہ پر رومال باندھے ہوئے تھے وہ آدمی اب کہاں ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہیں ٹاور پر ہو گا۔ اس کی تو ڈیوٹی ہے بحریہ کی طرف سے کہ وہ گھاٹ پر آنے والی لانچوں پر نظر رکھے لیکن چونکہ سب ہی اسے خصوصی بھتہ دیتے ہیں اس لئے وہ کسی کی رپورٹ نہیں کرتا۔ یہ لوگ باقاعدہ آٹھ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی دیتے ہیں۔ تین آدمی ہیں۔ البتہ

جس آدمی نے میرے آدمیوں کو رپورٹ دی اس کا نام جیری ہے اور وہ بندرگاہ پر واقع بحریہ کے کوارٹر میں رہتا ہے"...... گورو سنگھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے یہاں بلا سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس وقت تو وہ ڈیوٹی پر ہو گا۔ وہاں فون بھی ہے۔ میں اس سے بات کرتا ہوں لیکن وہ ڈیوٹی کے دوران یہاں نہ آسکے گا"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"تم اس سے میری فون پر بات کراؤ۔ اسے رقم کا لالچ دے دینا تاکہ وہ میرے سوالات کا درست جواب دینے پر تیار ہو جائے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں اسے ماہانہ بڑی بھاری رقم دیتا ہوں اس لئے فکر مت کرو۔ وہ خدمت کرے گا لیکن تم اس سے مزید کیا پوچھو گے۔ جو کچھ وہ جانتا تھا وہ تو پہلے ہی بتا چکا ہے"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"تم بات تو کراؤ میری"...... ٹائیگر نے کہا تو گورو سنگھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لائٹ ٹاور تھرٹی ون سے جیری بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گورو سنگھ بول رہا ہوں جیری"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"حکم سردار جی۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری

طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"تم نے میرے آدمیوں کو بتایا تھا کہ گھاٹ پر لانچ آکر رکی اور اس میں سے ایک بے ہوش لڑکی کو اتار کر ایک اسٹیشن ویگن میں ڈالا گیا جس میں تین افراد سوار تھے جنہوں نے اپنے چہروں پر رومال باندھے ہوئے تھے۔ تم نے اس اسٹیشن ویگن کا رجسٹریشن نمبر بھی بتایا تھا جو جعلی ثابت ہوا تھا۔ یاد ہے تمہیں"...... گورو سنگھ نے کہا۔

"جی ہاں۔ اچھی طرح یاد ہے۔ وہ لانچ وائٹ فلاور تھی اور پاکیشیائی ماسٹر قاسم کی تھی اس لئے میں خاموش رہا تھا اور میں نے اس بارے میں اوپر اعلیٰ حکام کو کوئی رپورٹ نہ کی تھی"...... جیری نے جواب دیا۔

"میرا دوست ٹائیگر اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ یہ تم سے فون پر ہی کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ اس کی باتوں کا درست اور سچ جواب دینا ورنہ تم جانتے ہو کہ گورو سنگھ کیا نہیں کر سکتا"...... گورو سنگھ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سردار جی۔ میں تو آپ کا خادم ہوں۔ جو مجھے معلوم ہو گا میں ضرور بتا دوں گا"...... جیری نے کہا تو گورو سنگھ نے رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو جیری۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم نے جس اسٹیشن ویگن کو دیکھا تھا اس کے ٹائر عام اسٹیشن ویگن سے چوڑے تو نہیں تھے"....... ٹائیگر نے پوچھا تو گورو سنگھ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" نہیں جناب ۔ میں آپ کا مطلب سمجھتا ہوں ۔ یہ ریت پر چلنے والی مخصوص ویگن لیپارڈ نہیں تھی بلکہ عام سی اسٹیشن ویگن تھی ۔ سفید رنگ کی"....... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے اسے آتے ہوئے بھی دیکھا ہو گا اور جاتے ہوئے بھی ۔ اس کے بمپروں پر کوئی سٹیکر یا اس کے فرنٹ اور عقبی شیشوں پر کوئی خاص سٹیکر یا کوئی ایسی نشانی جس سے اسے پہچانا جا سکے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ ہاں سر۔ اس کے عقبی شیشے پر ایک کالے رنگ کی تتلی کی تصویر کا سٹیکر لگا ہوا تھا ۔ خاصی خوبصورت تتلی تھی سیاہ رنگ کی جس میں سفید رنگ کے دھبے بھی نظر آ رہے تھے"....... جیری نے جواب دیا۔

" اور کوئی بات"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں جناب"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" گلیڈ کلب کا نمبر دیں"....... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور ٹائیگر نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ گورو سنگھ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا اسے یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

" گلیڈ کلب"....... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔

" گوتھم سے بات کراؤ ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں پاکیشیا سے"....... ٹائیگر نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا گورو سنگھ بے اختیار چونک پڑا۔

" ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ گوتھم بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں گوتھم پاکیشیا سے"....... ٹائیگر نے کہا۔

" کوئی خاص بات ۔ جو آج یاد کیا ہے مجھے"....... دوسری طرف سے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا گیا۔

" تم واقعی خاص موقعوں پر یاد آتے ہو کیونکہ تم خاص آدمی جو ہوئے"....... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے گوتھم بے اختیار ہنس پڑا۔

" اچھا ۔ بس خوشامد ختم کرو اور بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے"....... گوتھم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" سیاہ تتلی جس پر سفید رنگ کے دھبے ہیں کس کی نشانی ہے"۔

ٹائیگر نے کہا۔

" کہاں دیکھی ہے تم نے یہ نشانی "...... گوتھم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے نہیں دیکھی ۔ میرے ایک آدمی کو کافرستان میں اغوا کیا گیا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اس گاڑی کے عقبی شیشے پر سیاہ تتلی کا باقاعدہ پینٹ شدہ نشان تھا جس کے پروں پر سفید دھبے تھے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" پھر اپنے دوست کو ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ کیونکہ یہ نشانی یہاں دارالحکومت کے سب سے خطرناک گینگسٹر رام لال کی ہے جسے انڈر ورلڈ کے لوگ بلیک سکارپین کہتے ہیں یعنی سیاہ بچھو "...... گوتھم نے کہا۔

" اچھا بچھو ہے ۔ نشان تو تتلی بنایا ہوا ہے "...... ٹائیگر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" یہی تو اصل بات ہے ۔ بظاہر وہ انتہائی شفیق اور نرم دل ہے ۔ تتلی کی طرح نفیس اور خوبصورت لیکن درحقیقت وہ خونخوار بھیڑیا ہے، بچھو ہے جو اپنے محسن کو بھی ڈنک مارنے سے باز نہیں آتا "۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" کہاں مل سکتا ہے یہ "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بلیک سکارپین کلب کا مالک ہے اور جنرل مینجر بھی لیکن اس کے مینجر تک ہی پہنچا جا سکتا ہے اس تک نہیں ۔ وہ صرف اپنی مرضی

کے آدمیوں سے ملتا ہے اور چاہے کافرستان کا صدر بھی کیوں نہ آ جائے ۔ وہ نہیں ملنا چاہتا تو نہیں ملے گا "...... گوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا بزنس ہے اس کا "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بتایا تو ہے گینگسٹر ہے ۔ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے ۔ پورے دارالحکومت میں اس کے نیٹ ورکس اور اڈے پھیلے ہوئے ہیں "...... گوتھم نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ شکریہ "...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تم جانتے ہو اسے "...... ٹائیگر نے سامنے بیٹھے ہوئے گورو سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ۔ بہت اچھی طرح ۔ جو کچھ گوتھم نے بتایا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک اور سفاک ہے "...... گورو سنگھ نے کہا۔

" تو پھر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا "...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ یہ میرے لئے نئی بات ہے کہ سیاہ تتلی اس کا نشان ہے ۔ میں تو اس کا نشان سیاہ بچھو ہی سمجھتا رہا ہوں ۔ اس کے کلب کے بورڈ پر بھی یہی نشان بنا ہوا ہے "...... گورو سنگھ نے کہا۔

" کیا گوتھم نے غلط بتایا ہے "...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

" نہیں ۔ گوتھم کو میں جانتا ہوں ۔ اول تو وہ کچھ بتاتا نہیں اور اگر بتاتا ہے تو پھر غلط بات نہیں کرتا ۔ ویسے شاید وہ نہ بتاتا ۔ اگر تم

اسے کہہ دیتے کہ تم کافرستان سے بات کر رہے ہو"....... گورو سنگھ نے کہا۔

" اس کے آدمیوں میں سے کوئی تمہارا واقف ہے جس سے معلومات مل سکیں"....... ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں ۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"....... گورو سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس رام لال کی رہائش کہاں ہے"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

" وہیں کلب کے تہہ خانے میں ۔ جس کا راستہ بھی علیحدہ ہے اور خفیہ ہے ۔ شاید چند لوگوں کو ہی اس کا علم ہو گا"....... گورو سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کلب میں سارے کام وہ خود تو نہیں کرتا ہو گا ۔ اس کا کوئی خصوصی نائب بھی ہو گا"....... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں ۔ مینجر پراگ اس کا خاص آدمی ہے ۔ وہی کرتا دھرتا ہے ۔ رام لال تو صرف احکامات دیتا ہے"....... گورو سنگھ نے جواب دیا۔

"او کے ۔ اب مجھے اجازت"....... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا تم وہاں جانے کے بارے میں تو نہیں سوچ رہے"۔ گورو سنگھ نے بھی اٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

" ارے نہیں ۔ میں نے اکیلے وہاں جا کر کیا کرنا ہے ۔ میں کچھ اور سوچوں گا ۔ گڈ بائی"....... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے آفس سے باہر آ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا بلیک

سکارپین کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ اس کی جیکٹ کی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور بلیک لیدر کی مخصوص جیکٹ پہن رکھی تھی اور یہ لباس یہاں کافرستان کی انڈر ورلڈ کے لوگ ہی پہنتے تھے ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک چار منزلہ شاندار عمارت پر مشتمل کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ پر پہنچ گیا ۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمپاؤنڈ سے اندر داخل ہو گیا ۔ کلب میں آنے جانے والے سب ہی انڈر ورلڈ کے لوگ دکھائی دے رہے تھے اور ٹائیگر بھی چونکہ ان جیسا ہی تھا اس لئے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی تھی ۔ وہ ہال میں داخل ہوا تو ہال اس کی توقع کے خلاف بھرا ہوا تھا لیکن وہاں اس طرح خاموشی تھی جیسے انتہائی مہذب لوگوں کے کلبوں میں ہوتی ہے ۔ لوگ ایک دوسرے سے آہستہ اور دبے دبے لہجے میں بات کر رہے تھے ۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار آدمی موجود تھے ۔ ہال میں بھی مرد ویٹرز ہی کام کر رہے تھے البتہ ہال کے چاروں کونوں میں مشین گنوں سے مسلح چار افراد دیواروں سے پشت لگائے خاموش لیکن چوکنے کھڑے تھے ۔ ان کی نظریں ہال میں موجود افراد کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں ۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہاں خاموشی مہذب پن کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خوف کی وجہ سے ہے ۔ کسی کے چیخنے چلانے پر اسے گولی مار دی جاتی ہو گی اور ظاہر ہے لاش بھی غائب کر دی جاتی ہو گی اس لئے یہاں سب لوگ آہستہ بول رہے تھے ۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق ساریہ سے ہے۔ مجھے مینجر پراگ صاحب سے ملنا ہے"....... ٹائیگر نے کافرستان کے ایک اور ہمسایہ لیکن چھوٹے سے ملک کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"کیا کام ہے آپ کو"....... اس آدمی نے چونک کر اور غور سے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ایک اہم ترین شخصیت کے قتل کا مسئلہ ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا آپ کا تعلق حکومت سے ہے"....... اس آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ میرا تعلق وہاں کی سیاسی پارٹی سے ہے"....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"....... اس آدمی نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے گنیش بول رہا ہوں جناب۔ ساریہ کی سیاسی پارٹی کے ایک صاحب ٹائیگر نامی آئے ہیں۔ وہ کسی اہم شخصیت کے قتل کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"....... اس آدمی نے کہا۔

"یس سر۔ وہ اکیلے ہیں"....... دوسری طرف سے کوئی بات سن کر کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے کاؤنٹر کے نیچے خانے میں سے ایک کارڈ نکال کر اس پر مہر لگائی اور کارڈ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"چوتھی منزل پر آفس ہے۔ آپ کارڈ دکھائیں گے تو وہاں تک آپ کو جانے دیا جائے گا"....... کاؤنٹر مین نے کارڈ دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"....... ٹائیگر نے کہا اور کارڈ لے کر اس طرف بڑھ گیا جہاں تین لفٹیں اوپر سے نیچے آجا رہی تھیں۔ ایک لفٹ جیسے ہی نیچے اتری اور اس میں سے دو آدمی نکل کر باہر آئے تو ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔

"چوتھی منزل"....... ٹائیگر نے کارڈ لفٹ مین کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"....... لفٹ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دروازہ بند کر کے اس نے چوتھی منزل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر چوتھی منزل پر پہنچ چکا تھا لیکن راہداری میں جگہ جگہ مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔ ٹائیگر نے کارڈ دکھایا تو وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور پھر مینجر کے آفس تک ٹائیگر پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلنے پر جب وہ اندر داخل ہوا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ سامنے میز کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم۔ تم ٹائیگر اور یہاں۔ مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ساریہ سے کوئی ٹائیگر نامی آدمی آیا ہے"....... اس گینڈے نما آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی تمہیں یہاں دیکھ کر بے حد حیرت ہو رہی ہے۔ میرا

خیال تھا کہ تم ایکریمیا چلے گئے ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ میں یہاں آگیا ہوں ۔ آؤ بیٹھو ۔ کیسے آنا ہوا ہے اور وہ بھی اس انداز میں "...... پراگ نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

" شراب تو تم پیتے نہیں اور یہاں شراب کے علاوہ اور کچھ ملتا نہیں ۔ اب بتاؤ کیا کروں "...... پراگ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کچھ نہیں ۔ میں نے صرف چند باتیں کرنی ہیں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ارے ہاں ۔ تم نے غلط بیانی کیوں کی ۔ اگر تم پاکیشیا کے بارے میں بتا دیتے تو میں خود جا کر تمہیں ساتھ لے آتا "...... پراگ نے کہا ۔ پراگ ٹائیگر کا خاصا بے تکلف دوست تھا لیکن پاکیشیا میں اس کا ٹکراؤ ایک ایسے ادارے سے ہو گیا جو بے حد طاقتور تھا جس کے نتیجے میں پراگ کو پاکیشیا سے فرار ہونا پڑا اور اب کئی سالوں بعد ٹائیگر اسے یہاں اس روپ میں دیکھ رہا تھا۔

" میرا خیال تھا کہ تم پاکیشیا کا سن کر ملنے سے انکار کر دو گے ۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ پراگ تم ہو "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو پراگ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کیسے آنا ہوا ۔ مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے ۔ تم نے کسی قتل کی بات

کاؤنٹر پر کی تھی "...... پراگ نے کہا۔

" چھوڑو ۔ وہ تو تم تک پہنچنے کا بہانہ تھا ۔ روزی راسکل کو تو تم جانتے ہو "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ہے اسے "...... پراگ نے چونک کر کہا۔

" اسے کافرستان کے کسی کرنل جگدیش کے کہنے پر پاکیشیا کے بحری اسمگلر ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے پاکیشیا سے یہاں کافرستان پہنچایا ہے اور گھاٹ پر تمہارے آدمیوں نے اسے پک کیا ہے ۔ میں یہی پوچھنے آیا ہوں کہ اب وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ ۔ تو وہ لڑکی روزی راسکل تھی ۔ آئی ایم سوری ۔ مجھے صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ کسی لڑکی کو گھاٹ سے پک کر کے اپنے ایک مضافاتی اڈے پر پہنچانا ہے ۔ کوئی کرنل جگدیش وہاں آکر اس سے پوچھ گچھ کرے گا اور پھر اسے اپنے ساتھ لے جائے گا ۔ چنانچہ میں نے احکامات دے دیئے اور ان احکامات پر عمل درآمد بھی ہو گیا "۔ پراگ نے جواب دیا۔

" کرنل جگدیش کا تم سے براہ راست کوئی تعلق ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں ۔ مجھے اس سلسلے میں ٹونی نے کہا تھا ۔ ٹونی کلب کا مالک اور میرا دوست ہے ۔ ویسے اس کے تعلقات فوج کے بے شمار اعلیٰ افسران سے ہیں "...... پراگ نے جواب دیا۔

" تم نے کس اڈے پر روزی راسکل کو پہنچایا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" مضافات میں ایک علاقہ ہے جسے غازی پورہ کہا جاتا ہے ۔ وہاں ہمارا ایک اڈا ہے جس کا انچارج شیکھر ہے"...... پراگ نے کہا۔

" تم اس شیکھر سے پوچھو کہ روزی راسکل کا کیا ہوا ۔ وہ زندہ ہے یا مر چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو پراگ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے ۔

" غازی پورہ زیرو پوائنٹ پر شیکھر سے بات کراؤ"...... پراگ نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... پراگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" شیکھر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

" وہ لڑکی جو تمہارے پوائنٹ پر پہنچائی گئی تھی اس کا کیا ہوا"۔ پراگ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" اسے کرنل جگدیش صاحب لے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اچھا"...... پراگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ٹونی سے پوچھو کہ کرنل جگدیش کہاں مل سکتا ہے"...... ٹائیگر

نے کہا تو پراگ نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے ۔

" ٹونی کلب کے ٹونی سے میری بات کراؤ"...... پراگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... پراگ نے کہا۔

" ٹونی لائن پر ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ پراگ بول رہا ہوں"...... پراگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" ٹونی بول رہا ہوں ۔ ٹونی کلب سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تمہارے کہنے پر میں نے ایک اغوا شدہ لڑکی کو غازی پورہ پوائنٹ پر بھجوایا تھا ۔ تم نے کہا تھا کہ کرنل جگدیش وہاں پہنچے گا ۔ کون ہے یہ کرنل جگدیش ۔ اس کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... پراگ نے کہا۔

" تم اب کیوں پوچھ رہے ہو ۔ کوئی خاص بات"...... ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں اس لڑکی کو اگر وہ زندہ ہے واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ میرے ایک دوست کی عورت ہے"...... پراگ نے کہا۔

" سوری پراگ ۔ اب تک تو شاید اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی

ہوں گی ۔ کرنل جگدیش ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل رہا ہے ۔ پھر وہ ایکریمیا چلا گیا تھا۔ پہلے وہ میرے کلب آتا جاتا رہتا تھا پھر ایکریمیا سے واپس آکر وہ کبھی کلب نہیں آیا۔ بس اس کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا کہ پاکیشیا سے ماسٹر قاسم ایک عورت کو اغوا کر کے یہاں گھاٹ پر پہنچا رہا ہے میں اسے کسی محفوظ جگہ پر پہنچوا دوں جہاں سے وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اس نے مجھے بھاری رقم دینے کا بھی کہا تھا۔ چونکہ کافرستان میں سب سے محفوظ پوائنٹ تمہارے ہیں اس لئے میں نے تم سے کہہ دیا اور تم نے کام کر دیا۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے کہ کرنل جگدیش ایکریمیا سے واپس آنے کے بعد کہاں ہے"۔ ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس نے رقم بھیجی ہے"...... پراگ نے پوچھا۔

"نہیں ۔ ابھی نہیں بھجوائی لیکن وہ کسی بھی وقت بھجوا سکتا ہے ۔ کیوں"...... ٹونی نے کہا۔

"جب وہ رقم بھجوائے تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا اور مجھے بتا دینا"...... پراگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ایسا ہی ہو گا"...... ٹونی نے جواب دیا تو پراگ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"بس اب تو راضی ہو ۔ اس سے زیادہ میں کیا کر سکتا ہوں"۔ پراگ نے کہا۔

"اس غازی پورہ کے زیرو پوائنٹ کی تفصیل بتاؤ اور فون کر کے

شیکھر سے کہو کہ وہ میرے ساتھ تعاون کرے ۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا"...... پراگ نے کہا اور پھر اس نے ایسے ہی کیا جیسے ٹائیگر نے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے تفصیل بھی بتا دی۔

"کیا کوئی کار مل سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں نہیں ۔ ڈرائیور بھی ساتھ ہو"...... پراگ نے کہا۔

"نہیں ۔ صرف کار ۔ میں اسے اس وقت واپس کروں گا جب پاکیشیا واپس جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بے شک پاکیشیا ساتھ لے جانا ۔ میری طرف سے اجازت ہے"...... پراگ نے ہنستے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے کسی آدمی کو ہدایت دینا شروع کر دی ۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آفس میں داخل ہوا اور اس نے کار کی چابیاں مؤدبانہ انداز میں پراگ کے سامنے رکھ دیں۔

"یہ لو ۔ اس کے ساتھ ٹوکن موجود ہے اور کار پارکنگ میں موجود ہے ۔ ٹوکن پر اس کا نمبر درج ہے"...... پراگ نے کہا تو ٹائیگر نے اس سے چابیاں لیں اور شکریہ ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک جدید ماڈل کی نئی سیاہ رنگ کی کار میں سوار غازی پورہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ ویسے اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کار کے شیشے پر بھی سیاہ تتلی کا سٹیکر موجود تھا جس پر سفید رنگ کے دھبے تھے اور شاید یہ اس سٹیکر کی موجودگی تھی کہ راستے میں ایک جگہ پولیس

چیکنگ کر رہی تھی لیکن اس کی کار کو سرے سے روکا ہی نہیں گیا تھا ٹائیگر چونکہ اکثر کافرستان کے دارالحکومت میں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس شہر اور اس کے مضافاتی علاقوں کے بارے میں بخوبی معلوم تھا اس لئے وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا غازی پورہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر تقریباً اڑھائی گھنٹوں کی مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ غازی پورہ میں داخل ہو چکا تھا۔ زیرو پوائنٹ ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی تھی۔ ٹائیگر نے کار اس کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے لے جا کر روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک گنجا آدمی باہر آگیا۔ اس کی بیلٹ سے ایک کوڑا بندھا ہوا تھا اور کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں پھاٹک کھولتا ہوں جناب۔ اس آدمی نے جس کا نام شیکھر تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ٹائیگر کار اندر لے گیا اور اس نے پورچ میں کار روک دی اور پھر نیچے اتر آیا۔ شیکھر اس دوران پھاٹک بند کر چکا تھا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... شیکھر نے کہا۔

"میں نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ باس نے مجھے آپ سے مکمل تعاون کرنے کا حکم دیا ہے آیئے۔ ادھر سٹنگ روم میں آجایئے"...... شیکھر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... شیکھر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم بیٹھو میرے سامنے"...... ٹائیگر نے کہا تو شیکھر مؤدبانہ انداز میں ٹائیگر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جس لڑکی کو یہاں پہنچایا گیا تھا اس کے ساتھ یہاں کیا ہوا تھا۔ تفصیل سے بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ باس کے آدمی لڑکی کو بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے۔ مجھے باس نے حکم دیا تھا کہ کرنل جگدیش صاحب آئیں گے۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور اگر وہ اس لڑکی کو لے جانا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہو گی۔ پھر کرنل جگدیش کا فون آگیا۔ انہوں نے کہا لڑکی کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور پھر ہوش میں لایا جائے۔ وہ اس سے پوچھ گچھ کریں گے۔ چنانچہ میں نے اسے تہہ خانے میں دیوار میں نصب کڑوں میں جکڑ دیا اور اسے اینٹی گیس سونگھا دی اور باہر آگیا۔ پھر کرنل صاحب پہنچ گئے اور میں انہیں ساتھ لے کر تہہ خانے میں گیا تو لڑکی ہوش میں آچکی تھی۔ وہ انتہائی نڈر ٹائپ لڑکی تھی۔ وہ الٹا کرنل جگدیش پر چڑھ دوڑی۔ کرنل بے حد غصیلا آدمی ہے۔ اس نے اس لڑکی پر کوڑے برسانے کا

حکم دیا۔ مجھے چونکہ کرنل کے حکم کی تعمیل کا حکم دیا گیا تھا اس لئے میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی۔ لڑکی خاصی زخمی ہو گئی اور پھر اچانک اس کے ہاتھ کڑوں سے نکل آئے اور وہ لڑکی شدید زخمی ہونے کے باوجود کسی بھوکے عقاب کی طرح ہم پر جھپٹ پڑی۔ مجھے اس نے نیچے گرا دیا۔ کرنل بھی گر گیا لیکن میرے ہاتھ میں کوڑا رہ گیا تھا۔ میں نے کوڑا مار کر اسے گرا دیا اور پھر اٹھ کر اس پر پے در پے کوڑے برسائے تو وہ بے ہوش ہو گئی۔ کرنل جگدیش نے کہا کہ اس نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے اگر وہ مر گئی تو وہ اس سے پوچھ گچھ نہ کر سکے گا اس لئے اس نے میڈیکل باکس لانے کا حکم دیا۔ کرنل جگدیش اور میں نے مل کر اس کے زخموں کی بینڈیج کی اور پھر کرنل جگدیش نے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا اور مجھے حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں ان کی کار کی سیٹوں کے درمیان ڈال دیا جائے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور وہ اس لڑکی کو لے کر واپس چلے گئے"...... شیکھر نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کو روزی راسکل پر اس طرح کوڑے برسانے کا سن کر یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے کسی نے اس کے دل پر بوجھ ڈال دیا ہو۔

"تمہیں ایک لڑکی کو اور وہ بھی بندھی ہوئی کو کوڑے مارتے شرم نہیں آئی"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو حکم کی تعمیل کرنا تھی جناب ورنہ باس مجھے گولی مار دیتے"...... شیکھر نے جواب دیا۔

"کرنل جگدیش کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو شیکھر نے تفصیل بتا دی۔

"کار کے بارے میں کیا تفصیل ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو شیکھر نے اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ کرنل جگدیش اس لڑکی کو کہاں لے گیا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ لڑکی شدید زخمی ہے اس لئے وہ اسے خصوصی ملٹری ہسپتال کامرس لے جائیں گے۔ وہاں پہلے اس کا علاج ہو گا پھر وہ اس سے پوچھ گچھ کریں گے"...... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں فون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یس سر"...... شیکھر نے کہا۔

"لے آؤ یہاں"...... ٹائیگر نے کہا تو شیکھر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے مشین پسٹل نکال کر جیکٹ کی باہر والی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد فون آ گیا تو ٹائیگر نے انکوائری سے خصوصی ملٹری ہسپتال کامرس کا نمبر معلوم کیا اور پھر ہسپتال فون کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل جگدیش ایک شدید زخمی لڑکی کو لائے تھے۔ اس کا کیا ہوا۔ میں جنرل بھگت بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" وہ اب سے دو گھنٹے پہلے اسے ڈسچارج کرا کر لے گئے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کہاں لے گئے ہیں"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

" سر۔ ان کا پتہ کارڈ میں درج ہو گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چیک کر کے بتا سکتی ہوں"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" ہاں بتاؤ اور سنو۔ اچھی طرح غور کر کے پڑھنا ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد لڑکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" یس۔ کیا پتہ ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" سن ویو کالونی۔ کوٹھی نمبر چودہ اے بلاک سر"...... دوسری طرف سے پتہ بتایا گیا۔

" وہاں کا فون نمبر بھی درج ہو گا وہ بھی بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا۔

" یس سر۔ نوٹ کریں"...... لڑکی نے کہا اور نمبر بتانا شروع کر دیا۔ وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کسی کارڈ پر لکھا ہوا دیکھ کر پڑھ رہی ہو۔

" اوکے۔ تھینک یو"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے لڑکی کا بتایا ہوا فون نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز مسلسل سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا ہاتھ جیکٹ کی اس جیب میں پہنچ گیا تھا جس میں مشین پسٹل موجود تھا۔

" تم نے اس بندھی ہوئی لڑکی پر کوڑے برسائے تھے۔ کیوں"...... ٹائیگر نے کہا تو شیکھر اس طرح چونک کر اسے دیکھنے لگا جیسے اسے ٹائیگر کے لہجے کی تبدیلی پر حیرت ہو رہی ہو کیونکہ واقعی یہ فقرہ بولتے ہوئے ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

" مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا"...... شیکھر نے کہا۔

" اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پہلے بھی کسی نہ کسی کے حکم کے تحت ایسا کرتے رہے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" یس سر۔ سینکڑوں بار"...... شیکھر نے اس بار اس انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے ٹائیگر کو اپنے کسی بڑے کارنامے کے بارے میں بتایا ہو۔

" تم نے بندھی ہوئی بے بس لڑکی پر کوڑے برسا کر ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ سمجھے"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ شیکھر کچھ سمجھتا ٹائیگر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی شیکھر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹھیک دل پر پڑنے

والی گولیوں نے اسے زیادہ دیر تک تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔ ٹائیگر نے ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈالی اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے آکر پھاٹک کھولا اور پھر اپنی کار سٹارٹ کر کے اس نے پھاٹک کے باہر لے جا کر روکی اور نیچے اتر کر اس نے بڑا پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے پھاٹک سے باہر آکر اس نے اسے باہر سے بند کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اب اس کی کار تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ سن ویو کالونی جہاں اب اس نے جانا تھا شہر کے دوسرے سرے پر تھی اور شہر پہنچ کر بھی اسے پورا شہر کراس کر کے سن ویو کالونی میں پہنچنا تھا لیکن کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ وہ جلد از جلد وہاں پہنچ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کوٹھی میں کرنل جگدیش یا روزی راسکل موجود ہو گی یا نہیں۔ ویسے وہاں کسی کے فون اٹنڈ نہ کرنے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوٹھی خالی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اُدھر اس لئے جا رہا تھا کہ اول تو اس کے علاوہ اور کوئی کلیو اس کے پاس نہیں تھا دوسرے یہ کہ اسے امید تھی کہ شاید اس کوٹھی سے اسے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس پر کام کر کے وہ کرنل جگدیش اور روزی راسکل تک پہنچ سکے۔

روزی راسکل کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو کافی دیر تک اسے ایسے محسوس ہوا جیسے وہ دھوئیں میں لپٹی ہوئی ہو اور دھوئیں کے ساتھ ساتھ چکراتی پھر رہی ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس بیدار ہوتے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ اس کمرے میں جہاں اس کی کرنل جگدیش اور شیکھر سے لڑائی ہوئی تھی موجود ہونے کی بجائے کسی ہسپتال کے کمرے میں بیڈ پر پڑی ہے اور بیڈ کے ساتھ ہی ڈرپس موجود تھیں۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا اور ابھی روزی راسکل یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے یہاں کون لایا ہے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس اندر داخل ہوئی لیکن روزی راسکل اس کی یونیفارم دیکھ کر چونک پڑی کیونکہ ایسی یونیفارم ملٹری ہسپتالوں کی نرسیں پہنتی تھیں۔

"تمہیں ہوش آگیا۔ گڈ شو۔ جب تمہیں یہاں لایا گیا تھا تو تمہاری حالت بے حد خستہ تھی لیکن اب تم ایک دو روز مزید یہاں رہنے کے بعد ٹھیک ہو جاؤ گی اور تمہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا"۔ نرس نے بڑے شفقت بھرے لہجے میں اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہاں کون لایا ہے"....... روزی راسکل نے پوچھا۔

"کرنل جگدیش"....... نرس نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور روزی راسکل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کمرے میں داخل ہونے والا کرنل جگدیش تھا۔

"آیئے سر۔ اسے ہوش آگیا ہے۔ اب یہ ٹھیک ہے"....... نرس نے کرنل جگدیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی۔ اس کے چہرے کی رنگت بتا رہی ہے کہ اب یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اسے کلپڈ تو کیا گیا ہے بیڈ کے ساتھ یا نہیں"....... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس سر۔ یہ کلپڈ ہے"....... نرس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ڈاکٹر سے ملتا ہوں"....... کرنل جگدیش نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"کیا تم نے کوئی بھیانک جرم کیا ہے جو کرنل جگدیش کے خصوصی احکامات کے تحت تمہیں اس قدر زخمی حالت میں لا کر بھی

بیڈ کے ساتھ کلپڈ کئے ہوئے رکھا گیا ہے"....... نرس نے معمول کی چیکنگ کرتے ہوئے روزی راسکل سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے انتہائی بھیانک جرم کیا ہے کہ یہ کمینہ ابھی تک زندہ ہے لیکن میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ کر اس کی لاش کتوں کے آگے ڈال دوں گی۔ میرا نام روزی راسکل ہے روزی راسکل۔ یہ مجھے جانتا ہی نہیں۔ اس کمینے نے مجھ پر بری نظریں ڈالی ہیں۔ مجھے جاندار عورت کہا ہے۔ اب میں اسے بے جان بنا کر چھوڑوں گی"....... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا تو نرس جو اس دوران خوف سے آنکھیں پھیلائے کھڑی تھی تیزی سے مڑ کر دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ شاید وہ یہ سمجھی تھی کہ روزی راسکل کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یقیناً وہ کسی ڈاکٹر کو بلانے گئی ہو گی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی لیکن وہ ابھی تک سہمی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا مس آپ کو۔ نرس نے بتایا ہے کہ آپ اچانک چیخنے لگی تھیں"....... ڈاکٹر نے قریب آکر روزی راسکل سے پوچھا۔

"نرس نے میرا جرم پوچھا تھا اور میں اسے جرم بتا رہی تھی"۔ روزی راسکل نے کہا۔

"یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہسپتال ہے۔ یہاں آپ صرف مریض ہیں اور بس۔ نرس اسے انجکشن لگاؤ اور چلو"....... ڈاکٹر نے

کہا۔

"یس سر"...... نرس نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن اس نے آگے بڑھ کر روزی راسکل کے بازو میں لگا دیا۔ چند لمحوں بعد روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک بار پھر بادلوں میں تیر رہی ہو اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ پھر شاید کچھ دیر بعد یہ تاریکی سمٹنے لگی اور جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ اب ہسپتال کے بیڈ پر موجود ہونے کی بجائے کسی اور کمرے میں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے دونوں بازوؤں کو عقب میں کر کے رسی سے باندھ دیا گیا تھا اور اس کے جسم کے گرد بھی رسی بندھی ہوئی تھی جبکہ کمرہ خالی تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا میں کسی جادو نگری میں پہنچ گئی ہوں"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی نظریں سامنے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ تصویر کرنل جگدیش کی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کرنل جگدیش مجھے اپنے گھر لے آیا ہے۔ کیوں"...... روزی راسکل نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ اس کمینے کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ میں اس کی بوٹیاں

اڑا دوں گی"...... روزی راسکل نے بے اختیار دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی شدید غصے کے عالم میں اس نے اپنے بازوؤں کو زور زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ پہلے تو سوائے اس کے کہ اس کے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑنے لگیں لیکن جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ رسیاں ڈھیلی پڑ گئی ہیں تو اس نے مزید وحشت بھرے انداز میں جسم کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن سوائے اس کے کہ رسیاں کچھ اور ڈھیلی پڑ گئی تھیں اور کچھ نہ ہوا تو ایک خیال کے تحت روزی راسکل نے پیروں کے زور پر اپنے جسم کو پیچھے کی طرف پوری قوت سے دھکیلا۔ اس کے عقب میں دیوار تھی۔ اس کی کرسی پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائی اور پھر تیزی سے آگے کی طرف جھکی اور اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کے جسم نے قلابازی کھانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ پہلو کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گری تو لکڑی کی کرسی کا بازو ایک سائیڈ سے ٹوٹ گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے رسیاں ٹوٹ گئی ہوں اور وہ اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گری ہو۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے بے اختیار اس کے ہونٹ بھنچ گئے کہ وہ ابھی تک رسیوں کی گرفت میں تھی۔ یہ اور بات تھی کہ سب رسیاں کافی ڈھیلی ہو چکی تھیں لیکن اس کے ہاتھ ویسے ہی بندھے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں بازوؤں کو سائیڈوں پر کر کے اس انداز میں جھکولے دینے کی

کوشش کی جیسے کوئی دائیں بائیں لاٹھی چلا رہا ہو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا جسم آہستہ آہستہ ایک سائیڈ پر کھسکتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ رسیوں اور کرسی کی گرفت سے باہر آ گئی ۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی لیکن اس کے ہاتھ ابھی تک اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے ۔ اس نے ہاتھوں کو ایک دوسرے سے رگڑنے کی کوشش شروع کر دی تاکہ اس کے مسلسل حرکت کرنے سے یا تو رسی ڈھیلی ہو جائے یا پھر وہ گانٹھ کھل جائے لیکن بے سود کیونکہ گانٹھ شاید خصوصی طور پر باندھی گئی تھی ۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے اور کیا نہیں کہ اچانک کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی کرنل جگدیش اندر داخل ہوا ۔

" ارے ۔ یہ کیا ۔ تم ۔ تم آزاد ہو گئی "....... کرنل جگدیش نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ تیزی سے کوٹ کی جیب میں گیا ہی تھا کہ روزی راسکل چیخ پڑی ۔

" تم کمینے آدمی ۔ تم ابھی زندہ ہو "....... روزی راسکل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ یکلخت کسی بھاری پرندے کی طرح دو قدم دوڑ کر فضا میں اچھلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے کرنل جگدیش کے سینے پر پڑے اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ اس کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر ایک طرف جا گرا تھا ۔ روزی راسکل بھی اس پر چھلانگ لگانے کے نتیجے میں پشت کے بل فرش پر

گری لیکن فوراً ہی اس نے قلابازی کھائی اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوئی ہی تھی کہ یکلخت کرنل جگدیش بھی قلابازی کھا کر کھڑا ہوا اور اس نے اس طرف کو دوڑ لگا دی جہاں اس کا مشین پسٹل پڑا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ جھک کر پسٹل اٹھاتا روزی راسکل نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن کرنل جگدیش اب سنبھلا ہوا تھا اس لئے وہ تیزی سے گھوم گیا اور روزی راسکل اپنے ہی زور میں منہ کے بل فرش پر گری اور آگے کی طرف گھسٹتی چلی گئی ۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن اس نے اپنے آپ کو بروقت سنبھال لیا اور اٹھنے کے لئے تیزی سے مڑ ہی رہی تھی کہ یکلخت ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گرم سلاخیں اس کے جسم میں گھستی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ پھیلتا چلا گیا ۔ پھر جب یہ پردہ ہٹا تو روزی راسکل کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے چونک پڑی کہ وہ اس کمرے میں نہیں تھی جہاں اس پر فائرنگ کی گئی تھی بلکہ ایک بار پھر وہ کسی ہسپتال کے بیڈ پر تھی ۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا کمبل تھا اور ایک نرس اس کے بیڈ کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی ۔ روزی راسکل کے کراہتے ہی وہ نرس ایک طرح سے اچھل کر کھڑی ہو گئی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ گڈ گاڈ ۔ آپ کو ہوش آ گیا ۔ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں "....... نرس نے ایسے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے روزی

راسکل کے ہوش میں آنے سے اسے حقیقی مسرت حاصل ہوئی ہو۔

"یہ آخر میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے"....... روزی راسکل نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار جھرجھری سی لی کیونکہ اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کا وہ لمحہ یاد آگیا تھا جب ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اسے اپنے جسم میں گرم سلاخیں گھسنے کا احساس ہوا تھا۔

"حیرت ہے کہ میں پھر بھی زندہ ہوں"....... روزی راسکل نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی جو اسے ہوش میں دیکھ کر ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی تھی۔

"آپ کو نئی زندگی مبارک ہو مس روزی راسکل"....... ڈاکٹر نے قریب آکر بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ کو میرا نام کس نے بتایا ہے"....... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر ٹائیگر نے جو آپ کو یہاں لے آئے تھے۔ ویسے میں نے جس طرح مسٹر ٹائیگر کو آپ کے لئے پریشان دیکھا ہے اور جب تک آپ کا آپریشن مکمل نہیں ہوا جس میں تین گھنٹوں سے زیادہ وقت لگا ہے مسٹر ٹائیگر آپریشن روم کے باہر راہداری میں مسلسل پریشانی سے ٹہلتے رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ ان کے دل میں آپ کے لئے خصوصی

جذبات ہیں"....... ڈاکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے معمول کی چیکنگ بھی کئے چلا جا رہا تھا۔

"میں اس وقت کہاں ہوں"....... روزی راسکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت کے ایک پرائیویٹ ہسپتال میں۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں"....... ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت کس کا۔ کافرستان کا یا پاکیشیا کا"....... روزی راسکل نے کہا تو ڈاکٹر اور اس کے ساتھ کھڑی نرس دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"مس صاحبہ۔ آپ کو تین گولیاں لگی تھیں اور آپ کی جو حالت تھی اگر مسٹر ٹائیگر آپ کو انتہائی ماہرانہ انداز میں اپنی کار میں ڈال کر فوری طور پر یہاں نہ پہنچاتے تو آپ کا زندہ بچنا ناممکن تھا اور آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ پاکیشیا کا دارالحکومت ہے۔ پاکیشیائی دارالحکومت یہاں سے بذریعہ جیٹ جہاز بھی چار گھنٹوں کا سفر ہے"....... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہی کیونکہ ٹائیگر تو پاکیشیا میں ہے۔ یہاں وہ کیسے آسکتا ہے اور پھر وہ بھی میرے پاس"....... روزی راسکل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہے۔ یہ تو وہی بتا سکتے ہیں کہ وہ یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔ وہ آفس میں موجود ہیں اور آپ سے ملاقات کے

لئے بے قرار ہیں ۔ہم انہیں اندر بھیج رہے ہیں ۔آپ ان سے تفصیل پوچھ لیں"...... ڈاکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ نرس بھی ٹرے اٹھائے اس کے پیچھے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

" ٹائیگر یہاں کیسے پہنچ گیا اور وہ بھی وہاں جہاں میں شدید زخمی ہو کر پڑی تھی اور وہ کمینہ کرنل جگدیش ۔ وہ کہاں ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور روزی راسکل کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ آنے والا واقعی ٹائیگر ہی تھی ورنہ اس سے پہلے اس کا خیال تھا کہ یہاں اسے لانے والا کوئی مقامی آدمی ہو سکتا ہے جس کا نام بھی ٹائیگر ہو گا لیکن اب جو ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا تھا وہ اصلی ٹائیگر تھا۔

" نئی زندگی مبارک ہو روزی راسکل "...... ٹائیگر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ۔ لیکن تم یہاں کافرستان کے دارالحکومت میں کیسے پہنچ گئے اور پھر وہاں کیسے پہنچے جہاں میں زخمی ہوئی تھی ۔ یہ سب کیا ہے کیا تم انسان کی بجائے جن بھوت ہو"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تو کرنل جگدیش کو ٹریس کرتے ہوئے اس کوٹھی تک پہنچا تھا جہاں تم شدید زخمی حالت میں پڑی نظر آ گئی ۔ تمہارے ساتھ

کرنل جگدیش بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا لیکن اس کی حالت نارمل تھی شاید اس کے سر کے عقبی حصے میں چوٹ آئی تھی لیکن تمہاری حالت اس قدر خستہ تھی اور تمہارا اس قدر خون نکل چکا تھا کہ تمہاری روح ایک لحاظ سے تمہارے گلے تک پہنچ چکی تھی ۔ چونکہ ایک انسانی جان کو بچانا فرض ہوتا ہے اس لئے میں نے فوری کارروائی کی اور تمہیں کار میں ڈال کر وہاں سے اس پرائیویٹ ہسپتال میں لے آیا ۔ یہاں تمہاری حالت دیکھ کر ڈاکٹر بھی مایوس سے نظر آرہے تھے لیکن تین گھنٹوں کے طویل آپریشن کے بعد انہوں نے جب مجھے بتایا کہ تم بچ گئی ہو اور تمہاری حالت اب خطرے سے باہر ہے تو میں مطمئن ہو کر واپس اس کوٹھی پر پہنچا تاکہ وہاں تمہارے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے کرنل جگدیش کو کور کر سکوں لیکن جب میں وہاں گیا تو کوٹھی خالی تھی ۔ کرنل جگدیش اس دوران ہوش میں آکر وہاں سے جا چکا تھا ۔ میں اسے ٹریس کرتا رہا لیکن دو دنوں کی سخت کوشش کے باوجود وہ ٹریس نہیں ہو سکا ۔ میں یہاں فون کر کے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ۔ میں نے عمران صاحب کو بھی تمہارے بارے میں رپورٹ دی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس ہسپتال میں رہوں ۔ ان کے حکم پر میں یہاں آگیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمہیں ہوش آگیا ہے ۔ اب مجھے یہاں نہ رہنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے میری جان بچانے کی کوشش کی ۔ اب میں ہوش میں آ گئی ہوں اس لئے اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں رہی ۔ تم جاسکتے ہو"....... روزی راسکل کا لہجہ ٹائیگر سے بھی زیادہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

" تمہیں پاکیشیا سے اغوا کر کے ماسٹر قاسم نے یہاں کافرستان پہنچایا تھا اور اس بات کو آج پانچواں دن ہے ۔ ان پانچ دنوں میں تم پر کیا گزری ہے"....... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

" تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ۔ کیا تم میرے پیچھے یہاں آئے ہو"....... روزی راسکل کے چہرے پر یکلخت سرخی سی آ گئی تھی۔

" میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا ہے کہ میں کرنل جگدیش کو ٹریس کرنے یہاں آیا ہوں ۔ اب دوبارہ پھر بتا دیتا ہوں"....... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے ماسٹر قاسم نے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا"....... روزی راسکل نے کہا۔

" تم نے خود بتایا تھا کہ دلیر سنگھ اور ماجھو نے کارلیف کے ذریعے ڈاگ جانسن کو ڈاکٹر شوائل کے قتل کے لئے کرنل جگدیش کی خاطر ہائر کیا تھا ۔ جب میں نے یہ رپورٹ باس کو دی تو انہوں نے تمہاری کوششوں کی اور تمہاری حب الوطنی کی بے حد تعریف کی اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سے مل کر مزید تفصیلات معلوم کروں لیکن جب میں

تم سے ملنے گیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ تمہیں اغوا کر لیا گیا ہے ۔ میں نے باس عمران کو رپورٹ دی تو انہوں نے مجھے تمہیں ٹریس کرنے کا حکم دیا ۔ پھر میں نے تمہارے اغوا پر کام کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہیں ماسٹر قاسم نے اغوا کرا کر اپنی خصوصی لانچ وائٹ فلاور کے ذریعے کافرستان میں گھاٹ پر پہنچا دیا ہے جہاں سے تمہیں کافرستان کے ایک گینگسٹر کے آدمیوں نے ایک کوٹھی میں پہنچا دیا ۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں کا پوائنٹ انچارج شنکر موجود تھا ۔ اس نے مجھے بتایا کہ تم کوڑے کھانے کی وجہ سے زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئی تھی اور کرنل جگدیش تم سے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ تمہیں وہاں سے کسی ہسپتال میں لے گیا ۔ میں نے ہسپتال ٹریس کر لیا ۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ تم ٹھیک ہو گئی ہو اور کرنل جگدیش تمہیں ہسپتال سے ڈسچارج کرا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے ۔ وہاں ڈسچارج کارڈ پر کرنل جگدیش نے اپنا پتہ اور فون نمبر درج کرایا تھا ۔ وہ میں نے ٹریس کر لیا پھر وہاں فون کیا تو کسی نے اٹنڈ نہیں کیا لیکن جب میں اس پتے پر پہنچا تو وہاں تمہاری حالت انتہائی خستہ ہو رہی تھی ۔ چنانچہ تمہاری زندگی بچانے کے لئے میں تمہیں ہسپتال لے آیا اور پھر میرے واپس جانے تک کرنل جگدیش غائب ہو گیا ۔ تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم اتنی زخمی ہو جاؤ ۔ اگر لڑنا بھڑنا نہیں آتا تو مت لڑا کرو ۔ اگر تم اس قدر شدید زخمی نہ ہوتی تو کرنل جگدیش میرے ہاتھ سے نہ نکل سکتا تھا"....... ٹائیگر نے آخر میں جو کچھ کہا تھا

اسے سن کر روزی راسکل کا چہرہ یکلخت غصے سے تپ اٹھا۔

" مجھے لڑنا نہیں آتا ۔ یہی کہہ رہے ہو تم ۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور مجھے کرسی پر رسیوں سے باندھا گیا تھا مگر اس کے باوجود میں نے اس کرنل جگدیش کو گرا دیا تھا ۔ وہ تو مشین پسٹل اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اور وہ مجھے گولیاں مارنے میں کامیاب ہو گیا ورنہ میں اس کی ایک ایک ہڈی اس طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے ہی توڑ ڈالتی اور سنو ۔ اب تمہاری یہاں موجودگی میں برداشت نہیں کر سکتی ۔ تم جا سکتے ہو ۔ اپنی شکل گم کرو ابھی اسی وقت"۔ روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کیا ہوا ہے"...... اچانک دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی نرس کی پریشان سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

" آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے ۔ پلیز مسٹر ٹائیگر آپ باہر جائیں"...... نرس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کمرے میں موجود الماری سے انجکشن نکال کر تیار کرنا شروع کر دیا ۔ روزی راسکل کا چہرہ پسینے میں ڈوب چکا تھا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

" کیا ہوا ہے اسے ۔ ابھی تو اچھی بھلی باتیں کر رہی تھی"۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

" انہیں شاید آپ کی کسی بات پر غصہ آگیا ہے ۔ یہ جسمانی طور پر

بے حد کمزور ہیں اور ابھی اعصابی طور پر بھی بے حد کمزور ہیں اس لئے ایسی کیفیت ہو جاتی ہے ۔ ویسے اگر میں نہ آجاتی تو شاید یہ بچ نہ سکتی تھیں"...... نرس نے روزی راسکل کو انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔

" اوہ آئی ایم سوری"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا ۔ انجکشن لگنے کے کچھ دیر بعد روزی راسکل نے آنکھیں کھولیں تو نرس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس کی آنکھوں کی کیفیت بتا رہی تھی کہ اب وہ ٹھیک ہو چکی ہے۔

" چلا گیا ہے یا نہیں ٹائیگر"...... روزی راسکل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ وہ سوری کر کے چلے گئے ہیں"...... نرس نے کہا۔

" سوری کر کے ۔ کیوں ۔ کس بات کی سوری"...... روزی راسکل نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اس بات کی کہ ان کی کسی بات پر آپ کو غصہ آگیا تھا اور آپ کی حالت دوبارہ خراب ہو گئی تھی"...... نرس نے کرسی سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا اس نے واقعی سوری کہا تھا"...... روزی راسکل کے لہجے میں ایسا تاثر تھا جیسے اسے نرس کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

" مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی مس"...... نرس نے کہا۔

" اچھا ۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ کچھ انسانیت ابھی اس کے اندر موجود ہے ۔ میں تو سمجھی تھی کہ وہ بالکل ہی جانور ہے"...... روزی

راسکل نے کہا۔

"وہ واقعی بے حد اچھے ہیں"....... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ تمہیں ضرورت نہیں اس کی تعریف کرنے کی سمجھیں"۔ روزی راسکل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا مس۔ وہ آپ کا ہے اور آپ کا ہی رہے گا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آپ کے لئے جو جذبات دیکھے ہیں وہ خاص الخاص ہیں"....... نرس نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرے اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کاش ایسا ہوتا۔ لیکن وہ تو جانور ہے جانور۔ ہر قسم کے احساسات سے عاری"....... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ شاید نرس نے کوئی ایسا انجکشن لگایا تھا جس کی وجہ سے وہ نیند کی وادی کی گہرائی میں اترتی چلی جارہی تھی۔

کرنل جگدیش اس وقت اپنے آفس میں موجود تھا لیکن بے چینی اور اضطراب کی وجہ سے اس کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتا اور بار بار سامنے رکھی ہوئی میز پر اس طرح مکے برسانے لگتا جیسے سارا قصور اس میز کا ہی ہو۔ اسے بار بار وہ لمحات یاد آرہے تھے جب اس نے روزی راسکل پر مشین پسٹل کا فائر کھولا تھا اور روزی راسکل فائرنگ کے باوجود کسی چڑیل کے سے انداز میں چیختی ہوئی اس کی طرف اس انداز میں بڑھی تھی کہ وہ بے اختیار الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور پھر کسی چیز سے اس کا پیر ٹکرایا اور وہ کوشش کے باوجود سنبھل نہ سکا اور اس کے سر کا پچھلا حصہ پوری قوت سے عقبی دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں جیسے دھماکہ سا ہوا اور پھر تاریکی چھا گئی۔ پھر جب یہ تاریکی دور ہوئی اور اسے ہوش آیا تو گو اس کے سر میں درد کی شدید لہریں سی دوڑ رہی تھیں

لیکن ہوش میں آتے ہی اسے ماحول کا احساس ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن اٹھتے ہی اس کے ذہن کو اس قدر زور دار جھٹکا لگا تھا کہ سر میں اٹھنے والا درد بھی اس کے سامنے غائب ہو گیا تھا وہاں خون پھیلا ہوا تھا لیکن روزی راسکل غائب تھی اور پھر اس نے پورا پوائنٹ چھان مارا لیکن روزی راسکل گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکی تھی۔

"یہ عورت تھی یا کوئی بھوت۔ یہ کس طرح غائب ہو گئی"۔ کرنل جگدیش نے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا جہاں اس کی کار موجود تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر ایک بار پھر اچھل پڑا کہ چھوٹا پھاٹک باہر سے بند تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ روزی راسکل کا کوئی ہمدرد عین موقع پر اندر آیا اور وہ شدید زخمی یا مردہ روزی راسکل کو اٹھا کر لے گیا ورنہ چھوٹا پھاٹک بھی اندر سے ہی بند ہوتا۔ کمرے میں جس طرح خون پھیلا ہوا تھا اسے دیکھ کر تو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ روزی راسکل ہلاک ہو چکی ہے۔ ویسے اسے بے ہوش ہونے سے پہلے اچھی طرح یاد تھا کہ مشین پسٹل کی گولیاں روزی راسکل کے جسم میں اتر گئی تھیں لیکن اس کے بعد کے واقعات اس کی سمجھ میں نہ آرہے تھے بلکہ یہ الجھن بھی اس کے ذہن میں ابھر رہی تھی کہ جو بھی وہاں آیا اس وقت کرنل جگدیش بے ہوش پڑا تھا اور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرنے والا مشین پسٹل بھی وہاں موجود تھا۔ پھر وہ صرف روزی راسکل کو زندہ یا مردہ اٹھا کر

کیوں لے گیا اور اسے کیوں گولی نہیں ماری۔ یہ باتیں سوچتے ہوئے اس نے بڑا پھاٹک کھولا اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول کر وہ واپس اندر آیا اور اس نے اپنی کار سٹارٹ کر کے اسے پھاٹک سے باہر نکال کر روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک اس نے باہر سے بند کیا اور اس میں لاک لگا کر وہ کار میں بیٹھا اور سیدھا اپنے آفس آگیا۔ آفس آنے تک اس کا ذہن ایک منطقی نتیجے تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ جو کوئی بھی آیا ہے وہ واقعی روزی راسکل سے ہمدردی رکھتا تھا۔ روزی راسکل شدید زخمی تھی ہلاک نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ آدمی اسے بچانے کے لئے اٹھا کر لے گیا اور اس نے کرنل جگدیش کی طرف توجہ نہ دی کیونکہ اگر روزی راسکل ہلاک ہو چکی ہوتی تو لامحالہ اس ہمدرد کا سارا غصہ کرنل جگدیش پر ہی نکلتا۔ اس نتیجے سے وہ یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ روزی راسکل کو اب کسی ہسپتال میں ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے آفس آکر سب سے پہلا یہ کام کیا کہ اپنے تمام ممبران کو دارالحکومت کے تمام چھوٹے بڑے سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتالوں میں روزی راسکل کی موجودگی کو چیک کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے اپنے ماتحتوں کو نہ صرف روزی راسکل کا حلیہ بتا دیا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ وہ شدید زخمی تھی اور لازماً اس کا آپریشن کیا جا رہا ہو گا۔ اسے یقین تھا کہ روزی راسکل کسی نہ کسی ہسپتال میں ٹریس ہو جائے گی اور وہ ایک بار پھر اسے اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ کرے گا تاکہ اس سے رپورٹ

لے کر وہ ڈیفنس سیکرٹری کو دے سکے لیکن کئی گھنٹے گزر گئے تھے مگر کسی طرف سے کوئی کال ہی نہ آ رہی تھی اور اسی وجہ سے بے چینی اور اضطراب نے اسے گھیر رکھا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتا کہ دارالحکومت میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے ہسپتال ہوں گے اور چند آدمی بہرحال اتنی جلدی اسے ٹریس نہیں کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جگدیش نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی دیر سے فون کال ختم ہو جائے گی۔

"یس ۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا۔

"اونیل بول رہا ہوں باس ۔ روزی راسکل کو ٹریس کر لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے اس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہے وہ اور کس حال میں ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"وہ بس ٹرمینل کے قریب ایک پرائیویٹ ہسپتال الصحت کے کمرہ نمبر بارہ میں ہے ۔ اس کا آپریشن کیا گیا ہے جو کامیاب رہا ہے اور وہ ہوش میں بھی آ گئی ہے لیکن ابھی کئی روز تک وہ حرکت نہیں کر سکتی"...... اونیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ کس حالت میں وہاں پہنچی ہے اور کون اسے وہاں لے گیا ہے"...... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کے مطابق کوئی ٹائیگر نامی شخص اسے شدید زخمی حالت میں لے کر ہسپتال پہنچا تھا ۔ کئی گھنٹوں تک آپریشن روم میں اس کا آپریشن ہوتا رہا اور اس دوران وہ ٹائیگر باہر برآمدے میں انتہائی بے چینی سے ٹہلتا رہا ۔ جب آپریشن ختم ہوا اور اس کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی تو اسے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا اور ٹائیگر واپس چلا گیا ۔ اس نے ہسپتال کے ریکارڈ میں جو پتہ لکھوایا ہے وہ سجائنت ہوٹل کا ہے لیکن کمرہ نمبر درج نہیں ہے"۔ اونیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس ٹائیگر کا حلیہ معلوم کرو اور اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بتا دو دو ساتھیوں کو ہسپتال میں نگرانی پر لگا دو جبکہ تم سجائنت ہوٹل میں جا کر اس ٹائیگر کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور جب وہ مل جائے تو اسے اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو اور پھر مجھے کال کرو"...... کرنل جگدیش نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال میں نگرانی کس لئے باس"...... اونیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اس دوران ہسپتال میں آئے تو نگرانی کرنے والے اسے اغوا کر سکتے ہیں"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... اونیل نے جواب دیا تو کرنل جگدیش نے

رسیور رکھ دیا۔ٹائیگر کا نام سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی ٹائیگر ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ عمران کا شاگرد ہے اور اب اسے ٹائیگر کی شخصیت روزی راسکل سے بھی زیادہ خطرناک محسوس ہونے لگ گئی تھی کیونکہ وہ روزی راسکل کو ٹریس کرتا ہوا ٹھیک اس جگہ پہنچا تھا جہاں روزی راسکل موجود تھی ۔ اگر روزی راسکل شدید زخمی نہ ہوتی تو وہ لامحالہ کرنل جگدیش کو باندھ کر اس سے معلومات حاصل کرتا اس لئے اس نے ٹائیگر کو اغوا کرنے کا حکم دے دیا تھا ۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ معلاملات ویسے نہیں ہیں جیسے وہ گمان کر رہا تھا ۔ وہ اب تک روزی راسکل کو پاکیشیا کی انڈر ورلڈ کی عام سی لڑکی سمجھ رہا تھا لیکن روزی راسکل نے دو بار جس قسم کا ردعمل ظاہر کیا تھا وہ بتاتا تھا کہ وہ خاصی تربیت یافتہ لڑکی ہے اور اپنا ذہن استعمال کرنا جانتی ہے اور اب اس کے پیچھے یہ ٹائیگر آیا ہے تو یہ بھی ٹھیک اس جگہ پہنچا تھا جہاں کرنل جگدیش اور روزی راسکل موجود تھی ۔ اس کا مطلب واضح تھا کہ ٹائیگر بھی انڈر ورلڈ کا عام بدمعاش نہیں تھا ۔ روزی راسکل کو تو اس نے پاکیشیا کے ماسٹر قاسم کے ذریعے یہاں منگوالیا تھا اور پھر ایک گینگسٹر کے ذریعے اسے خصوصی پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا تھا ۔ پھر وہاں ہونے والی جھڑپ کے بعد جب روزی راسکل بے ہوش ہو گئی تو وہ اسے اٹھا کر اپنے ایک اور سپیشل پوائنٹ پر لے آیا لیکن یہاں بھی روزی راسکل نے اپنے آپ کو نہ صرف چھڑا لیا بلکہ اس پر اس انداز میں حملہ کر دیا

کہ اسے مجبوراً اپنے دفاع میں فائر کھولنا پڑا اور پھر یہ ٹائیگر براہ راست اس سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گیا ۔ اس کا مطلب واضح تھا کہ پاکیشیا کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر شوائل سے اصل فارمولا کرنل جگدیش نے حاصل کیا اور پھر اسے خود ہی کافرستانی حکام کو فروخت کر دیا ۔ یقیناً یہ لوگ اس کو پکڑ کر اس سے یہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ فارمولا اب کہاں ہے ۔ ادھر ڈیفنس سیکرٹری تک بھی اطلاعات پہنچ چکی ہیں اس لئے اس نے بھی اسے پرتاب پورہ سے واپس کال کر کے اسے حکم دے دیا کہ وہ روزی راسکل سے تمام معلومات حاصل کر کے اسے رپورٹ دے ۔ اب کرنل جگدیش پھنس گیا تھا ۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کا ان دونوں سے ٹکراؤ ضروری تھا جبکہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان دونوں کو اغوا کرنے کی بجائے براہ راست انہیں ہلاک کر دے لیکن پھر مسئلہ یہ تھا کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کیا جواب دے وہ کرسی سے اٹھ کر اپنے آفس میں ٹہلنے لگا ۔ وہ اب اس معاملے کا کوئی ایسا حل سوچ رہا تھا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے لیکن کوئی واضح بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی ۔ آخرکار اس نے فیصلہ کیا کہ روزی راسکل کی بجائے اس ٹائیگر پر تشدد کر کے اس سے تمام معلومات حاصل کی جائیں اور پھر اسے ہلاک کر دیا جائے ۔ اس کے بعد روزی راسکل کو تو آسانی سے ہسپتال میں ہی ہلاک کیا جا سکتا ہے ۔ یہ فیصلہ کر کے وہ قدرے مطمئن ہو گیا ۔ اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی ٹائیگر کو نہ

صرف ٹریس کر لیں گے بلکہ وہ اسے اغوا بھی کر لیں گے کیونکہ ایسے کاموں کی انہیں خصوصی ٹریننگ دلائی گئی تھی اور پھر وہی ہوا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد کال آ گئی۔

"یس۔ کرنل جگدیش بول رہا ہوں"...... کرنل جگدیش نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اونیل بول رہا ہوں باس۔ اس آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے، کو اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچا دیا گیا ہے اور میں وہیں سے بول رہا ہوں"...... اونیل نے کہا۔

"کیسے یہ سب ہوا۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل جگدیش نے مزید اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ واقعی سجائت ہوٹل میں رہائش پذیر تھا۔ میں نے اس کا حلیہ بتا کر ویٹر سے معلومات حاصل کر لیں۔ وہ کمرہ نمبر ایک سو پندرہ میں رہائش پذیر تھا۔ کمرہ بند تھا لیکن ہم نے اسے بے ہوش کرنے اور پھر خاموشی سے اغوا کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔ اب سے تقریباً نصف گھنٹہ پہلے وہ واپس آیا۔ اس کا وہی حلیہ تھا جو ہسپتال سے معلوم ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں گیا میں نے باہر سے کمرے کے اندر نصب خصوصی ڈیوائس آن کر دی اور کمرے میں انتہائی زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس پھیل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ پھر ہم نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بڑی کھڑکی سے عقبی گیلری میں ڈال دیا اور وہاں سے خاموشی سے اسے فائر ڈور کے

ذریعے نکال کر گاڑی میں ڈالا اور سیدھے سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر میں نے اسے بلیک روم میں راڈز والی کرسی میں جکڑ دیا ہے اور وہ ابھی تک بے ہوش ہے اور میں آپ کو کال کر رہا ہوں"...... اونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر سریش موجود ہے"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"یس باس۔ سریش اور کاشو دونوں موجود ہیں"...... اونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سریش کو بتا دو کہ اینٹی گیس کون سی ہے اور تم جاؤ اور ہوٹل میں اس ٹائیگر کے کمرے کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لو۔ کسی قسم کے کاغذات وغیرہ ہوں تو وہ سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچا دو۔ میں خود سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر آ رہا ہوں۔ سریش کو کہہ دو کہ میرے پہنچنے تک ٹائیگر کو کسی صورت بھی ہوش میں نہیں آنا چاہئے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"...... اونیل نے کہا۔

"اور ہاں۔ اس ہسپتال میں جہاں وہ عورت روزی راسکل ہے وہاں کون موجود ہے"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"راج سنگھ اور پریم داس"...... اونیل نے جواب دیا۔

"یہ ہسپتال پرائیویٹ ہے یا سرکاری"...... کرنل جگدیش نے پوچھا۔

"پرائیویٹ ہے جناب"....... اونیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راج سنگھ کو کہہ دو کہ وہ سپیشل ملٹری انٹیلی جنس کے کارڈ دکھا کر وہاں سے اس لڑکی کو بے ہوش کر کے اٹھا لے اور اسے بھی سپیشل پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچا دے اور جب تک میں نہ پہنچوں اسے بھی ہوش نہیں آنا چاہئے"....... کرنل جگدیش نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جگدیش نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب میں دیکھوں گا کہ یہ زبان کیسے نہیں کھولتے"....... کرنل جگدیش نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز موجود ہے اس نے بے اختیار ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ آٹھ کرسیوں کی قطار کے آخر میں ایک سٹریچر تھا جس پر روزی راسکل آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی گردن تک سرخ رنگ کا کمبل تھا۔ البتہ سٹریچر کا وہ حصہ جس پر روزی راسکل کا سر اور بازو تھے اوپر کو کسی کرسی کی پشت کی طرح اٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کا وہ بازو جو ٹائیگر کی سائیڈ پر تھا وہ سٹریچر کی سائیڈ بازو میں لگے ہوئے آہنی کڑے میں پھنسا ہوا تھا۔ ٹائیگر حیرت سے اس کمرے کو دیکھنے لگا۔

اسے یاد تھا کہ وہ ہوٹل سجائت کے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا

اور واش روم میں چلا گیا تھا۔ پھر جیسے ہی وہ واش روم سے باہر آیا اچانک چٹک کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پٹی باندھ دی ہو اور اب اس کی آنکھوں کے سامنے سے یہ سیاہ پٹی ہٹی تھی تو وہ ہوٹل کے کمرے کی بجائے اس کمرے میں موجود تھا اور ہسپتال میں موجود روزی راسکل بھی یہاں موجود تھی۔ ابھی ٹائیگر اپنے ذہن کو موجودہ حالات سے ایڈجسٹ کر ہی رہا تھا کہ سامنے موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی سوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو اور آدمی تھے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن اور دوسرے کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔

سوٹ والے آدمی کو دیکھ کر ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ کرنل جگدیش ہے۔ وہی کرنل جگدیش جو اس کوٹھی میں بے ہوش پڑا ہوا تھا جہاں سے اس نے روزی راسکل کو شدید زخمی حالت میں اٹھا کر ہسپتال پہنچایا تھا لیکن جب وہ اس کے آپریشن کے بعد دوبارہ وہاں گیا تھا تو وہ غائب ہو چکا تھا۔ گو اس نے وہاں ایک نظر کرنل جگدیش کو دیکھا تھا لیکن اب اسے دیکھتے ہی وہ بخوبی پہچان گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل جگدیش نے نہ صرف روزی راسکل کو ٹریس کر لیا تھا بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اسے بھی ٹریس کر چکا تھا بلکہ اسے بے ہوش کر کے اغوا کرنے کے بھی تمام انتظامات کر چکا تھا۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ کرنل

جگدیش اور اس کے ساتھی انتہائی منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ ایجنٹ تھے۔ کرنل جگدیش سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ دونوں آدمی اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے تھے اور ان تینوں کی نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"اس لڑکی کو بھی ہوش میں لے آؤ سریش تاکہ یہ دیکھ سکے کہ اس کے ساتھی ٹائیگر کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کرنل جگدیش نے گردن موڑے بغیر کہا۔

"یس باس"...... اس آدمی نے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی، مؤدبانہ لہجے جواب دیا اور پھر اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹریچر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ اس نے سٹریچر پر بے ہوش پڑی ہوئی روزی راسکل کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر ڈھکن لگا کر اس نے بوتل کو جیب میں ڈالا اور واپس آ کر کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

"تم خواہ مخواہ اپنی ٹانگ کو تکلیف دے رہے ہو ٹائیگر۔ راڈز کا بٹن کرسی کے عقبی پائے میں نہیں ہے۔ اب جدید دور ہے۔ یہ راڈز ریموٹ کنٹرولڈ ہیں اور ریموٹ کنٹرول سریش کی جیب میں ہے"...... کرنل جگدیش نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میرے نام کا کیسے علم ہوا۔ ہوٹل میں تو میرا نام اور

تھا"....... ٹائیگر نے کہا۔

" تم نے ہسپتال میں اپنا یہی نام لکھوایا تھا اور ہوٹل کا پتہ بھی"....... کرنل جگدیش نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ واقعی ایسا ہوا ہے ۔ اس وقت ایسی ایمرجنسی تھی کہ مجھے اور کسی بات کا خیال ہی نہ آیا تھا"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ کرنل جگدیش کے آدمی اس تک کیسے پہنچ گئے تھے۔

" تم عین اس جگہ کیسے پہنچ گئے تھے جہاں روزی راسکل زخمی حالت میں موجود تھی"....... کرنل جگدیش نے کہا۔

" یہ معمولی باتیں ہیں کرنل جگدیش ۔ اصل بات کی طرف آؤ ۔ یہ بتاؤ کہ وہ فارمولا کہاں ہے جو تم نے ڈاکٹر شوائل سے حاصل کیا تھا"....... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو کرنل جگدیش بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ٹائیگر فوراً ہی پہچان گیا کہ یہ تاثرات منصوعی ہیں۔

" فارمولا میں نے حاصل کیا ہے ۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم ۔ میرا براہ راست کسی فارمولے سے کیا تعلق"....... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں کہا ۔ اسی لمحے روزی راسکل کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو کرنل جگدیش اور ٹائیگر دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

" تم پہلے بھی میرے ہاتھ سے بچ گئی ہو لیکن اب نہ بچ سکو گی ۔ میں نے تمہیں ہسپتال سے اسی لئے منگوایا ہے کہ میں ٹائیگر کے

سامنے تمہاری گردن کاٹنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لئے خاصے جذباتی ہو"....... کرنل جگدیش نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا تو روزی راسکل کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

" تم میرے سامنے اس کا گلا کاٹ دو مجھے اس کے نرخرے سے نکلتا ہوا خون بے حد لطف دے گا کہ جو مجھ پر رعب جمانے کی کوشش کرتا ہے اس کا خون گلا کٹنے سے کتنی بلندی تک اچھلتا ہے" ۔ روزی راسکل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ فطری طور پر انتہائی اذیت پسند واقع ہوئی ہو ۔

" شٹ اپ ۔ تم اپنا گلا کٹواؤ"....... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل جگدیش حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگا ۔ اس بار اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات حقیقی تھے ۔

" کیا مطلب ۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو یا یہ سب کچھ مجھے دکھانے کے لئے ڈرامہ کیا جا رہا ہے ۔ ویسے جس انداز میں ٹائیگر، روزی راسکل کو لے کر ہسپتال گیا تھا اور جس طرح مجھے رپورٹ ملی ہے کہ آپریشن کے دوران یہ باہر پریشانی کے عالم میں ٹہلتا رہا ہے اس کے بعد تو یہ ڈرامہ ہی لگتا ہے"....... کرنل جگدیش نے کہا۔

" تم چھوڑو اس بات کو کرنل جگدیش ۔ میں نے روزی راسکل کو نہیں بچایا ۔ صرف انسانیت کے لئے یہ کام کیا ہے ۔ اس کی جگہ کوئی

اور یا تم بھی اس طرح شدید زخمی حالت میں ہوتے تو میں ایسا ہی کرتا"....... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ سمجھے۔ تم نے یہ سب کچھ اپنے مطلب کے لئے کیا ہے۔ تم مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے ورنہ تم جیسا سنگدل آدمی مجھے اس حالت میں دیکھ کر الٹا خوش ہوتا"....... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ ابھی سب کچھ سامنے آجائے گا ۔ کاشو"....... کرنل جگدیش نے ایسے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

" یس باس"....... سریش کے ساتھ کھڑے دوسرے آدمی نے چونک کر کہا۔

" آگے بڑھو اور پوری قوت سے اس ٹائیگر پر کوڑے برساؤ۔ اس وقت تک برساؤ جب تک یہ اصل بات نہ بتا دے"....... کرنل جگدیش نے چیخ کر کہا۔

" کیا تم احمق آدمی ہو۔ اچھی بھلی بات چیت ہو رہی ہے اور تم کوڑے برسانے پر آگئے ہو۔ پہلے بھی تم نے روزی راسکل پر کوڑے برسائے تھے ۔ نانسنس ۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔ اسے حقیقتاً کرنل جگدیش پر غصہ آگیا تھا۔

" جو میں نے کہا وہ کرو کاشو"....... کرنل جگدیش نے کاشو سے کہا اور کاشو کوڑے کو ہوا میں چٹخاتے ہوئے تیزی سے ٹائیگر کی طرف

بڑھا ۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کس طرح اس سچوئیشن کو کور کرے ۔ روزی راسکل کی طرف سے اسے مدد کی کوئی توقع نہ تھی کیونکہ ایک تو وہ زخمی تھی دوسرا اسے سٹریچر کے ساتھ کلپڈ کر دیا گیا تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ راڈز ریموٹ کنٹرولڈ تھے ۔ ابھی ٹائیگر یہ سوچ ہی رہا تھا کہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا اس کے جسم پر پڑا اور نہ چاہنے کے باوجود ٹائیگر کے منہ سے سسکاری سی نکل گئی ۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے چھری سے اس کے جسم کا گوشت کاٹ دیا ہو ۔ اسی لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ہی دوسرا کوڑا پڑا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل یکلخت دھڑکنا بند ہو گیا ہو ۔ اس کے پورے جسم میں شدید ترین درد کی تیز لہریں دوڑتی ہوئیں اس کے دماغ کی طرف بڑھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اس بار بے اختیار کراہ سی نکل گئی۔

" رک جاؤ۔ مت مارو ۔ رک جاؤ"....... یکلخت کمرہ روزی راسکل کے چیخ کر بولنے سے گونج اٹھا۔

" ہا ۔ ہا ۔ ہا ۔ اب آئی نا اصل حقیقت سامنے"....... کرنل جگدیش نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے کاشو کو تیسرا کوڑا مارنے سے روک دیا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ یکلخت روزی راسکل اچھل کر سٹریچر سے نیچے اس طرح کھڑی ہو گئی جیسے کارٹون فلموں میں کوئی کارٹون

اچانک کوئی غیر متوقع حرکت کرتا ہے۔

"اوہ ۔ یہ ۔ یہ کیا"....... کرنل جگدیش کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ روزی راسکل یکلخت کسی پرندے کی طرح اچھلی اور دوسرے لمحے سریش چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل جگدیش پر گرا جبکہ کاشو جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے تیزی سے گھوم کر روزی راسکل کو کوڑا مارنے کی کوشش کی لیکن ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کاشو اور پھر اچھل کر اٹھتا ہوا سریش بھی گولیوں کی زد میں آکر نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا جبکہ کرنل جگدیش جو اس صورت حال میں چیختا ہوا اچھل کر کھڑا ہوا تھا یکلخت چہرے پر مشین گن کی نال کی ضرب کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا اچھل کر پیچھے جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے لگا بلکہ اس نے اٹھتے ہوئے جیب میں موجود مشین پسٹل بھی نکالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔

یہ کوڑے کا وار تھا۔ کاشو کو جب گولیاں لگی تھیں تو وہ الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرا تھا لیکن کوڑا اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک جھٹکے سے دو قدم دور کھڑی روزی راسکل کے سامنے جا گرا تھا اور روزی راسکل نے کرنل جگدیش کے چہرے پر مشین گن کی نال کسی لاٹھی کے سے انداز میں مار کر اسے نیچے گرا دیا اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنے پیروں کے سامنے فرش پر پڑا کوڑا اٹھا لیا۔

یہ وہی لمحہ تھا جب کرنل جگدیش تیزی سے اٹھ ہی رہا تھا اور جیب سے مشین پسٹل بھی نکال رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل نکال کر فائر کھولتا شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کوڑا کرنل جگدیش کے ہاتھ پر پڑا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"کوڑے مار رہا تھا ٹائیگر کو ۔ کوڑے مار رہا تھا ۔ نانسنس"۔ روزی راسکل نے جنگلی شیرنی کی طرح غراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا بازو کسی مشین کی طرح چلنے لگا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل جگدیش چیختا ہوا نیچے گرا اور پھر کمرہ اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

"رک جاؤ۔ یہ مر جائے گا"....... ٹائیگر نے جو اس دوران خاموش بیٹھا ہوا تھا غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم اپنی چونچ بند رکھو۔ مجھے معلوم ہے کہ اسے مرنا نہیں چاہئے ورنہ میں اسے گولیوں سے نہ بھون ڈالتی لیکن اس نے تم پر کوڑے برسائے ہیں اور یہ میرے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے"۔ روزی راسکل نے چیخ کر کہا اور پھر یکلخت وہ اس طرح لڑکھڑانے اور لہرانے لگی جیسے ابھی نیچے گر جائے گی ۔ اس کے لباس سے خون بہتا ہوا اس کے پیروں تک پہنچ چکا تھا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اس سریش کی جیب سے ریموٹ کنٹرول نکالو ۔ تمہارے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں ۔ جلدی کرو"....... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا لیکن روزی راسکل لہراتی ہوئی نیچے گری اور پھر چند

لمحے تشنج کے انداز میں اس کا جسم سکڑتا اور پھیلتا رہا اور پھر وہ ساکت ہو گئی۔

"روزی راسکل ۔ روزی راسکل "....... ٹائیگر نے اپنی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے اس انداز میں پکارنے پر روزی راسکل کے جسم میں ہلکی سی حرکت ہوئی۔

"روزی راسکل ہوش میں آؤ۔ جلدی کرو۔ اس سریش کی جیب سے ریموٹ کنٹرول نکالو ۔ یہ کرنل جگدیش ابھی ہوش میں آجائے گا"....... ٹائیگر نے ایک بار پھر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے ۔ میرے ذہن پر اندھیرے چھا رہے ہیں اندھیرے "....... روزی راسکل کی ہلکی سی کراہتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہوش میں آؤ روزی راسکل "....... ٹائیگر نے ایک بار پھر چیخ کر کہا تو روزی راسکل یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی ۔ بالکل اسی طرح جس طرح بیٹری ختم ہو جانے پر کوئی کھلونا ساکت ہو جاتا ہے اور پھر نئی بیٹری ڈالتے ہی وہ ایک جھٹکے سے حرکت میں آجاتا ہے ۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ مڑ کر گھسٹتی ہوئی سریش کی لاش کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ اس کا انداز دیکھ کر صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ یہ سب کچھ لاشعوری انداز میں کر رہی ہے ۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا کیونکہ کسی بھی لمحے کرنل جگدیش ہوش میں آ

سکتا تھا ۔ باہر سے کوئی آدمی اندر آسکتا تھا یا روزی راسکل بھی ہلاک یا بے ہوش ہو سکتی تھی ۔ لیکن چند لمحوں بعد روزی راسکل نے سریش کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں واقعی ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول موجود تھا ۔ روزی راسکل نے اپنی گردن ٹائیگر کی طرف موڑی اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ روزی راسکل کے زرد چہرے پر یکلخت تیز چمک سی ابھر آئی تھی ۔ اس کی بجھی ہوئی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھیں اور اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر دیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود راڈز یکلخت غائب ہو گئے ۔

"مم ۔ مم ۔ میں نے احسان کا بدلہ اتار دیا ہے"....... روزی راسکل کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر وہ نیچے گر کر ساکت ہو گئی ۔ ریموٹ کنٹرول اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا تھا ۔ راڈز غائب ہوتے ہی ٹائیگر نے چھلانگ لگائی اور پھر اس نے سب سے پہلے روزی راسکل کی نبض چیک کی تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔ روزی راسکل کی یہ حالت خون نکل جانے کی وجہ سے شدید کمزوری ہو جانے کی بنا پر تھی جسے آسانی سے کور کیا جا سکتا تھا ۔ اس نے اس کی نبض چھوڑی اور کرنل جگدیش کو گھسیٹ کر وہ اپنے والی کرسی کے قریب لے گیا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر پلٹ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا ۔ کھٹاک کی آوازوں کے

ساتھ ہی نہ صرف اس کرسی کے راڈز نمودار ہو گئے جس پر کرنل جگدیش پڑا تھا بلکہ باقی تمام کرسیوں کے راڈز بھی نمودار ہو گئے تھے۔ ریموٹ کنٹرول میں صرف ایک ہی بٹن تھا جسے پریس کر کے راڈز کھولے اور بند کئے جا سکتے تھے اور یہ ٹائیگر کے حق میں اچھا ہی ہوا تھا ورنہ اگر کرسیوں کے نمبروں کے مطابق نمبر ہوتے تو روزی راسکل جس حالت میں تھی وہ درست نمبر پریس ہی نہ کر سکتی تھی۔ کرنل جگدیش کو راڈز میں جکڑنے کے بعد ٹائیگر نے ریموٹ کنٹرول جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے مڑ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا وہ مشین پسٹل اٹھا لیا جو کرنل جگدیش کے ہاتھ سے نکلا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گو اب تک باہر سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی لیکن ایک تو اس نے باہر چیکنگ کرنی تھی دوسرے اس نے میڈیکل باکس بھی تلاش کرنا تھا تاکہ روزی راسکل کی دوبارہ بینڈیج کر سکے۔ وہ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے ہلاک بھی ہو سکتی تھی مگر اسے ہسپتال لے جانے کی فوری ضرورت نہ تھی کیونکہ اب اس کے جسم میں گولیاں موجود نہ تھیں جن کی وجہ سے زہر پھیلنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اس کمرے میں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک میڈیکل باکس موجود تھا۔ کوٹھی خالی تھی اور وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو چونکہ خصوصی اور باقاعدہ میڈیکل ایڈ کی تربیت دلائی ہوئی تھی اس لئے ٹائیگر پوری طرح مطمئن تھا۔ اس نے

میڈیکل باکس روزی راسکل کے قریب فرش پر رکھا اور اکڑوں بیٹھ کر اس نے اسے کھولا اور پھر پانی کی بوتلیں نکال کر اس نے باہر رکھ دیں۔ اس نے روزی راسکل کے پیٹ کے ایک پہلو سے جہاں سے خون مسلسل نکل رہا تھا، سے خون میں لتھڑا ہوا لباس کا ٹکڑا باکس میں موجود قینچی کی مدد سے کاٹ کر علیحدہ کیا اور پھر پانی کی مدد سے اس نے زخم دھونے شروع کر دیئے۔ اس کے ہاتھ تجربہ کارانہ انداز میں چل رہے تھے۔ پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات پھیل گئے کہ روزی راسکل کے زخموں کے ٹانکے نہ ٹوٹے تھے البتہ کھچاؤ کی وجہ سے ان میں سے خون رسنے لگ گیا تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ مسلسل چلتے رہے اور تھوڑی دیر بعد جب وہ بینڈیج کرنے کے بعد روزی راسکل کو یکے بعد دیگرے تین انجکشن لگا چکا تو اس نے سامان میڈیکل باکس میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے کرنل جگدیش نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لڑکی کوئی بھوت ہے یا کوئی پراسرار مخلوق ہے۔ ہر بار یہ کس طرح کڑوں اور کلپس سے آزاد ہو جاتی ہے"...... کرنل جگدیش نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ لڑکیاں اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں سکیڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں تاکہ وہ چوڑیاں پہن سکیں۔ مسلسل ایسا کرتے کرتے انہیں تجربہ ہو جاتا ہے لیکن روزی راسکل نے شاید زندگی میں کبھی چوڑیاں پہنی ہی نہیں لیکن

جب یہ شدید غصے میں آتی تو اس کا جسم پسینے میں ڈوب جاتا ہے اور جب یہ ہیجانی انداز میں جھٹکے لیتی ہے تو اس کے ہاتھ سکڑ کر پسینے کی وجہ سے خود بخود کڑوں اور کلپوں سے باہر آجاتے ہیں۔ تم نے مجھ پر کوڑے برسائے اور روزی راسکل شدید غصے میں آ گئی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے"...... ٹائیگر نے فرش پر الٹی پڑی کرسی اٹھا کر اسے کرنل جگدیش کی کرسی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"کاش میں تم دونوں کو گولیوں سے اڑا دیتا"...... کرنل جگدیش نے کہا۔

"پھر تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا جتنا اب ہونے والا ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے کمرہ کرنل جگدیش کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں موجود تیز نشتر نے کرنل جگدیش کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا۔ ٹائیگر نے یہ نشتر میڈیکل باکس سے ہی اٹھا لیا تھا اور پھر ابھی کرنل جگدیش کی چیخ کی گونج ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر کا بازو دوبارہ گھوما اور کرنل جگدیش کے حلق سے دوسری چیخ نکلی۔ اس کا پورا چہرہ پسینے میں تر ہو گیا تھا اور وہ راڈز میں جکڑا ہوا اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے ابل کر باہر آ گئی تھیں۔

"اب تم سب کچھ بتا دو گے"...... ٹائیگر نے نشتر کو نیچے فرش پر

پھینکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں روزی راسکل کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر عقب میں دیکھا تو روزی راسکل ہوش میں آ کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر اس نے روزی راسکل کے منہ سے لگا دیا۔ روزی راسکل اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگی جیسے پیاسی اونٹنی پانی پیتی ہے اور جیسے جیسے پانی اس کے حلق میں اترتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر بشاشت اور تازگی آتی جا رہی تھی۔ جب روزی راسکل نے منہ ایک طرف کیا تو ٹائیگر نے بوتل ایک طرف رکھی اور ایک بار پھر کرنل جگدیش کی طرف بڑھ گیا جو ایسے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھ کر اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مارا تو کرنل جگدیش کے منہ سے ایسی چیخ نکلی جیسے کوئی راکٹ اچانک ساؤنڈ بیریئر توڑتا ہوا نکلتا ہے۔ اس کا جسم بھی ساتھ ہی پھڑکنے لگا تھا۔

"کہاں ہے فارمولا۔ بولو۔ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں۔ پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں"...... کرنل جگدیش کے منہ سے ایسے الفاظ نکلنے لگے جیسے حلق کے اندر الفاظ بنانے کی فیکٹری لگ گئی ہو اور اس فیکٹری سے الفاظ تیار ہو کر منہ کے راستے باہر نکل رہے ہوں۔ ایک ایک

لفظ علیحدہ علیحدہ باہر آرہا تھا۔

"پرتاب پورہ کی اس لیبارٹری کی تفصیل بتاؤ"....... ٹائیگر نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا تو کرنل جگدیش نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"یہ فارمولا تم نے حاصل کیا تھا یا حکومت نے"....... ٹائیگر نے پوچھا تو کرنل جگدیش نے وہ ساری کہانی تفصیل سے بتا دی کہ اس نے کس طرح ڈاگ جانسن کے ذریعے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرا کر اس کے پاس موجود اصل فارمولا حاصل کر لیا اور کس طرح جعلی فارمولا ان لوگوں کو پہنچا دیا جو ڈاگ جانسن کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور پھر ڈاگ جانسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور فارمولا کرنل جگدیش نے اپنے خاص آدمیوں تک پہنچا دیا اور پھر ان آدمیوں سے بھاری قیمت پر یہ فارمولا کافرستانی حکومت نے خرید لیا۔ اس طرح اسے بھی بھاری دولت مل گئی اور فارمولا بھی کافرستان کی تحویل میں آگیا۔ پھر ٹائیگر نے اس سے اس کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لیں تو اس نے نیچے فرش پر پڑا ہو وہ نشتر اٹھا لیا جس سے اس نے اس کے نتھنے کاٹے تھے اور پھر پلک جھپکنے میں نشتر آدھے سے زیادہ کرنل جگدیش کی شہ رگ میں اترتا چلا گیا۔ کرنل جگدیش کے جسم نے جھٹکے کھانے شروع کر دیئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ روزی راسکل کی طرف بڑھا جو اب اٹھ

کر بیٹھ چکی تھی۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم واپس جاؤ گی"....... ٹائیگر نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے پرتاب پورہ جا کر وہاں سے فارمولا حاصل کرنا ہے"۔ روزی راسکل نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارا اس سے کیا تعلق ہے۔ تم کس کے لئے کام کر رہی ہو"۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ خبردار اگر آئندہ مجھ سے اس انداز میں پوچھ گچھ کی"....... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں اور قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو روزی راسکل۔ یہ درست ہے کہ تم نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے بچایا ہے لیکن یہ سرکاری کام ہے باس عمران کا اس لئے تمہیں اس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ بس تم واپس جاؤ اور اپنے کلب میں بیٹھ کر اپنا کام کرو۔ سیکرٹ ایجنٹ بننا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے"....... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ سمجھے۔ میں نے یہ سب کچھ اپنے لئے کیا ہے"....... روزی راسکل نے جواب دیا۔

"اپنے لئے۔ کیا مطلب"....... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"وہ تمہیں کوڑے مار رہے تھے اس لئے مجھے غصہ آگیا اور پھر میں

نے ہاتھ سکیڑ کر کلپس سے نکال لئے اور پھر زخمی ہونے کے باوجود میں ان سے ٹکرا گئی ۔ میں کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ وہ تمہیں کوڑے مار کر ہلاک کر دیں"...... روزی راسکل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"بس ۔ بس ۔ اتنا آگے نہ بڑھو ۔ مجھے تمہارے جذباتی پن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے بڑے حوصلہ شکن سے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں جذباتی ہونے کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا ہے"...... روزی راسکل نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم خود ہی تو کہہ رہی ہو ۔ کہیں تمہارے ذہن پر تو اثر نہیں ہو گیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے جذباتی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ غصے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اور غصہ مجھے اس لئے آیا تھا کہ جو کام میں نے کرنا تھا میری بجائے وہ کر رہے تھے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سا کام"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تمہیں کوڑے مارنے کا ۔ یہ کام میں نے کرنا ہے اور یہ سن لو کہ جب بھی تمہاری موت آئے گی میرے ہی ہاتھوں آئے گی" ۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بے فکر رہو ۔ میری موت کسی عورت کے ہاتھوں نہیں آ سکتی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں کب کہہ رہی ہوں کہ عورت کے ہاتھوں آئے گی ۔ میں اپنی بات کر رہی ہوں"...... روزی راسکل نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑی کر دیا۔

"تم عورت نہیں ہو"...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں لڑکی ہوں ۔ عورت نہیں ہوں ۔ اگر تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے تو کسی سے ادھار لے لو ۔ ویسے تمہارا استاد بھی احمق ہے اور تم بھی کہ تمہیں عورت اور لڑکی میں فرق کا بھی پتہ نہیں ہے ۔ نانسنس"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ٹائیگر نے اسے عورت کہہ کر اس کی توہین کر دی ہو۔

"بہرحال تمہیں اب واپس جانا ہو گا"...... ٹائیگر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور تم"...... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی آگے کی طرف قدم بڑھا دیئے ۔ پہلے تو وہ لڑکھڑا گئی لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"میں باس کو کال کر کے انہیں حالات بتاؤں گا ۔ پھر جیسے وہ حکم دیں"...... ٹائیگر نے مڑے بغیر کہا۔

" تم اس کے پالتو ہو ۔ میں نہیں ۔ میں آزاد ہوں ۔ جو چاہوں کروں ۔ نہ تم مجھے روک سکتے ہو اور نہ ہی تمہارا احمق استاد ۔ سمجھے " ۔ روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا۔

" تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے "....... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے گیراج میں کھڑی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ یہ کار یقیناً کرنل جگدیش کی تھی۔

" تم کار میں جاؤ گے "....... روزی راسکل نے اس کے پیچھے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ تو کیا اب پیدل جاؤں گا ۔ تم بھی بیٹھو جلدی ۔ جہاں تم کہو گی تمہیں ڈراپ کر دوں گا "....... ٹائیگر نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

" نانسنس ۔ کیا تمہارے اندر چڑیا جتنا دماغ بھی نہیں ہے ۔ کرنل جگدیش کی ٹیم یہاں موجود ہے اور وہ لوگ اپنے باس کی کار پہچانتے ہیں ۔ جب انہوں نے ہمیں اس کار میں بیٹھے دیکھا تو پھر تم خود سمجھو کہ پھر کیا ہو گا اس لئے ہمیں ٹیکسی میں جانا ہے "....... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم ٹھیک کہتی ہو ۔ واقعی یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی "....... ٹائیگر نے بغیر کسی عذر کے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

" بس یہی تمہارے اندر خوبی ہے کہ تم سچے آدمی ہو ۔ منافق نہیں ہو اور اسی لئے ابھی تک میرے ہاتھوں سے بچے ہوئے ہو ورنہ نجانے کب کے قبر میں اتر چکے ہوتے "....... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کی بات سن کر اس طرح ہنس پڑا جیسے بڑے بچے کی بات سن کر ہنس پڑتے ہیں۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ ساتھ ساتھ وہ ضروری نوٹس بھی اس انداز میں لے رہا تھا جیسے کسی مقالے کی تیاری کر رہا ہو لیکن دراصل وہ یہ نوٹس الجھے ہوئے سائنسی فارمولوں کو سلجھانے اور انہیں اچھی طرح اور گہرائی میں سمجھنے کے لئے لیا کرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک بین الاقوامی سائنسی میگزین میں شائع ہونے والی ایک انتہائی ایڈوانس ریسرچ کے بارے میں تفصیلات پڑھ رہا تھا اور ساتھ ہی سمجھنے کے لئے نوٹس بھی لے رہا تھا۔ ایسے مواقع پر سلیمان خود ہی اس کی چائے کا خیال رکھتا تھا اور جب اسے محسوس ہوتا کہ اب عمران کو چائے کی طلب ہو رہی ہو گی تو وہ خاموشی سے اندر آکر بھاپ نکالتی ہوئی چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر اسی خاموشی سے واپس چلا جاتا تھا۔ عمران بھی ذہنی طور پر اتنا مصروف ہوتا تھا کہ اسے شاید سلیمان کی آمد کے

بارے میں احساس نہ ہی ہوتا تھا۔ البتہ جب اس کی نظریں بھاپ نکالتی چائے کی پیالی پر پڑتی تھیں تو وہ مسکراتے ہوئے اسے اٹھا کر چسکیاں لینا شروع کر دیتا تھا۔ ایسے مواقع پر سلیمان فون سیٹ بھی وہاں سے اٹھا کر لے جاتا تھا اور سوائے انتہائی ضروری کال کے علاوہ دوسری کوئی کال وہ عمران تک نہ پہنچنے دیتا تھا۔ اس طرح عمران اطمینان سے مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ البتہ جب وہ مطالعہ سے تھک جاتا تو پھر وہ رسالہ یا کتاب بند کر کے سلیمان کو آواز دیتا اور سلیمان اس کا اتنا مزاج شناس ہو چکا تھا کہ اس کی آواز کے انداز سے ہی وہ سمجھ جاتا تھا کہ اب عمران کے مطالعے کا پریڈ ختم ہو چکا ہے اس لئے پھر سلیمان بھی اپنی مخصوص فارم میں آجاتا تھا۔ اس وقت بھی عمران مطالعہ میں مصروف تھا اور سلیمان باورچی خانے میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا۔ پاس ہی فون سیٹ رکھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"....... سلیمان نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں کافرستان سے۔ باس موجود ہیں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"موجود تو ہیں لیکن اس وقت ان پر مطالعے کا بھوت سوار ہے اور مجھے ایسے بھوتوں سے بہت ڈر لگتا ہے کیونکہ یہ بڑے عالم فاضل بھوت ہوتے ہیں"....... سلیمان کی زبان بھی عمران سے کسی صورت کم نہ تھی۔

"اس بھوت کو تم چائے پلوا پلوا کر فلیٹ پر براجماں رہنے کا جواز فراہم کرتے رہتے ہو گے"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے بھوت کو تو شکایت کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مطالعے کا یہ بھوت صاحب کو چھوڑ کر مجھ پر قبضہ جمالے گا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"تم سے اس نے کیا لینا ہے سلیمان۔ باس کو تو اس نے سائنس پڑھائی ہوئی ہے"...... ٹائیگر نے بھی لطف لینے کے انداز میں کہا۔

"کچن کی سائنس دنیا کی سب سے بڑی سائنس ہے۔ اربوں کھربوں سالوں سے یہ سائنس انسان کے ساتھ ہے۔ یہ باورچی ہی تھا جس نے کچے گوشت کو نمک لگا کر آگ پر پکانے کا فارمولا ایجاد کیا ہو گا ورنہ اب تک تم کچا گوشت ہی کھاتے نظر آتے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے ٹائیگر نے اس کی توہین کر دی ہو۔

"ٹائیگر تو اب بھی کچا گوشت کھاتا ہے۔ بے چاروں کے پاس باورچی رکھنے کا حوصلہ ہی آج تک پیدا نہیں ہوا"...... دور سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ صاحب کا بھوت تمہاری آواز سنتے ہی بھاگ گیا ہے۔ میں بات کراتا ہوں تمہاری"...... سلیمان نے چونک کر کہا اور پھر فون

سیٹ اٹھا کر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سائنسی رسالہ بند کر کے سامنے رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

"آپ نے تو عورتوں کو بھی مات کر دیا ہے"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"عورتوں کو مات۔ کیا مطلب۔ عورتیں بھی کبھی مات کھاتی ہیں۔ ان کا تو بین الاقوامی مسلمہ قول ہے کہ پیا تم ہارے اور بے چارے پیا کے کھاتے میں ساری ہار رہ جاتی ہے"۔ عمران نے فون کا رسیور سلیمان کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"میں قوت سماعت کی بات کر رہا ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ عورتیں کئی میلوں سے اپنے مطلب کی بات سن لیتی ہیں اور آپ نے بھی اس صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے کچن میں ہونے والی بات چیت سن لی ہے"...... سلیمان نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس میں میری قوت سماعت سے زیادہ تمہارے منہ میں فٹ لاؤڈ سپیکر کا کمال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیلو۔ کافرستان کے جنگل میں کوئی شکار بھی ہاتھ لگا ہے یا نہیں"...... عمران نے سلیمان کو جواب دینے کے بعد رسیور کے مائیک پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹایا اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ کرنل جگدیش کو نہ صرف ٹریس کر لیا گیا بلکہ اس سے پوچھ گچھ بھی مکمل کر لی ہے۔ فارمولا جو ڈاکٹر شوائل سے حاصل

کیا گیا تھا وہ کرنل جگدیش نے اپنے آدمیوں کو بھجوا دیا اور ان آدمیوں کے ذریعے یہ فارمولا اس نے کافرستان حکومت کو بھاری قیمت پر فروخت کر دیا اور اب اس خلائی میزائل فارمولے پر کافرستان میں پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے"۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل جگدیش کیسے ہاتھ لگا۔ پوری تفصیل سے رپورٹ دو۔ روزی راسکل کا کیا ہوا۔ کیا وہ زندہ بچی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا تو جواب میں ٹائیگر نے اپنے کافرستان پہنچنے سے لے کر کرنل جگدیش کی موت کی تمام تفصیل بتا دی۔ گو اس نے روزی راسکل کی جدوجہد کا ذکر سرسری انداز میں کیا تھا اور کسی قسم کی تعریف وغیرہ نہیں کی تھی لیکن اس نے کوئی بات چھپائی یا تبدیل بھی نہیں کی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ روزی راسکل نے واقعی بے حد حوصلے سے جدوجہد کی ہے۔ ویری گڈ۔ لیکن تم نے اس سے پوچھا ہے کہ اس جدوجہد کا مقصد کیا ہے۔ وہ کیا چاہتی ہے"...... عمران نے توصیفی لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس کا جواب ہے کہ وہ کسی سے کم محب وطن نہیں ہے۔ وہ یہ فارمولا پاکیشیا حکومت کو دینا چاہتی ہے تاکہ ہمارا ملک بھی خلائی میزائل سازی میں داخل ہو سکے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ یہ تو واقعی مثبت سوچ ہے۔ اب کہاں ہے وہ اور کس حال میں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم اس کوٹھی سے جہاں کرنل جگدیش سے جھڑپ ہوئی تھی نکل کر پیدل چلتے ہوئے ایک سڑک پر پہنچے اور پھر وہاں سے ٹیکسی لے کر مین مارکیٹ آئے۔ وہاں روزی راسکل ڈراپ ہو گئی جبکہ میں اپنے پہلے ہوٹل جہاں سے مجھے اغوا کیا گیا تھا دوسرے ہوٹل پہنچ گیا اور اب وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سے ہوٹل میں اور کمرہ نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے تفصیل بتا دی۔

"تم میرے پہنچنے تک وہیں رہو گے۔ البتہ میک اپ کر لینا کیونکہ کرنل جگدیش کی لاش ملتے ہی کرنل جگدیش کے ماتحتوں سمیت حکومت کی تمام ایجنسیاں تمہیں اور روزی راسکل کو تلاش کرنے میں لگ جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے میک اپ کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نام کیا رکھا ہے اپنا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"رضوان"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ روزی راسکل کو جنت میں داخل ہونے سے

روکنا چاہتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"روزی راسکل کو جنت میں ۔ کیا مطلب ہوا باس"....... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رضوان جنت کے داروغے یا دربان کا نام ہے اور جب تم رضوان ہو گے تو پھر روزی راسکل جنت میں کیسے جا سکتی ہے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"باس ۔ مجھے یقین ہے کہ روزی راسکل لازماً پرتاب پورہ جائے گی اور وہاں ماری جائے گی"....... ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ماری تو وہ اس لمحے جائے گی جب اس کی موت کا وقت ہو گا اس لئے تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ اپنا تحفظ خود کر سکتی ہے"....... عمران نے جواب دیا۔

"باس ۔ آپ کب تک کافرستان پہنچ جائیں گے"....... ٹائیگر نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی جلدی نہیں ہے ۔ فارمولا کہیں بھاگا نہیں جا رہا ۔ میں چیف سے معلوم کروں گا کہ اگر پاکیشیا کے لئے یہ فارمولا فائدہ مند ہے اور حکومت سلوایا اس فارمولے کی کاپی صرف پاکیشیا کو دینے اور پاکیشیا میں اس پر کام کرنے کا وعدہ کرتی ہے تو ٹھیک ورنہ ان تک معلومات پہنچا دی جائیں گی اور اس کے بعد وہ جانیں اور ان کا کام ۔

بہرحال دو تین روز تو اس کام میں مزید لگ جائیں گے ۔ کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... عمران نے کہا۔

"اس لئے باس کہ روزی راسکل جس فطرت کی عورت ہے زخمی ہونے کے باوجود وہ پرتاب پورہ پہنچ جائے گی اور شاید اب تک پہنچ بھی چکی ہو اور کرنل جگدیش کی زبانی پرتاب پورہ کی جو پوزیشن معلوم ہوئی ہے وہ بے حد خطرناک ہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تمہیں یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ وہ وہاں ماری جائے گی اور تم اسے بچانے کے لئے وہاں فوراً جانا چاہتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے باس ۔ مجھے اصل فکر اس بات کی ہے کہ اس طرح حکومت کافرستان کے علم میں یہ بات آ جائے گی کہ ہمیں پرتاب پورہ کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ خاموشی سے فارمولا وہاں سے کسی اور لیبارٹری میں ٹرانسفر کر دیں"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ تمہاری بات درست ہے لیکن کیا تم میرے کافرستان پہنچنے تک روزی راسکل کو وہاں جانے سے روک سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں باس ۔ وہ کسی کی نہ سنتی ہے اور نہ مانتی ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اس کا ارادہ رکنے کا ہو مگر میرے روکنے پر وہ فوری وہاں کے لئے چل پڑے گی"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو"....... عمران نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ اسے اس فارمولے میں کوئی واضح دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی اور وہ صرف حکومت سلوایا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کافرستان کے ساتھ لمبی لڑائی لڑنے کو فضول سمجھ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"فرمائیے"...... دوسری طرف سے مختصر طور پر کہا گیا۔

"چار گیس سلنڈر۔ پانچ تیزابوں کے کین"...... عمران نے فرمائش گنوانا شروع کی ہی تھی کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سرداور سے اس فارمولے کے بارے میں مزید بات چیت کرنا چاہتا تھا لیکن اب اس کا موڈ بدل چکا تھا۔ اس سلسلے میں سرداور سے اس کی بات پہلے ہو چکی تھی اس لئے اب سرداور مزید کیا کہہ سکتے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی

دی۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"میرے ذہن میں عجیب سی کھلبلی موجود ہے۔ حکومت سلوایا کے فارمولے کے بارے میں کنفرم ہو گیا ہے کہ وہ کافرستانی حکومت نے باقاعدہ خرید لیا ہے اور پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں اس پر کام ہو رہا ہے۔ سرسلطان اور سرداور کی خواہش ہے کہ میں یہ فارمولا حاصل کر کے سلوایا حکومت کو بھجوا دوں لیکن مجھے اس میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی۔ میں کیوں خواہ مخواہ پرائی شادی میں دیوانہ بنا پھرتا رہوں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے ہی بتایا ہے کہ حکومت سلوایا اس بات پر مان گئی ہے کہ یہ میزائل پاکیشیا میں بھی تیار ہو گا اور سلوایا کے سائنس دان یہاں اس پر کام کریں گے۔ ایسی صورت میں پاکیشیا کو یقیناً فائدہ تو ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جب تک اس فارمولے پر کام ہو گا سپر پاورز اس سے بھی بہتر فارمولا ایجاد کر لیں گی۔ پھر"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ سائنس تو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں ٹائیگر کو کافرستان سے واپس بلوالیتا ہوں اور سر سلطان کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ حکومت سلوایا کو سرکاری طور پر آگاہ کر دیں کہ ان کا فارمولا کہاں موجود ہے۔پھر حکومت سلوایا جانے اور اس کا کام"....... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ویسے آپ کے انداز سے لگ رہا ہے کہ آپ کا اس کیس کے لئے دل نہیں چاہ رہا"....... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔تمہاری بات درست ہے۔مجھے اس کیس میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی۔اللہ حافظ"....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔اس کے ساتھ ہی اس نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"....... سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ عمران کا آواز دینے کا انداز بھی سنجیدہ تھا۔

"یہ تم نے جب سے مجھے مونگ کی دال کھلانا بند کی ہے میرا ذہن بھی بے کار ہوتا جا رہا ہے۔اس لئے آج رات ڈنر میں ایک ڈش مونگ کی دال کا ہونا ضروری ہے"....... عمران نے کہا۔

"سوری صاحب۔آپ مسلّم ہرن کہتے تو وہ آپ کو کھلایا جا سکتا ہے لیکن مونگ کی دال آپ کی حیثیت سے بہت اونچی بات ہے"....... سلیمان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ مونگ کی دال کی اہمیت مسلّم ہرن سے

بھی زیادہ ہے"....... عمران نے حیران ہو کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہرن تو کسی بھی سرکاری چڑیا گھر کے مینجر یا ملازم کو تھوڑی سی رقم دے کر حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن مونگ کی دال۔اس کی قیمت سنتے ہی قیمت پوچھنے والا بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے اس لئے سوری"....... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑنے لگا۔

"ارے۔ارے سنو۔کیا دس بارہ لاکھ روپے کلو ہے مونگ کی دال"....... عمران نے کہا۔

"دس بارہ لاکھ روپے میں تو مونگ کی دال مل ہی نہیں سکتی۔آپ ڈالر یا پونڈ کی بات کریں"....... سلیمان بھی بھلا کہاں آسانی سے قابو دینے والا تھا۔

"حیرت ہے۔مونگ کی دال بھی اب ڈالروں اور پونڈز میں بکنے لگی ہے۔میرا خیال ہے کہ اماں بی کو فون کر کے میں ان سے فرمائش کروں۔وہ ماں ہیں۔وہ فرمائش ہر صورت میں پوری کریں گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ڈیڈی بہت بڑے جاگیردار ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ جاگیر بیچ کر اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے مونگ کی دال کا بندوبست کر لیں۔بہرحال مجھے بھی کھانے والوں میں شامل رکھیں تاکہ باقی زندگی میں بھی فخر سے سر اٹھا کر بتا سکوں کہ میں نے پاکیشیا میں رہ کر بھی مونگ کی دال کھائی ہے"....... سلیمان نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

" باقی قومیں خلاء تک پہنچ گئی ہیں اور ہم مونگ کی دال کھانے کو ترس رہے ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مونگ کی دال کھا کر خلاء میں پہنچنے والے ہم لوگ ہیں۔ باقی قومیں محنت کرتی ہیں۔ خلوص سے کام کرتی ہیں اور پھر خلاء تسخیر ہوتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور مڑنے لگا۔

" ارے ہاں۔ ایک منٹ۔ اب خلاء کی بات چل پڑی ہے تو ایک مشورہ تو دے دو۔ مشورے دینے میں تمہاری شہرت اب خلاء سے بھی باہر کسی اور کہکشاں تک پہنچ چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

" مشورہ اگر عقل مند کو دیا جائے تو اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اگر احمق کو دیا جائے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کو کیا واقعی مشورے کی ضرورت ہے"۔ سلیمان نے مڑتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" عقل مند کو ہی مشورے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بھی تم سے۔ حکیم لقمان سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس نے حکمت و دانائی کس سے سیکھی ہے تو اس نے کہا احمقوں سے کہ وہ جو کرتے ہیں میں اس کا الٹ کرتا ہوں اس لئے تم سے مشورہ لے رہا ہوں کہ تمہارے مشورے کا الٹ کر کے میں منزل تک پہنچ جاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور اگر میرے مشورے سے منزل خود یہاں آ جائے تو"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

" کس منزل کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بڑی بیگم صاحبہ۔ آپ کی منزل تو وہی ہیں"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تم اب شیطان کے بھی کان کترنے لگ گئے ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ کے تو کان ابھی تک سلامت ہیں"...... سلیمان بھلا کہاں باز آنے والا تھا اور عمران اس بار بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اوکے۔ اب تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے دماغ پر چھائی ہوئی گرد تمہاری باتوں نے صاف کر دی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کہاں ڈالوں۔ ڈسٹ بن میں یا باہر کچرے کے ڈھیر پر"۔ سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سلیمان کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

" آپ کے دماغ کو۔ جو اتنا ہلکا پھلکا تھا کہ گرد کے ساتھ ہی اڑ کر باہر آ گیا ہے۔ اب اسے کہاں پھینکوں"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا جبکہ سلیمان مسکراتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھا تھا کہ عمران جب بور ہوتا ہے یا کسی ذہنی الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر وہ سلیمان سے اس قسم کی ہلکی پھلکی باتیں کر کے فریش ہو جایا کرتا ہے اور یہی حال سلیمان کا بھی تھا۔ روٹین کی بوریت سے بچنے کے لئے اس کے پاس بھی یہی طریقہ تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے شگفتہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ کیا اس سلوایا فارمولے کے بارے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"ہاں۔ میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا۔ پھر سلیمان نے مجھے اپنی باتوں میں الجھا لیا۔ وہ فارمولا حکومت کافرستان نے باقاعدہ خرید لیا ہے اور اس وقت وہ فارمولا کافرستان کے ایک علاقے پرتاب پورہ کی لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے۔ وہاں اس پر کام ہو رہا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جو فارمولا اس ڈاکٹر شوائل سے حاصل کیا گیا تھا اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ جعلی ہے۔ وہ فارموا جنیکوائے حکومت سے کانڈا کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ جب وہ فارمولا کانڈا پہنچایا گیا تو وہاں اسے چیک کیا گیا۔ وہ فارمولا عام سے خلائی میزائل

کا فارمولا تھا جبکہ اصل فارمولا سپیشل خلائی میزائل کا تھا"۔ سرسلطان نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ ساری کارروائی کافرستان کے ایک ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کی تھی۔ اس نے جعلی فارمولا واپس بھجوا دیا اور اصل فارمولا اپنے آدمیوں کو پہنچا دیا جہاں سے حکومت کافرستان نے اسے خرید لیا۔ اس طرح کرنل جگدیش نے بھاری رقم بھی حاصل کر لی اور فارمولا بھی کافرستان پہنچ گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے جو اتنی تفصیل کا تمہیں علم ہے"...... سرسلطان نے پوچھا۔

"یہ ساری کارروائی میرے شاگرد ٹائیگر نے کی ہے۔ اس نے کرنل جگدیش کو ٹریس کر کے اس سے معلومات حاصل کی ہیں اور جیسے میں نے بتایا ہے کہ فارمولا حکومت کافرستان کی تحویل میں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہاں سے اسے حاصل کون کرے گا۔ میں نے تو چیف سیکرٹری سلوایا سے وعدہ کیا ہے"...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"سچ بات تو یہ ہے سرسلطان کہ دوسروں کے لئے کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہاں اگر آپ حکم دیں تو مجبوری ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ حکومت سلوایا سے اس سلسلے میں بات چیت طے ہو چکی ہے ۔ اس فارمولے پر پاکیشیا میں بھی کام ہو گا اور پاکیشیا بھی سپیشل خلائی میزائل کی تیاری میں داخل ہو جائے گا اور اب تم خود کہہ رہے ہو کہ کافرستان اس فارمولے کو بھاری قیمت پر خرید کر اس پر کام کر رہا ہے اور مستقبل کا سارا حکومتی کاروبار دفاع سمیت خلائی سیاروں کا ہی مرہون منت ہو گا ۔ پاکیشیا اس سال چار سیارے خلاء میں چھوڑ رہا ہے اور اس سلسلے میں طویل المعیاد پلاننگ بھی کر لی گئی ہے تاکہ پاکیشیا کو جدید خطوط پر چلایا جا سکے تو کیا تم چاہتے ہو کہ کافرستان اس سپیشل خلائی میزائل سے پاکیشیا کے تمام خلائی سیارے تباہ کر دے اور ہم بیٹھے منہ دیکھتے رہ جائیں ۔ ٹھیک ہے تمہارا دل نہیں چاہ رہا تو میں ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو درخواست کرتا ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری درخواست مان لے گا" .... سرسلطان نے قدرے ناراض اور عصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب ۔ غصہ کس بات کا ۔ میں نے تو کہا ہے کہ آپ حکم دیں آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی" .... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ تمہارا دل نہیں چاہ رہا اور یہ معاملات ایسے ہیں کہ اگر آدمی کا دل نہ چاہ رہا ہو تو وہ لازماً ناکام ہو جاتا ہے اور میں تمہارے منہ سے ناکامی کا لفظ سننا برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اب تم اس پر کام نہیں کرو گے ۔ اللہ حافظ" .... سرسلطان نے اسی طرح عصیلے

اور رنجیدہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار طویل سانس لیا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"ایکسٹو" .... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی ۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر ۔ ابھی سرسلطان کا فون آیا تھا اس فارمولے کے سلسلے میں اور جب میں نے انہیں بتایا کہ میرا دل نہیں چاہ رہا تو وہ سخت ناراض ہو گئے کیونکہ ایک تو وہ سلوایا کے چیف سیکرٹری سے اس فارمولے کی واپسی کا وعدہ کر چکے تھے دوسرا حکومت سلوایا سے انہوں نے معاہدہ بھی کر لیا ہے کہ اس فارمولے پر پاکیشیا میں بھی کام ہو گا اور اب جب میں نے انہیں بتایا کہ فارمولے پر کافرستان کام کر رہا ہے تو ان کی ناراضگی مزید بڑھ گئی اور غصے اور ناراضگی میں انہوں نے فون بھی بند کر دیا ہے اور اگر اب میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے میری بات نہیں ماننی ۔ اس لئے تم انہیں فون کر کے بتا دو کہ تم نے مجھے حکم دیا ہے کہ فارمولا واپس لایا جائے گا" .... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ سرسلطان تو اس سارے سیٹ اپ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اس لئے یہ ڈرامہ ان کے سامنے نہیں چل سکتا ۔ آپ خود ہی انہیں فون کر کے بتا دیں" .... بلیک زیرو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔ چلو تم انہیں فون کر کے کہہ دو کہ آپ کی ناراضگی کو محسوس کر کے عمران دیوانہ وار کافرستان کی طرف دوڑ پڑا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ ایسا میں کہہ سکتا ہوں"....... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو انہیں فون کر کے یہ بات کہے گا تو وہ لامحالہ اسے فون کریں گے لیکن اب اس نے واقعی یہ فارمولا کافرستان سے واپس لانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف نے ابھی فون کر کے بتایا ہے کہ تم کافرستان جا رہے ہو اور صرف میری ناراضگی کی وجہ سے تو میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں نارض نہیں ہوں اور کم از کم تم سے تو ناراض نہیں ہو سکتا میں چیف سیکرٹری سلوایا سے معذرت کر لوں گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو پاکیشیا کا صدر بھی مجبور نہیں کر سکتا۔ میں کس قطار میں ہوں"....... سرسلطان کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر ابھی تک موجود تھا۔

"آپ ابھی اتنے تو بوڑھے نہیں ہوئے جتنا اپنے آپ کو سمجھ رہے

ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں بڑھاپے کا کیا تعلق"....... سرسلطان نے اسی طرح ناراض لہجے میں کہا۔

"بوڑھے ناراض ہو جائیں تو مسلسل ناراض ہی رہتے ہیں لیکن جوان ناراضگی کو چند لمحوں میں ہی بھول بھال کر مان جاتے ہیں ۔ آپ نے آنٹی کا رویہ تو دیکھا ہو گا کس طرح فوراً مان جاتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم مجھے بوڑھا اور اسے جوان بنا رہے ہو ۔ کیوں"۔ سرسلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آنٹی کو بوڑھی کہہ کر میں نے جوتیاں کھائی ہیں ۔ آنٹی نے کہنا ہے کہ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہے"....... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"کیا تم واقعی فارمولے کے حصول کے لئے کافرستان جا رہے ہو"....... سرسلطان نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ۔ لیکن ابھی آپ نے سلوایا کے چیف سیکرٹری کو اس بارے میں نہیں بتانا کیونکہ وہاں سے انفارمیشن لیک ہو سکتی ہے ۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ اس پر کام ہو رہا ہے"....... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ شکریہ"....... سرسلطان نے کہا اور ایک بار پھر

دوسری طرف رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے اطمینان ہو رہا تھا کہ اس نے سر سلطان کی ناراضگی دور کر دی ہے۔ وہ اٹھا اور اس نے عقبی دیوار میں موجود الماری کھول کر اس میں موجود ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" کافرستان دارالحکومت میں باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

" روزی راسکل کہاں ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" باس۔ میں نے آپ کو کال کرنے کے بعد روزی راسکل کا پتہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ پرتاب پورہ روانہ ہو گئی ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم اس کے پیچھے پرتاب پورہ نہیں گئے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ نے چونکہ مجھے دارالحکومت میں رکنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کر سکتا تھا۔ اوور"۔ ٹائیگر

نے جواب دیا۔

" تمہاری آواز میں ہجر و فراق کا جو تاثر موجود ہے وہ بتا رہا ہے کہ تم جلد از جلد پرتاب پورہ پہنچنے کے خواہش مند ہو لیکن بے فکر رہو۔ پرتاب پورہ میں حلوہ نہیں بٹ رہا کہ روزی راسکل کھا جائے گی اور تم محروم رہ جاؤ گے۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس۔ اگر روزی راسکل نے ہم سے پہلے فارمولا حاصل کر لیا تو وہ باقی ساری عمر مجھ پر طنز کی بارش کرتی رہے گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے ایک دوسرے زاویے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہو۔ میں جوانا کے ساتھ آ رہا ہوں۔ پھر اکٹھے ہی پرتاب پورہ چلیں گے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے اٹھا کر الماری میں رکھا اور ایک بار پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رانا ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں۔ جوانا سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" یس ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد جوانا کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ایک مشن پر تم نے میرے ساتھ کافرستان جانا ہے ۔ ٹائیگر وہاں پہلے سے موجود ہے"....... عمران نے کہا۔

" یس ماسٹر ۔ کیا یہ مشن سنیک کلرز کا ہے"....... جوانا نے چونک کر پوچھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس نے کیوں یہ بات کی ہے ۔ ظاہر ہے عمران نے اسے یہی بتایا تھا کہ وہ اور ٹائیگر دونوں اس کے ساتھ مل کر مشن مکمل کریں گے اس لئے لامحالہ مشن سیکرٹ سروس کا نہیں ہو سکتا اس لئے اب لے دے کر سنیک کلرز تنظیم ہی رہ جاتی ہے ۔ سنیک کلرز کا چیف جوانا تھا اور ٹائیگر اس کا ممبر تھا ۔ عمران تو ویسے ہی ہر بارات کا دولہا سمجھا جاتا تھا اس لئے جوانا کے ذہن میں یہ بات آئی ہو گی کہ یہ سنیک کلرز کا مشن ہے اس لئے اسے اور ٹائیگر کو ساتھ رکھا جا رہا ہے۔

" سانپ تو پہلے ہی ٹائیگر ختم کر چکا ہے ۔ اب تو صرف اس کی لکیر پیٹنا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" لکیر کو پیٹنے کا کیا مطلب ہوا ماسٹر"....... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اصل محاورہ تو یہ ہے کہ سانپ نکل جائے تو اس کی لکیر کو پیٹتے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا لیکن یہاں یہ معاملہ ذرا مختلف ہے ۔ سانپ لکیر بناتا ہوا کافرستان کے ایک علاقے پرتاب پورہ پہنچ گیا پھر وہ واپس آیا تو ٹائیگر نے اسے ختم کر دیا اور اب ہم نے اس لکیر کو

پیٹتے ہوئے پرتاب پورہ جانا ہے کیونکہ سانپ کا زہر مہرہ وہاں موجود ہے"....... عمران نے مزے لے لے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر ۔ یہ آپ کس طرح کے مشکل اور نئے الفاظ بول رہے ہیں یہ زہر مہرہ کیا ہوتا ہے"....... جوانا نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" پھر تم نے پوچھا کیوں تھا ۔ تمہاری جگہ جوزف ہوتا تو صرف یس باس کہہ کر اطمینان سے فارغ ہو جاتا ۔ تم نے کیوں پوچھا ۔ اب بھگتو ۔ بہرحال زہر مہرہ ایسے پتھر کو کہتے ہیں جس میں سانپ کے زہر کو چوسنے کی صلاحیت ہوتی ہے ۔ یہ پتھر سپیروں کے پاس ہوتا ہے اور جب کسی آدمی کو سانپ کاٹ لے تو اس کا زہر چوسنے کے لئے زہر مہرہ اس کاٹنے والی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور پھر یہ زہر مہرہ جسم میں موجود تمام زہر چوس لیتا ہے اور انسان کی زندگی بچ جاتی ہے"....... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" یس ماسٹر"....... اس بار جوانا نے وہی جواب دیا جو جوزف دیا کرتا تھا۔

" اب آئے ہو نا راہ پر ۔ بہرحال تیار رہنا ۔ شاید ہم آج ہی کافرستان فلائی کر جائیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس - ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اجیت لائن پر ہیں"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے جواب دیا۔

"ہیلو - میں کرنل اجیت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس - میں شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں پورا عہدہ بتاتے ہوئے کہا کیونکہ کرنل اجیت ابھی حال ہی میں ملٹری انٹیلی جنس کا

چیف بنا تھا اور اس سے صدر اور وزیراعظم کی میٹنگ میں ایک دو بار سرسری سی ملاقاتیں تو ہو چکی تھیں لیکن کبھی تفصیلی بات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی پہلے کرنل اجیت نے فون پر بات کی تھی اس لئے شاگل نے اسے اپنا پورا عہدہ بتانا ضروری سمجھا تھا۔

"چیف شاگل صاحب - پرائم منسٹر صاحب ملک سے باہر سرکاری دورے پر ہیں اور وہاں ان سے رابطہ نہیں ہو سکتا جبکہ پروٹوکول کے تحت میں براہ راست جناب صدر صاحب سے بھی بات نہیں کر سکتا جبکہ آپ کا عہدہ ایسا ہے کہ آپ جناب صدر صاحب سے براہ راست بات کر سکتے ہیں - اس لئے میں آپ کو ایک اہم رپورٹ دے رہا ہوں کہ آپ یہ رپورٹ جناب صدر صاحب تک پہنچا دیں تاکہ وہ اس معاملے میں پرائم منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے آئندہ کے لئے احکامات دے سکیں"...... چیف آف ملٹری انٹیلی جنس نے کہا تو شاگل کا پھولا ہوا سینہ دو انچ مزید پھول گیا اور اس کا چہرہ فرط مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"کون سی رپورٹ - بتائیں"...... چیف شاگل نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کے خصوصی حکم پر ایک سپیشل ڈیفنس سیل قائم کیا گیا تھا جسے ڈیفنس سیل کہا جاتا ہے - اس سیل کے انچارج ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے والے کرنل جگدیش تھے جنہیں اس سیل کا چیف بنانے کے بعد باقاعدہ چھ ماہ تک ایکریمیا میں انتہائی سخت ٹریننگ دلوائی گئی - واپسی پر انہوں نے اپنا آفس علیحدہ

بنا لیا اور ملٹری انٹیلی جنس سے دس افراد کو اپنے تحت اس سیل میں شامل کر لیا۔ اس سیل کے تحت ان کا کام انتہائی اہم دفاعی غیر ملکی رازوں کا حصول اور پھر ان کی حفاظت اور دفاعی لیبارٹریوں کی حفاظت تھا۔ میرے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ براہ راست پرائم منسٹر کو جواب دہ تھے "...... کرنل اجیت نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کا آخری لفظ تھے سن کر شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

"تھے سے کیا مطلب ہوا آپ کا"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو رپورٹ دینی ہے۔ انہیں ان کے ایک سپیشل پوائنٹ پر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... کرنل اجیت نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا آپ کو تفصیل کا علم ہے کیونکہ صدر صاحب نے تفصیل پوچھی ہے"...... شاگل نے کہا۔

"جی ہاں۔ ان کے ایک ماتحت نے مجھے اطلاع دی ہے تو میں نے نہ صرف اس سے پوری تفصیل معلوم کی ہے بلکہ میں خود بھی پوائنٹ کا دورہ کر چکا ہوں جہاں کرنل جگدیش کو ہلاک کیا گیا ہے اور مزید تحقیقات کر کے تفصیلی رپورٹ بھی حاصل کر لی گئی ہے"۔ کرنل اجیت نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے"...... شاگل نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"حکومت کافرستان نے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے ذریعے ایک سائنسی فارمولا انتہائی بھاری قیمت دے کر خرید کیا۔ یہ فارمولا سپیشل خلائی میزائل کا ہے اور یہ فارمولا اصل میں یورپ کے ملک سلوایا کا تھا جس کا سائنس دان ڈاکٹر شوائل یہ فارمولا شوگران حکومت کو فروخت کرنے پاکیشیا پہنچا تھا لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر شوائل کا رابطہ شوگران کے سائنس دانوں یا حکومت سے ہوتا کچھ لوگوں نے اسے ہلاک کر دیا اور اس سے فارمولا حاصل کر لیا۔ کرنل جگدیش کے ذریعے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اعلیٰ حکام اور سائنس دانوں سے مشورے کے بعد یہ فارمولا بھاری قیمت دے کر خاموشی سے حاصل کر لیا۔ یہ فارمولا مزید کام کے لئے پرتاب پورہ کی سپیشل لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا۔ پرتاب پورہ میں ایک فوجی چھاؤنی اور ایئر فورس کا سپاٹ پہلے سے موجود ہے لیکن ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے سپیشل ڈیفنس سیل کو بھی اس فارمولے کی حفاظت کے لئے وہاں تعینات کر دیا۔ پھر ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو رپورٹ ملی کہ پاکیشیا میں اس فارمولے اور کرنل جگدیش کے سلسلے میں بھاگ دوڑ ہو رہی ہے اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والی کوئی عورت روزی راسکل ان لوگوں تک پہنچ گئی ہے جن کے ذریعے کرنل جگدیش نے ڈاکٹر شوائل کو ہلاک کرایا تھا اور کرنل جگدیش کا نام بھی سامنے آ گیا تو انہوں نے کرنل جگدیش کو پرتاب پورہ سے واپس بلوا لیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ

اس روزی راسکل سے یہ معلوم کریں کہ وہ کس کے کہنے پر اس معاملے پر کام کر رہی ہے۔ چنانچہ کرنل جگدیش نے پاکیشیا میں ایک آدمی کے ذریعے اس روزی راسکل کو اغوا کرا کر کافرستان منگوا لیا اور اسے سپیشل سیل کے ایک سپیشل پوائنٹ پر بلوا لیا لیکن اس روزی راسکل نے شدید جدوجہد کی تو کرنل جگدیش نے اسے گولیاں مار دیں لیکن پھر کسی چیز سے ٹکرا کر وہ خود بھی بے ہوش ہو گئے۔ جب انہیں ہوش آیا تو وہ روزی راسکل غائب تھی۔ انہوں نے اسے دوبارہ ٹریس کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ روزی راسکل کو وہاں سے ایک پاکیشیائی جس کا نام ٹائیگر ہے اور جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے"...... کرنل اجیت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی علی عمران کا نام سامنے آیا شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ عمران۔ یہی نام لیا ہے نا آپ نے"...... شاگل نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ تو اسے اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ بہرحال یہ ٹائیگر اس کا شاگرد بتایا جاتا ہے۔ اس ٹائیگر نے روزی راسکل کو ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ جب کرنل جگدیش کو معلوم ہوا تو انہوں نے ٹائیگر کو اس ہوٹل سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا اغوا کرا کر اپنے ایک اور خفیہ پوائنٹ پر منگوا لیا اور روزی راسکل کو بھی

سپتال سے اغوا کرا لیا۔ اس خفیہ پوائنٹ میں راڈز والی ایسی رسیاں موجود تھیں جو ریموٹ کنٹرولڈ تھیں اور جنہیں بغیر ریموٹ کنٹرول کے نہیں کھولا جا سکتا۔ اس پوائنٹ پر پہلے سے دو افراد موجود تھے جو تربیت یافتہ تھے۔ پھر اچانک اس سیل کے ایک ممبر نے اس وائنٹ پر کرنل جگدیش سے کوئی ضروری بات کرنے کے لئے فون لیا تو وہاں سے کوئی رسپانس نہ ملنے پر وہ آدمی خود وہاں گیا تو وہاں سے روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں غائب تھے۔ البتہ ایک کمرے یں کرنل جگدیش ایک کرسی پر بیٹھا راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ س کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے انتہائی مسخ تھا اور اس کی شہ رگ میں ایک تیز نشتر دستے تک ھسا ہوا تھا۔ اس پوائنٹ کے دونوں آدمی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ ن کی لاشیں بھی وہاں پڑی ہوئی تھیں اور فرش پر ایک میڈیکل باکس بھی موجود تھا اور خون کے دھبے بھی تھے اور کرسیوں کے ساتھ ہی ایک سٹریچر بھی موجود تھا جس سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ کرنل جگدیش نے ٹائیگر کو ریموٹ کنٹرول کرسی میں جکڑ دیا جبکہ زخمی روزی راسکل اس سٹریچر پر جکڑی ہوئی تھی لیکن پراسرار طور پر یہ دونوں آزاد ہو گئے اور انہوں نے دونوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ ان دونوں میں سے شاید وہ عورت جو پہلے ہی زخمی تھی دوبارہ زخمی ہو گئی جس کی وہاں باقاعدہ بینڈیج کی گئی۔ کرنل جگدیش بے ہوش ہو گیا تھا یا کر دیا گیا تھا۔ اسے راڈز والی کرسی پر جکڑ کر اس کے نتھنے کاٹے

گئے اور اس پر انتہائی تشدد کیا گیا اور پھر اس کی شہ رگ میں نشتر مار کر اسے ہلاک کر دیا گیا اور وہ دونوں فرار ہو گئے ۔ میں نے یہ ساری تفصیل ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ انہیں پہلے ہی خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کے پیچھے کافرستان نہ پہنچ جائے اس لئے انہوں نے کرنل جگدیش کو پرتاب پورہ سے ہٹا کر ان کی یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ اس سارے معاملے کی تحقیقات کرائیں ۔ یقیناً یہ ساری کارروائی اس ٹائیگر کی ہو گی اور اس نے کرنل جگدیش سے معلوم کر لیا ہو گا کہ فارمولا پرتاب پورہ میں ہے اور اب وہ لازماً وہاں سے فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ معاملہ پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں لاؤں لیکن پرائم منسٹر صاحب ملک سے باہر ہیں اس لئے مجبوراً آپ سے رابطہ کیا گیا ہے"...... کرنل اجیت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ کا شکریہ ۔ میں اب ان لوگوں سے خود ہی نمٹ لوں گا اور یہ رپورٹ میں جناب صدر صاحب کو دے دیتا ہوں"...... شاگل نے کہا۔

" اوکے ۔ تھینک یو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" تو اس بار عمران کا شاگرد ٹائیگر سامنے آیا ہے ۔ یہ سب یقیناً فراڈ ہو گا ۔ اصل میں پشت پر عمران ہی ہو گا"...... شاگل نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس لائن ملا کر ملٹری سیکرٹری سے میری بات کراؤ"...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ اسے اب حکومت پر غصہ آ رہا تھا جس نے کرنل جگدیش کی سربراہی میں ڈیفنس سیل قائم کیا اور شاگل کو اس سے قطعی بے خبر رکھا ۔ اب بھی اگر پرائم منسٹر صاحب غیر ملکی دورے پر نہ گئے ہوتے تو اسے کانوں کان اس سارے معاملے کی خبر تک نہ ہوتی ۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... شاگل نے کہا۔

" ملٹری سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" شاگل بول رہا ہوں ۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے کہا ۔ گو ملٹری سیکرٹری اسے بہت اچھی طرح جانتے تھے لیکن شاگل اپنی عادت سے مجبور تھا ۔ وہ جب تک اپنا عہدہ ساتھ نہ بتاتا وہ اپنے تعارف کو ادھورا سمجھتا تھا۔

" فرمائیے"...... دوسری طرف سے ایک لفظ ادا کیا گیا۔

" صدر صاحب سے میری بات کرائیں ۔ ایک اہم واقعہ ہوا ہے

اس سلسلے میں انہیں اطلاع دینا ضروری ہے"...... شاگل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا واقعہ ہوا ہے۔ کچھ اس بارے میں بتائیں تاکہ صدر صاحب کو بتایا جاسکے"...... ملٹری سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

"سوری۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔ آپ میری بات کرائیں"۔ شاگل نے دوٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف شاگل۔ آپ کو تو بہتر طور پر معلوم ہو گا کہ صدر مملکت کو اس طرح مبہم اطلاع دینا پروٹوکول کے خلاف ہے۔ ان کے ذہن کو کسی قسم کا جھٹکا پہنچانا سنگین جرم ہے اس لئے آپ کوئی ایسی بات بتا دیں جس سے ان کے ذہن کو دھچکا نہ پہنچے ورنہ میں معذرت خواہ ہوں"...... ملٹری سیکرٹری بھی اپنی بات پر اڑ گیا۔

"انہیں بتا دیں کہ ڈیفنس سیل جو ابھی حال ہی میں قائم کیا گیا ہے اس بارے میں اہم اطلاع ہے"...... شاگل کو آخرکار ہتھیار ڈالنے پڑے کیونکہ ملٹری سیکرٹری نے معذرت کر لی تھی اور شاگل جانتا تھا کہ صدر صاحب کو براہ راست کال نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"اچھا۔ تھینک یو۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ بہرحال ملٹری سیکرٹری کی بات اسے ماننا پڑ گئی تھی۔

"یس"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی بھاری اور گھمبیر آواز سنائی دی۔

"شاگل عرض کر رہا ہوں جناب"...... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ ڈیفنس سیل کے بارے میں آپ کے پاس کیا اہم اطلاع ہے"...... صدر صاحب نے قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کو اس کے ایک سپیشل پوائنٹ پر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع کیسے ملی۔ یہ سیل تو ملٹری انٹیلی جنس میں سے بنایا گیا تھا اور اس کے انچارج پرائم منسٹر اور عملی انچارج ڈیفنس سیکرٹری صاحب ہیں۔ آپ کا اس سے کیا تعلق"...... صدر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ اطلاع مجھے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اجیت نے فون پر دی ہے"...... شاگل نے کہا اور پھر کرنل اجیت نے خود براہ راست صدر صاحب کو فون نہ کرنے کے جو جواز بتائے تھے وہ بھی اس نے ساتھ ہی بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ تفصیل بتایئے"...... صدر نے کہا تو شاگل نے کرنل اجیت سے ملی ہوئی تفصیل بتا دی۔

"ٹائیگر کون ہے۔ یہ نام پہلی بار سننے میں آ رہا ہے۔ روزی راسکل پاکیشیا سے اغوا کر کے لائی گئی۔ یہ کون لوگ ہیں"۔ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے"....... شاگل نے جواب دیا۔

"اوہ۔اوہ۔اس بار وہ عمران خود نہیں آیا۔اس نے اپنے شاگرد کو بھیج دیا ہے۔ویری بیڈ۔پہلے عمران ہمارے لئے درد سر بنا ہوا تھا اب اس کا شاگرد سامنے آگیا ہے اور اس شاگرد نے تربیت یافتہ کرنل جگدیش کا خاتمہ کر دیا۔ویری بیڈ۔یہ آخر کافرستانیوں کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔پاکیشیائی ایجنٹ تو ایجنٹ ان کے شاگرد بھی یہاں آکر اپنی مرضی سے کامیاب کارروائیاں کر لیتے ہیں"....... صدر نے غصے سے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ہمیں تو اس بارے میں سرے سے کوئی اطلاع نہ تھی اور ملٹری انٹیلی جنس لاکھ تربیت یافتہ ہو بہرحال وہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے۔اگر ہمیں اس بارے میں اطلاع دے دی جاتی تو جناب وہ لوگ اتنی آسانی سے یہ ساری کارروائی نہ کر سکتے تھے"....... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا سابقہ ریکارڈ آپ کے دعوؤں کی نفی کرتا ہے مسٹر شاگل۔آپ ہر بار بڑھ چڑھ کر دعوے کرتے ہیں لیکن ہر بات نتیجہ آپ کے خلاف ہی نکلا ہے۔آخر اب کافرستان کہاں سے ایسے لوگ لے آئے جو ان لوگوں کا مقابلہ کر سکیں"....... صدر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔لگتا تھا ان کا نروس بریک ڈاؤن ہونے والا ہے۔

"جناب۔اتفاقات ہر بار نہیں ہوا کرتے۔کبھی نہ کبھی تو یہ

لوگ ناکام بھی ہوں گے"....... شاگل نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"بہرحال یہ سیل تو اب ناکام ہو گیا۔مجھے تو ابھی تک اس فارمولے کے بارے میں کوئی واضح رپورٹ نہیں دی گئی۔میں معلوم کرتا ہوں اور اگر ضرورت پڑی تو آپ کو کال کر لیا جائے گا"۔دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے اس بارے میں خود بھی کچھ کرنا چاہئے"....... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"راجیش سے بات کراؤ"....... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... شاگل نے کہا۔

"راجیش بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راجیش۔تم پاکیشیائی ڈیسک کے انچارج ہو۔کیا تمہیں کسی ٹائیگر کے بارے میں تفصیل کا علم ہے جو پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے"....... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔یہ ٹائیگر پاکیشیائی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے لیکن

بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے ۔ ویسے انڈر ورلڈ میں اس کا خاصا رعب و دبدبہ ہے"....... راجیش نے کہا۔

" کیا یہ صرف انڈر ورلڈ کے کام کرتا ہے یا سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے"....... شاگل نے کہا۔

" خاص خاص مشنز پر عمران کے ساتھ جاتا رہتا ہے ۔ ویسے اس کا صرف عمران سے رابطہ رہتا ہے ۔ کام یہ انڈر ورلڈ میں ہی کرتا ہے"....... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور کسی عورت روزی راسکل کے بارے میں بھی جانتے ہو"۔ شاگل نے پوچھا۔

" یس باس ۔ یہ عورت بھی انڈر ورلڈ کی ہے ۔ بڑے بڑے کاموں میں ملوث رہتی ہے ۔ ہر وقت لڑنے مرنے پر آمادہ رہتی ہے ۔ خاص طور پر ٹائیگر کے ساتھ اس کی لڑائیاں پورے انڈر ورلڈ میں مشہور ہیں لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ یہ عورت ٹائیگر کو پسند کرتی ہے ۔ پاکیشیا دارالحکومت میں اس نے روز کلب کے نام سے ایک کلب بھی بنایا ہوا ہے"....... راجیش نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے تمہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم لیلیٰ مجنوں کی کہانی سنانا شروع کر دو ۔ نانسنس ۔ کیا تمہارے پاس ان کی فائلیں ہیں"۔ شاگل نے کہا۔

" نہیں جناب ۔ چونکہ ان کا کوئی تعلق براہ راست کافرستان سے

نہیں رہا اس لئے ان کی فائلیں تیار نہیں کی گئیں"....... راجیش نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نانسنس ۔ اس ٹائیگر اور روزی راسکل نے یہاں ڈیفنس سیل کے انچارج کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ اب حکومت کافرستان کا انتہائی اہم ترین فارمولا اڑانے کے درپے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ ان کا کوئی تعلق کافرستان سے نہیں ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں اب بھی کافرستان میں موجود ہوں"....... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" آج سے پہلے تو ایسی کوئی رپورٹ ان کے بارے میں نہیں ملی جناب"....... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تم فوراً پاکیشیا میں موجود اپنے آدمیوں سے ان دونوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرو ۔ ان کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیلات بھی حاصل کرو ۔ اگر ہو سکے تو ان کی تصویریں منگواؤ اور پھر دارالحکومت میں ان کی تلاش پر آدمی لگا دو اور اگر یہ یہاں نظر آئیں تو انہیں بے ہوش کر کے مجھے اطلاع دو"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کا عمران

سے تعلق ہے ۔ لیکن یہ عمران انڈر ورلڈ کے لوگوں سے کیوں تعلق رکھتا ہے"...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں مزید کچھ سوچتا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب کے ملٹری سیکرٹری سے بات کیجئے جناب"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"ہیلو ۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

"جناب صدر صاحب سے بات کیجئے"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"سر ۔ میں شاگل عرض کر رہا ہوں سر"...... شاگل کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"چیف شاگل ۔ تمام تفصیلات مجھے مل چکی ہیں ۔ معاملات بے حد اہم ہیں ۔ گو فوری طور پر اس فارمولے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا لیکن بہرحال جب یہ فارمولا مکمل ہو جائے گا تو کافرستان کو پاکیشیا پر برتری حاصل ہو جائے گی اس لئے اس فارمولے کی حفاظت

اب انتہائی ضروری ہے اور جیسا کہ پہلے آپ سے بات چیت ہوئی ہے چونکہ اس سارے سلسلے میں بہرحال عمران کی بجائے اس کا شاگرد سامنے آیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ عمران سیکرٹ سروس سمیت یہاں پہنچ جائے گا لیکن آپ نے انہیں یہاں نہیں وہاں پرتاب پورہ میں روکنا ہے کیونکہ دارالحکومت بہت گنجان آباد اور بڑا شہر ہے اس لئے یہاں انہیں تلاش کرنا ناممکن ہو جاتا ہے جبکہ پرتاب پورہ ایک بنجر پہاڑی علاقہ ہے اور چھوٹے چھوٹے گاؤں ہر طرف موجود ہیں ۔ خود پرتاب پورہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں صرف مقامی لوگ ہی رہتے ہیں ۔ وہاں ایک چھوٹی فوجی چھاؤنی بھی ہے جس کا انچارج کرنل سکھ داس ہے اور وہاں ایئر فورس کا ایک سپاٹ بھی ہے جس کا انچارج کمانڈر ارون ہے ۔ ان دونوں کو آپ کے بارے میں بریف کر دیا جائے گا ۔ آپ نے اس لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر ۔ اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے"...... شاگل نے پوچھا۔

"اس بارے میں سوائے پرائم منسٹر کے اور کسی کو علم نہیں ہے مجھے بھی نہیں ہے ۔ بہرحال یہ خفیہ لیبارٹری ہے اور اس علاقے میں کہیں موجود ہے ۔ تم نے اس لیبارٹری کے بارے میں کوئی احتیاطی تدابیر نہیں کرنی بلکہ تم نے عمران کے شاگرد اور اس عورت روزی راسکل کو ٹریس کر کے ہلاک کرنا ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر ۔ میں نے دارالحکومت میں ان دونوں کی تلاش کا حکم

دے دیا ہے اور ان کے حلیئے اور تصاویر کی تفصیل چند گھنٹوں میں پاکیشیا سے ہمیں موصول ہو جائیں گی۔ پھر میں آسانی سے انہیں یہیں دارالحکومت میں ہی ٹریس کر کے ہلاک کر دوں گا"....... شاگل نے اپنی کارکردگی کا رعب ڈالتے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت میں ان دونوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔ ہم سوتے رہے اور انہوں نے ڈیفنس سیل کے کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا۔ اب لازماً ان کا رخ پرتاب پورہ کی طرف ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں۔ کرنل جگدیش کی موت کے بعد ڈیفنس سیل عارضی طور پر ختم کر دیا گیا ہے اس لئے اب یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ فوراً وہاں پکٹنگ کر لیں اور انہیں ٹریس کر کے ہلاک کریں"....... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں باقاعدہ ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... شاگل نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ سوچ کر آپ نے وہاں ٹیم لے جانی ہے کہ شاید عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی وہاں پہنچ جائے اور اس بار اگر ایک آدمی بھی بچ کر نکل گیا تو آپ کا حتمی کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے"۔ صدر کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

"سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ جو بھی آیا بچ کر نہیں جائے گا"۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ساتھ ساتھ آپ نے رپورٹ بھی دینی ہے"....... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب عمران کے شاگردوں سے بھی مجھے ہی لڑنا پڑے گا"۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس سر۔ نوجوان نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"پرتاب پورہ کا تفصیلی نقشہ لے آؤ جا کر"....... شاگل نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ شاگل کے سامنے رکھ دیا۔

"جاؤ"....... شاگل نے کہا اور نقشہ کھول کر اس پر جھک گیا۔

روزی راسکل بس کی سیٹ پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ٹائیگر نے اس کی ماہرانہ انداز میں بینڈیج کر دی تھی لیکن اس کے باوجود اس کے زخموں سے رہ رہ کر ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں لیکن ٹائیگر نے جب اسے مین مارکیٹ ڈراپ کیا تو وہاں رکنے کی بجائے وہ ایک ٹیکسی لے کر سیدھی بس ٹرمینل پر پہنچی اور پھر وہاں سے پرتاب پورہ جانے والی بس میں سوار ہو گئی ۔ وہ اب ہر صورت میں پرتاب پورہ پہنچ کر وہاں سے فارمولا خود حاصل کرنا چاہتی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر پہلے پاکیشیا دارالحکومت میں اپنے استاد عمران کو فون کرے گا اور پھر اگر اس نے اسے اجازت دی تو وہ پرتاب پورہ آئے گا ورنہ نہیں ۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹائیگر اپنے استاد کا حکم اس انداز میں مانتا ہے جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی روبوٹ ہو اور اس کے اپنے

ذاتی نہ احساسات ہوں اور نہ ہی جذبات اور اسی بات پر اسے غصہ آتا تھا اور وہ اسے غلام سمجھتی اور کہتی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ خود جا کر فارمولا حاصل کرے گی ۔ گو اسے اس فارمولے سے براہ راست کوئی دلچسپی نہ تھی اور پھر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ فارمولا پاکیشیا کا بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ کافرستان کے پاس یہ فارمولا ہو اور پاکیشیا کے پاس نہ ہو ۔ وہ انتہائی جذباتی حد تک پاکیشیا سے محبت کرتی تھی اور اس سلسلے میں اس کے جذبات انتہائی شدید تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود وہ پرتاب پورہ کی طرف سفر کر رہی تھی ۔ بس کے ذریعے سفر گو خاصا طویل تھا اور اسے پرتاب پورہ پہنچنے سے پہلے ایک بڑے شہر راگولا میں بس بھی تبدیل کرنی تھی لیکن روزی راسکل کی یہی فطرت تھی کہ وہ جس کا فیصلہ کر لیتی تھی پھر انتہائی مایوس سے مایوس حالات میں بھی وہ اس کی تکمیل کے لئے حتی الوسع آگے بڑھتی رہتی تھی ۔

"کیا تم بیمار ہو"....... اچانک ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایک عورت نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"بیمار نہیں زخمی ہوں"....... روزی راسکل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ۔ کیا ہوا تھا"....... عورت نے چونک کر کہا ۔

"روڈ ایکسیڈنٹ"....... روزی راسکل نے مختصر سا جواب دیا ۔

"تو تم اس حالت میں کہاں جارہی ہو۔ تمہیں تو ہسپتال میں ہونا چاہئے"...... اس عورت نے کہا۔

"ہسپتال والوں نے مجھے فارغ کر دیا ہے کیونکہ میرے پاس دولت نہیں ہے۔ اب میں پرتاب پورہ جارہی ہوں دولت حاصل کرنے"...... روزی راسکل نے کہا تو عورت بے اختیار چونک پڑی۔

"پرتاب پورہ میں دولت۔ وہ تو بنجر پہاڑی علاقہ ہے"۔ عورت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے پرتاب پورہ دیکھا ہوا ہے"...... روزی راسکل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ چھوٹا سا شہر نما گاؤں ہے اور اس گاؤں کا سردار جس کا نام راجہ جسونت ہے میرے شوہر کا چچا ہے۔ اس لحاظ سے تو وہ گاؤں میرا سسرال ہے۔ ویسے راجہ چچا بڑے دیالو اور بہت اچھے ہیں لیکن بہرحال وہ پرتاب پورہ کے سب سے امیر آدمی ہونے کے باوجود ہمارے لحاظ سے غریب آدمی ہیں"...... اس عورت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پرتاب پورہ سے آگے پہاڑیوں میں ہیروں کی ایک کان دستیاب ہوئی ہے اور جس آدمی نے یہ کان دریافت کی ہے اس کے ہاتھ پچاس بڑے اور انتہائی قیمتی ہیرے لگے ہیں۔ اس آدمی کا نام رام سروش ہے۔ بوڑھا آدمی ہے اور اسے قدرتی طور پر ایسی صلاحیتیں ملی ہوئی ہیں کہ چاہے پاتال میں ہیرا کیوں نہ ہو اس کی

آنکھیں زمین کی تہہ میں پڑے ہوئے ہیرے کو اس طرح دیکھ لیتی ہیں جیسے شفاف پانی میں پڑی ہوئی چیز نظر آجاتی ہے۔ وہ میرا چچا ہے اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں پرتاب پورہ آؤں تو وہ مجھے ایک انتہائی قیمتی ہیرا دے گا جسے میں جب جیولر بازار میں فروخت کروں گی تو پھر باقی عمر مجھے کمانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی"...... روزی راسکل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ جیسے جیسے بولتی جارہی تھی ے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی تکلیف میں کمی آتی جارہی ہے اس لئے وہ مسلسل بولتی رہی اور بڑے اعتماد سے ایک فرضی کہانی سنا ی۔

"میرا نام لکشمی ہے۔ تمہارا کیا نام ہے"...... اس عورت نے سکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام دیوی ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیا۔

"میں راگولا تک جارہی ہوں۔ اگر تم کہو تو میں تمہارے ساتھ تاب پورہ جا سکتی ہوں لیکن اس کے لئے ایک رات تمہیں میرے راگولا رہنا پڑے گا یا دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں راجہ جی کے لئے نشانی دے دوں۔ وہ تمہارا خاص خیال رکھیں "...... لکشمی نے کہا۔

"تم مجھے نشانی دے دو اور اپنا پتہ بتا دو۔ میں واپسی پر راگولا رے گھر تم سے ملنے ضرور آؤں گی۔ اور میرا وعدہ ہے کہ میں اپنے رام سروش سے ایک چھوٹا ہیرا تمہارے لئے بھی لے آؤں گی۔ یہ

ہیرا فروخت کر کے تم اپنی باقی زندگی عیش سے گزار سکوں گی"۔ روزی راسکل نے کہا تو لکشمی کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔

" تمہارا شکریہ ۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے"...... لکشمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی ایک چاندی کی معمولی سی انگوٹھی اتار کر روزی راسکل کی طرف بڑھا دی۔

" یہ لو ۔ یہ مجھے راجہ چچا نے ہی دی تھی ۔ یہ ان کی ہی نشانی ہے وہ اسے فوراً پہچان لیں گے اور پھر وہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھیں گے"...... لکشمی نے کہا تو روزی راسکل نے شکریہ کہہ کر اس سے انگوٹھی لی اور اس کے سامنے ہی اپنی ایک انگلی میں پہن لی ۔ پھر لکشمی نے اسے راگولا میں اپنا پتہ اچھی طرح سمجھا دیا اور روزی راسکل نے اسے ایک بار پھر یقین دلایا کہ وہ واپسی پر اس کے پاس راگولا ضرور آئے گی اور اسے ہیرا بھی تحفہ میں دے گی اور پھر راگولا آنے پر وہ دونوں بس سے نیچے اتر گئیں ۔ روزی راسکل نے پرتاب پورہ جانے والی بس کی ٹکٹ خرید لی جبکہ لکشمی اپنے گھر چلی گئی ۔ روزی راسکل بس کی روانگی کے انتظار میں ویٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لمبے قد کا مقامی آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا اور اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا ۔ وہ بڑے غور سے بار بار روزی راسکل کو دیکھ رہا تھا ۔ خاص طور پر اس کی نظریں اس انگوٹھی پر جمی ہوئی تھیں جو لکشمی سے لے کر اس نے اپنی انگلی میں پہن رکھی تھی۔

" معاف کرنا ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ انگوٹھی جو آپ نے دائیں ہاتھ کی چوتھی انگلی میں پہنی ہوئی ہے یہ کہاں سے لی ہے"۔ آخر کار اس آدمی نے پوچھ ہی لیا اور روزی راسکل نے ایک نظر اس انگوٹھی کو دیکھا اور پھر غور سے اس آدمی کو دیکھنے لگی ۔ یہ چوبیس پچیس سال کا نوجوان تھا اور اس نے مقامی لباس پہن رکھا تھا ۔ اس کے چہرے پر شاطرانہ پن کی بجائے معصومیت کا تاثر موجود تھا۔

" تمہارا اس انگوٹھی سے کیا تعلق ہے"...... روزی راسکل نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" معاف کیجئے محترمہ ۔ اس انگوٹھی سے میری بڑی مقدس یادیں وابستہ ہیں اور میں اسے آپ کے ہاتھ میں دیکھ کر بے حد حیران ہو رہا ہوں"۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ انگوٹھی مجھے میری فرینڈ لکشمی نے دی ہے اور یہ نشانی ہے کہ میں اسے پرتاب پورہ کے راجہ جسونت کو دکھاؤں گی تو وہ میری امداد کریں گے"...... روزی راسکل نے کھل کر بات بتا دی۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو لکشمی دیدی نے آپ کو دی ہے ۔ کیا آپ ان کے گھر ٹھہری تھیں"...... نوجوان نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ ہماری ملاقات بس میں ہوئی تھی ۔ وہ دارالحکومت سے یہاں آ کر اتر گئی اور میں نے آگے پرتاب پورہ جانا ہے ۔ تم کون ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"میرا نام بھاگوان ہے اور میں راجہ جسونت کا اکلوتا بیٹا ہوں ۔ پرتاب پورہ میں ایک پہاڑی جنگل کا ٹھیکہ میرے پاس ہے ۔ وہاں سے لکڑی کٹوا کر میں دارالحکومت بھجواتا ہوں "....... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ تو تم راجہ چچا کے بیٹے ہو ۔ بہت خوب ۔ پھر تو تمہاری بے چینی درست ہے کیونکہ لکشمی نے مجھے بتایا تھا کہ یہ انگوٹھی راجہ چچا نے اسے دی تھی "....... روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ یہ میری مرحوم ماں کی نشانی ہے جو باپو نے لکشمی دیدی کو دی تھی کیونکہ وہ ان سے بیٹی جیسی محبت کرتے ہیں "۔ بھاگوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گئی ہوں "....... روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں اور پرتاب پورہ کیا کرنے جا رہی ہیں ۔ وہ تو اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ آپ جیسی شہری عورتیں وہاں سیر و تفریح کے لئے جائیں "....... بھاگوان نے کہا۔

"میں وہاں سیر و تفریح کرنے نہیں جا رہی بلکہ وہاں کی فوجی چھاؤنی کے انچارج کرنل سکھ داس سے ملنے جا رہی ہوں "۔ روزی راسکل نے کہا تو بھاگوان بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے روزی راسکل کا کرنل سکھ داس سے ملنا پسند نہ آیا ہو۔

"کرنل سکھ داس ۔ وہ تو ۔ وہ تو انتہائی ظالم آدمی ہے ۔ اس نے تو پورے پرتاب پورہ اور ارد گرد کے علاقے کے لوگوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے ۔ آپ اس سے ملنے کیوں جا رہی ہیں "....... بھاگوان نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس ظالم آدمی سے اپنے نوجوان بھائی کیپٹن ماترا کا انتقام لینا ہے "....... روزی راسکل نے اس کے جوش اور نفرت کا اندازہ لگاتے ہی بات کو دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات "....... بھاگوان نے حیران ہو کر کہا۔

"میرا بھائی کیپٹن ماترا اس کا ماتحت تھا ۔ ایک بار اس نے میرے بھائی کی توہین کی تھی تو میرا بھائی اس سے لڑ پڑا اور اس ظالم انسان نے اسے ہلاک کر دیا اور اعلیٰ حکام کو یہ رپورٹ دی کہ کیپٹن ماترا ایک پہاڑی سے گر کر ہلاک ہو گیا ہے ۔ ہم لوگ خاموش ہو گئے لیکن پھر ایک سپاہی نے ہمیں اصل واقعہ بتا دیا ۔ چنانچہ میں نے اس سے اپنے بھائی کا انتقام لینے کا فیصلہ کیا تا کہ اس کی آتما کو شانتی مل سکے "....... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیسے اس سے انتقام لیں گی ۔ آپ تو اس سے مل بھی نہ سکیں گی اور اسے معلوم ہو گیا تو وہ آپ کو ویسے ہی لوگوں سے مروا دے گا "....... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جس انداز میں تم سوچ رہے ہو اس انداز میں اس سے انتقام

نہیں لیا جا سکتا۔ مجھے تو چھاؤنی کی حدود میں بھی نہ گھسنے دیا جائے گا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر آپ کیا کریں گی"...... بھاگوان نے کہا۔

"یہ ایک علیحدہ کہانی ہے۔ تم چھوڑو۔ ویسے بھی تم جتنا کم جانو گے اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ میں تو بہر حال اپنے بھائی کی آتما کو شانت کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔ یہ فیصلہ میں کر چکی ہوں"...... روزی راسکل نے کہا۔

"آپ مجھے بتائیں۔ میں آپ کا مکمل اور کھل کر ساتھ دوں گا۔ باپو بھی آپ کی حمایت کریں گے کیونکہ پرتاب پورہ پر کرنل سکھ داس مسلسل ظلم کرتا آ رہا ہے۔ وہ پرتاب پورہ سے خوبصورت لڑکیاں زبردستی اغوا کر کے چھاؤنی میں لے جاتا ہے اور پھر ان کی عزتیں لوٹ کر کئی ماہ بعد انہیں اس حالت میں واپس کرتا ہے کہ ان کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ سب اس سے تنگ ہیں لیکن کوئی بول بھی نہیں سکتا۔ آپ کو اب کیا بتاؤں میری چھوٹی بہن کو بھی انہوں نے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بچ گئی اور باپو نے اسے اپنے ایک عزیز کے پاس دارالحکومت بھجوا دیا ہے"...... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بس کی روانگی کا اعلان ہونے لگ گیا اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر بس میں بیٹھنے کے بعد بھاگوان نے روزی راسکل کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو اس نے اپنی سیٹ دے دی اور خود یہ کہہ کر اس

کی جگہ پر بیٹھ گیا کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہے۔ روزی راسکل اس کے منہ سے بہن کا لفظ سن کر بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ میری دیدی ہیں۔ بڑی بہن۔ میں آپ کو وچن دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ مجھے بتائیں گی وہ راز رہے گا اور میں آپ کی مکمل مدد کروں گا"...... بھاگوان نے سر جھکا کر خاصے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اچھا تو سنو۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ پرتاب پورہ کی پہاڑیوں میں حکومت کی خفیہ سائنسی لیبارٹری کہاں ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ جہاں پہاڑیوں میں میرا جنگل ہے اس کے شمال میں کچھ فاصلے پر ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کا رنگ باقی پہاڑیوں سے یکسر مختلف ہے اس لئے اسے دو رنگی پہاڑی کہا جاتا ہے اس دو رنگی پہاڑی کی جڑ میں خفیہ لیبارٹری ہے۔ میں نے کئی بار وہاں بڑی جیپ کو جاتے اور آتے دیکھا ہے۔ میرا ایک لکڑہارا اس کے اندر بھی جا چکا ہے"...... بھاگوان نے کہا۔

"اس خفیہ لیبارٹری میں ایک سائنس دان ہے جس کا نام رام لال ہے۔ وہ میرا منگیتر ہے۔ میں نے اس سے شرط لگائی ہوئی ہے کہ جب تک میں کرنل سکھ داس سے اپنے بھائی کیپٹن ماترا کا انتقام نہیں لوں گی تب تک میں اس سے شادی نہیں کروں گی۔ چنانچہ اس نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں پرتاب پورہ میں آ کر کسی کے گھر مہمان ٹھہروں اور پھر اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دوں تو وہ مجھے اطلاع

دے دے گا کہ کرنل سکھ داس کس روز لیبارٹری کے سیکورٹی کے دورے پر آ رہا ہے۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں وہاں چھپ کر بیٹھ جاؤں اور پھر جیسے ہی کرنل سکھ داس وہاں پہنچے گا میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو مشین پسٹل سے ہلاک کر کے اس سے انتقام لے لوں گی اور پھر واپس چلی جاؤں گی۔ اس طرح کسی کو پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ کرنل سکھ داس کو کس نے ہلاک کیا ہے اور میرا انتقام بھی پورا ہو جائے گا"...... روزی راسکل نے بڑی ذہانت سے باقاعدہ ایک پلان بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو کبھی فوجی جیپیں یا ہیلی کاپٹروں کو وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی سنا ہے"...... بھاگوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب کام خفیہ ہوتا ہے بھاگوان۔ تم اسے چھوڑو۔ تم بس مجھے لیبارٹری تک پہنچا دو۔ پھر آگے میرا کام ہے"...... روزی راسکل نے کہا اور بھاگوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ روزی راسکل دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کہ اب وہ آسانی سے اس لیبارٹری کا راستہ کھول کر اندر داخل ہو کر وہاں سے فارمولا بھی حاصل کر لے گی اور جب وہ یہ فارمولا لے جا کر ٹائیگر کے استاد عمران کے سامنے رکھے گی تو پھر ٹائیگر کو معلوم ہو گا کہ روزی راسکل کیا کر سکتی ہے اور کیا نہیں۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راجیش کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... شاگل نے کہا۔

"سر۔ میں راجیش بول رہا ہوں انچارج پاکیشیائی ڈیسک"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے خود ہی تو تمہیں اس ڈیسک کا انچارج بنایا ہے اور تم مجھ پر ہی اس کا رعب ڈال رہے ہو۔ کیوں۔ نانسنس"...... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جبکہ ایسی بات کرتے ہوئے اسے خود یہ بات یاد نہ رہتی تھی کہ وہ خود بھی اسی طرح مکمل عہدہ بتانے کا عادی تھا۔

" سوری باس ۔ میں نے صرف اس لئے یہ بات کی ہے کہ جو بات میں کرنا چاہتا ہوں اس کا تعلق اس ڈیسک سے ہے"....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ اور معذرت خواہانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کیا کہنا چاہتے ہو ۔ بولو"....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ پرتاب پورہ سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں کے سردار کے گھر میں ایک اجنبی عورت آکر ٹھہری ہے"....... راجیش نے کہا۔

" نانسنس ۔ یہ کیا اطلاع ہے ۔ کسی عورت کا کسی سردار کے گھر میں آکر ٹھہرنا جرم ہے"....... شاگل نے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔

" ج ۔ ج ۔ جناب ۔ یہ عورت روزی راسکل ہے"....... راجیش نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ روزی راسکل ۔ کیا مطلب ۔ کیسے معلوم ہوا"....... اس بار شاگل نے قدرے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" باس ۔ میں نے پرتاب پورہ میں اپنے گروپ کے چار افراد کو فوری طور پر بھجوا دیا تھا ۔ وہاں ایک احاطے میں انہوں نے اپنا سب ہیڈ کوارٹر بنا لیا ہے ۔ ادھر میں نے روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کے حلیوں اور قدوقامت کے بارے میں پاکیشیا سے تفصیلات منگوا لیں اور ان تفصیلات کی کاپیاں پرتاب پورہ میں بھجوا دیں ۔ اسی طرح میں نے ان تفصیلات کی کاپیاں پورے دارالحکومت میں بھی اپنے گروپ میں تقسیم کر دیں تاکہ ٹائیگر اور روزی راسکل کو ٹریس کیا جا سکے ۔ دارالحکومت سے تو ابھی تک کوئی اطلاع نہیں آئی البتہ پرتاب

پورہ سے ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ ایک اجنبی لڑکی پرتاب پورہ کے سردار راجہ جسونت کے بیٹے بھاگوان کے ساتھ بس سے اتری ہے اور پھر وہ دونوں گھر آگئے ہیں ۔ اب بھی یہ لڑکی وہاں موجود ہے ۔ اس لڑکی کا حلیہ روزی راسکل سے ملتا ہے اور جناب دوسری بات یہ کہ یہ لڑکی اپنی چال سے زخمی معلوم ہوتی ہے ۔ انہوں نے مجھے اطلاع دیتے ہوئے پوچھا ہے کہ اس لڑکی کا کیا جائے کیونکہ پرتاب پورہ میں ابھی تک قبائلی نظام ہے اور سردار تمام قبیلے کا سردار ہے ۔ اگر سردار کے گھر چھاپہ مارا گیا تو صورت حال انتہائی مخدوش بھی ہو سکتی ہے ۔ اب آپ جیسے حکم دیں"....... راجیش نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہارے آدمی کنفرم ہیں کہ وہ لڑکی روزی راسکل ہے"۔ شاگل نے کہا۔

" کنفرم تو نہیں ہیں کیونکہ اس کا حلیہ ملتا جلتا تو ہے لیکن اس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی گئی ہیں اس کے مطابق یہ لڑکی بھاگوان کو بس اڈے پر ملی تھی اور وہ اس کے والد کے گھر آ رہی تھی کیونکہ اس لڑکی کے پاس نشانی کے طور پر ایک انگوٹھی تھی اور اس انگوٹھی کو بھاگوان نے پہچان لیا تھا کیونکہ یہ انگوٹھی اس کی مرحومہ ماں کی نشانی تھی"....... راجیش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر ایسا ہے تو پھر یہ کوئی اور عورت بھی ہو سکتی ہے ۔ ورنہ

روزی راسکل کے پاس اس آدمی کی مرحومہ ماں کی انگوٹھی کہاں سے آسکتی ہے ۔بہرحال تم اسے خاموشی سے اغوا کرا کر علیحدہ احاطے میں منگوا کر اس سے تفصیلی معلومات حاصل کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... شاگل نے کہا۔

" یس باس ۔ کیا آپ خود وہاں آئیں گے اس سے پوچھ گچھ کرنے"...... راجیش نے کہا۔

" یو نانسنس ۔احمق ۔اب کیا سیکرٹ سروس کا چیف ان تھرڈ کلاس لوگوں سے بھی پوچھ گچھ کرے گا ۔ کیا تمہارے آدمی اس سے پوچھ گچھ نہیں کر سکتے ۔اگر نہیں کر سکتے تو گولی مار کر پھینک دو اس کی لاش پہاڑیوں میں ۔ نانسنس"...... شاگل نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ ہم کریں گے باس"...... راجیش نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ عورت کیا کر سکتی ہے ۔اصل مسئلہ تو اس عمران کا ہے ۔ اگر وہ ان کے ساتھ مل گیا تو پھر مسئلہ بن جائے گا"...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے ۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی ۔

" پاکیشیا میں ہمارا گروپ انچارج ہے راج کمار ۔اس سے میری

بات کراؤ ۔جہاں بھی ہو"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھا اور سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس"...... شاگل نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

" راج کمار سے بات کیجئے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سر ۔میں آپ کا خادم راج کمار بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک ممنناتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" راج کمار ۔ پاکیشیا میں عمران کا کوئی شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے ۔ کیا تم اس سے واقف ہو"...... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔وہ بھی انتہائی خطرناک آدمی ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اس وقت وہ کہاں ہے ۔ کیا تمہیں معلوم ہے"...... شاگل نے کہا۔

" نو سر ۔ وہ اتنا اہم آدمی نہیں ہے کہ ہم ہر وقت اسے چیک کرتے رہیں اس لئے اس کے بارے میں تو معلوم کرنا پڑے گا سر"...... راج کمار نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" عمران کے بارے میں علم ہے تمہیں"...... شاگل نے قدرے

غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ ہم اس کی نگرانی کرتے رہتے ہیں لیکن دور سے مشینری کے ذریعے "....... راج کمار نے جواب دیا۔

"اس وقت کہاں ہے وہ"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ اس وقت عام طور پر اپنے فلیٹ میں ہی رہتا ہے جناب"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے"....... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" نانسنس ۔ کام چور لوگ ۔ کام کرنا تو انہیں آتا ہی نہیں"۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر فائل کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس "....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا سے راج کمار کی کال ہے جناب"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

" کراؤ بات"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" آپ کا خادم راج کمار بول رہا ہوں سر"....... چند لمحوں بعد راج کمار کی منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی ۔

" کیا رپورٹ ہے"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" جناب میں نے چیک کیا ہے عمران فلیٹ میں موجود نہیں ہے

اور اس کی کار بھی گیراج میں موجود نہیں ہے لیکن وہ دارالحکومت میں بھی موجود نہیں ہے ورنہ میرے آدمی اسے ضرور چیک کر کے رپورٹ دیتے ۔ وہ شاید دارالحکومت سے باہر کہیں گیا ہوا ہے"۔ راج کمار نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" سنو ۔ اس کا شاگرد ٹائیگر اور ایک عورت روزی راسکل یہاں حکومت کافرستان کے خلاف کام کر رہے ہیں لیکن ہمارے لئے یہ دونوں کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔ میں جس وقت چاہوں انہیں مچھر کی طرح مسل سکتا ہوں لیکن ہمیں خدشہ ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کی حمایت پر کافرستان نہ پہنچ جائیں اس لئے تم ایئر پورٹ اور بندرگاہ پر اپنے آدمیوں کی خصوصی ڈیوٹی لگا دو ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان کا رخ کریں تو تم نے مجھے پیشگی رپورٹ دینی ہے"....... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

ٹائیگر پرتاپ پورہ کے بس اڈے پر بس سے اترا اور اڈے سے باہر آنے کے لئے اس نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ایک مقامی آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

" کیا آپ سیاح ہیں جناب"....... اس آدمی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ۔ کیوں"....... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا ۔ وہ اب غور سے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا جبکہ خود وہ مقامی میک اپ میں تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی ۔

" آپ کو رہائش چاہئے ہو گی اور یہاں کوئی ہوٹل تو نہیں ہے جناب ۔ البتہ ہمارے پاس اس کا حل ہے"....... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا ۔ کارڈ پر ایک کمپنی کا نام چھپا ہوا تھا جس کے نیچے سیاحوں

کے لئے رہائش گاہ، جیپ اور دیگر ہر قسم کی سپلائی کے بارے میں درج تھا۔

" تم نے مجھے ہی کیوں منتخب کیا ہے اور بھی تو لوگ آ جا رہے ہیں"....... ٹائیگر نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

" جناب ۔ ہمارا تجربہ اتنا وسیع ہے کہ ہم ایک نظر میں آدمی کو پہچان لیتے ہیں ۔ آپ یہاں پہلی بار آئے ہیں اور آپ کے پاس کوئی سامان بھی نہیں ہے ۔ کوئی آپ کو لینے بھی نہیں آیا جس سے میں سمجھا کہ آپ یہاں کسی کے مہمان ہیں اس لئے آپ سیاح بھی ہو سکتے ہیں ۔ گو یہاں سیاحت کے لئے کوئی خاص مقام تو نہیں ہے لیکن پھر بھی یہاں سیاح آنکلتے ہیں کیونکہ یہاں خوبصورت علاقہ بھی ہے اور ان پہاڑیوں پر ایسے جنگلات بھی ہیں جو دیکھنے کے لائق ہیں ۔ میرا نام آنند ہے اور میں یہاں اس کمپنی کا انچارج ہوں"....... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔ تم واقعی تجربہ کار ہو ۔ ٹھیک ہے ۔ کہاں ہے تمہاری رہائش گاہ"....... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک ہزار روپے روزانہ اس رہائش گاہ کا کرایہ ہو گا ۔ جیپ اگر آپ لیں گے تو دو ہزار روپیہ روزانہ اس کے ہوں گے ۔ ڈیزل آپ خود فل کروائیں گے ۔ کھانے پینے کی قیمت علیحدہ ہو گی"....... آنند نے اس بار بڑے کاروباری انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ مجھے منظور ہے"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے دن کا قیام ہو گا آپ کا"....... آنند نے پوچھا۔

"دو تین روز"....... ٹائیگر نے کہا۔

"تو آپ تین روز کے پندرہ ہزار روپے ایڈوانس ادا کر دیں"....... آنند نے کہا۔

"کرا دوں گا ۔ پہلے تم وہاں لے تو چلو مجھے ۔ میں تمہاری رہائش گاہ کی حالت دیکھوں گا پھر فائنل کروں گا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے ۔ آئیے جناب ۔ ادھر جیپ موجود ہے"....... آنند نے جواب دیا اور پھر ایک طرف کو اشارہ کر دیا اور ٹائیگر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور آگے بڑھنے لگا ۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھا ۔ اسے عمران نے کال کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ پرتاب پورہ پہنچ کر وہاں کے تمام حالات چیک کر کے اور خاص طور پر اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے تفصیل بتائے تو وہ جوانا کے ساتھ کافرستان کے دارالحکومت آکر پھر وہاں سے پرتاب پورہ پہنچنے کی بجائے زمینی راستے سے براہ راست پرتاب پورہ پہنچ جائے گا اور پھر اس فارمولے کے حصول کے لئے کام کیا جائے گا ۔ ٹائیگر تو خود یہی چاہتا تھا کیونکہ اسے حتمی رپورٹ مل چکی تھی کہ روزی راسکل اس سے علیحدہ ہو کر بس کے ذریعے پرتاب پورہ جا چکی ہے ۔ ٹائیگر کو اس ضدی عورت کی فطرت کا اندازہ تھا ۔ وہ خاصی زخمی ہونے کے باوجود

وہاں فوراً اس لئے چلی جائے گی کہ وہ ٹائیگر سے پہلے یہ فارمولا حاصل کر لے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ فارمولا اتنی آسانی سے نہیں ملا کرتا اور ایسی صورت میں جب کرنل جگدیش کی ہلاکت کے بعد لامحالہ وہاں خاصی سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی یہی وجہ تھی کہ ابھی تک وہ اس آنند سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوا تھا کیونکہ ضروری نہیں تھا کہ وہ اسے واقعی کسی رہائش گاہ میں ہی لے جاتا ۔ وہ اسے کسی سب ہیڈ کوارٹر میں بھی لے جا سکتا تھا لیکن ٹائیگر بہرحال چیک کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے یہاں رہائش گاہ کی ضرورت تو تھی اور خاص طور پر ایسے حالات میں کہ یہاں کوئی ہوٹل بھی نہ تھا ۔ آنند کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے پرتاب پورہ گاؤں نما قصبے کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی ۔ گاؤں خاصا بڑا تھا لیکن اس کی ساخت عام پہاڑی گاؤں جیسی ہی تھی اور وہاں کے رہنے والوں میں قبائلی طرز بود و باش صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

"یہاں کوئی قبیلہ رہتا ہے"....... ٹائیگر نے آنند سے پوچھا۔

"یس سر ۔ یہاں قدیم دور کا مشہور قبیلہ روڈاری رہتا ہے ۔ یہ لوگ یہاں صدیوں سے رہتے چلے آ رہے ہیں ۔ ان کا پیشہ جنگلات کی لکڑیاں کاٹنا اور بھیڑ بکریاں پالنا ہے"....... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قبیلے کا سردار کون ہے"....... ٹائیگر نے پوچھا۔

"سردار راجہ جسونت ہے جناب ۔ بوڑھا آدمی ہے لیکن بہت اچھا

آدمی ہے ۔ اس کا بیٹا بھاگوان بھی اچھا نوجوان ہے"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" کیا میں اس سردار یا اس کے بیٹے بھاگوان سے مل سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" وہ کس لئے جناب"...... آنند نے حیران ہو کر پوچھا۔

" اس سے یہاں کے قدیم قصے سننے کے لئے "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو آنند بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" مل سکتے ہیں جناب ۔ آپ رہائش گاہ کو دیکھ لیں پھر میں آپ کو وہاں بھی لے جاؤں گا"...... آنند نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ جیپ پورا گاؤں کراس کر کے کافی فاصلے پر ایک احاطے کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

" یہاں آپ کی رہائش گاہ ہے ۔ آئیے میں دکھاؤں"...... آنند نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا تو ٹائیگر سرہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔ احاطے کے گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ آنند نے آگے بڑھ کر تالا کھولا اور پھر گیٹ دھکیل کر پیچھے کی طرف کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر اس کے عقب میں تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا تین کمروں کا مکان تھا۔ ایک سائیڈ پر گیراج میں ایک جیپ بھی موجود تھی ۔ کمرے صاف ستھرے تھے اور ان میں نیا فرنیچر تھا۔ ٹائیگر نے واش روم دیکھا ۔ وہ بھی اچھا اور صاف ستھرا تھا۔

" تم خود کہاں رہتے ہو آنند"...... ٹائیگر نے آنند سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔

" بس اڈے کے قریب میرا مکان ہے جناب"...... آنند نے جواب دیا۔

" یہاں کھانے کے لئے کیا انتظام ہو گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" ایک آدمی روزانہ آکر کھانا پکا دیا کرے گا۔ اگر آپ اس کی مزید فیس ادا کریں تو وہ مستقل یہاں آپ کے ساتھ رہے گا ۔ صفائی ستھرائی بھی کرے گا۔ جو کچھ آپ کہیں گے وہ پکا دیا کرے گا ۔ سامان وغیرہ بھی وہی لے آئے گا"...... آنند نے جواب دیا۔

" نہیں ۔ بس وہ آکر کھانا پکا کر اور صفائی ستھرائی کر کے چلا جایا کرے ۔ اسے دوسری چابی دے دینا ۔ میں اس کا پابند نہیں رہنا چاہتا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جیسے آپ حکم دیں جناب"...... آنند نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے اپنا پرس نکالا اور اس میں سے بھاری مالیت کے پانچ نوٹ نکال کر اس نے آنند کو دے دیئے ۔

" شکریہ جناب"...... آنند نے کہا اور نوٹ جیب میں ڈال کر اس نے جیب سے ایک رسید بک نکالی ۔ اس پر تحریر کر کے اس نے دستخط کئے اور ایک رسید ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

" اگر آپ چاہیں تو آپ کو گائیڈ بھی مل سکتا ہے جناب"...... آنند نے کہا۔

" میں خود ہی ادھر ادھر گھوم پھر کر دیکھ لوں گا"...... ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب ۔ ادھر فوجی چھاؤنی ہے اور ایئر فورس سپاٹ بھی ۔ ادھر جانا سختی سے منع ہے ۔ باقی گاؤں اور دوسری پہاڑیوں پر آپ گھوم پھر سکتے ہیں "...... آنند نے کہا۔

" یہاں سے اگر تمہارے ساتھ رابطہ کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" ہاں ۔ یہاں وائرلیس فون موجود ہے جناب ۔ اور کارڈ جو آپ کے پاس ہے اور رسید پر میرا نمبر درج ہے "...... آنند نے کہا۔

" اس جیپ کی چابیاں اور یہاں قریب پٹرول پمپ کہاں ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" اڈے کے پاس پٹرول پمپ ہے جناب ۔ ویسے جیپ کی چابیاں اگنیشن میں موجود ہیں اور فیول ٹینکی فل ہے "...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ۔ تمہارے انتظامات بہت اچھے ہیں ۔ میں دارالحکومت جا کر تمہارے ہیڈ کوارٹر فون کر کے تمہاری کارکردگی کی تعریف کروں گا "...... ٹائیگر نے کہا۔

" شکریہ جناب ۔ اب مجھے اجازت دیں "...... آنند نے کہا۔

" ہاں ۔ ایک بات ۔ اب اگر کوئی اور سیاح آجائے تو تم اسے کہاں ٹھہراؤ گے "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" اس جیسے چار اور سپاٹ ہیں ہمارے پاس جناب "...... آنند نے

کہا اور ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور واپس چلا گیا ۔ ٹائیگر نے پھاٹک اندر سے بند کیا اور واپس آکر کمرے میں کرسی پر بیٹھ گیا ۔ یہ سارے انتظامات اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہے تھے ۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ بہرحال ضرور ہے جبکہ بظاہر ایسی کوئی بات نہیں تھی ۔ ٹائیگر کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے طویل سانس لیا اور اٹھ کر وہ کمرے سے نکل کر جیپ کی طرف بڑھنے لگا ۔ اس نے جیپ کو چیک کیا ۔ جیپ اچھی کنڈیشن میں تھی ۔ اس نے اسے سٹارٹ کیا تو وہ فوراً سٹارٹ ہو گئی ۔ ٹائیگر نے سوچا کہ یہاں فارغ بیٹھنے کی بجائے اسے اس پورے گاؤں اور ارد گرد کے علاقے کا چکر لگانا چاہئے ۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ جب یہاں ہوٹل نہیں ہیں تو پھر روزی راسکل کہاں ٹھہری ہو گی ۔ وہ تیزی سے واپس اس کمرے میں آیا جہاں فون موجود تھا لیکن پھر وہ رک گیا کیونکہ ابھی تو آنند یہاں سے گیا تھا اس لئے ابھی تو وہ راستے میں ہی ہو گا لیکن پھر اس نے رسیور اٹھا کر جیب سے کارڈ نکالا اور اس پر درج نمبر پریس دیئے ۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے آنند صاحب سے بات کرنی ہے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" وہ تو ابھی واپس نہیں آئے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جب وہ آئیں تو انہیں کہیں کہ مجھے فون کریں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی اچھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے فوری طور پر باہر جانے کا ارادہ تبدیل کر دیا تھا کیونکہ وہ پہلے آنند سے روزی راسکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آنند اس کے خیال کے مطابق بے حد تیز آدمی تھا اور اسے لازماً اس بارے میں معلوم ہو گا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے رسیور اٹھا لیا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آنند بول رہا ہوں مسٹر ٹائیگر۔ آپ کی کال آئی تھی"...... آنند نے کہا۔

"یہاں کل ایک خاتون آئی ہو گی ایک اجنبی خاتون۔ کیا آپ کو اس بارے میں علم ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسی خاتون۔ اس کے بارے میں کوئی تفصیل بتائیں"۔ آنند نے کہا تو ٹائیگر نے روزی راسکل کا حلیہ اور قد و قامت کے بارے میں بتا دیا۔

"جی ایسی کوئی خاتون میری نظروں سے تو نہیں گزری۔ ویسے آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ کیا وہ بھی سیاح خاتون تھی"...... آنند نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میری ساتھی تھی سیاح تھی لیکن میں ایک ضروری کام

سے رک گیا تھا اور وہ یہاں پہنچ گئی تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ نہیں۔ وہ یہاں نہیں پہنچی ورنہ میری نظروں سے بچ نہ سکتی تھی"...... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے آپ بتا سکتے ہیں کہ جب یہاں کوئی ہوٹل بھی نہیں ہے تو وہ کہاں رہ سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ویسے وہ سرے سے یہاں پہنچی ہی نہیں۔ یا تو وہ آگے کہیں نکل گئی ہے یا پھر سابقہ بڑے شہر راگولا میں رہ گئی ہو گی"...... آنند نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ آنند جو کچھ کہہ رہا تھا بظاہر تو ٹھیک ہی لگتا تھا لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کا اپنا ذہن اس صورت حال سے مطمئن نہ ہو رہا تھا پھر وہ اٹھا تاکہ جیپ نکال کر اس پر گاؤں کا چکر لگا آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جیپ میں بیٹھا گاؤں کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہاں کا سردار راجہ جسونت ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے"۔ ٹائیگر نے ایک آدمی کے قریب جیپ روک کر پوچھا۔

"آئیے۔ میں دکھاتا ہوں ان کا گھر"...... اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر نے اسے جیپ میں سوار ہونے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ ایک خاصے بڑے سے کشادہ اور پختہ مکان کے سامنے موجود تھی۔

"یہ ہے جناب سردار کا گھر"...... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے

آدمی نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ آدمی سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کے سر پر مخصوص انداز کی پگڑی بندھی ہوئی تھی باہر آگیا۔

"آپ سردار راجہ جسونت ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کون ہیں"...... بوڑھے آدمی نے اسے سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سیاح ہوں اور پہلی بار گاؤں میں آیا ہوں۔ کیا آپ سے اندر بیٹھ کر دو باتیں ہو سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آئیے"...... بوڑھے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا لیکن ٹائیگر نے محسوس کر لیا تھا کہ کسی وجہ سے وہ خاصا پریشان ہے۔

"آپ شاید میری آمد کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں۔ ایسی بات ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ آئیے"...... سردار نے کہا اور پھر وہ اسے لے کر ایک بڑے کمرے میں آگیا جہاں کرسیاں اور ایک بڑی سی میز موجود تھی۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے مسٹر"...... بوڑھے سردار نے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور مجھے آپ صرف سادہ پانی پلوا دیں اور میں کچھ نہیں پیتا"...... ٹائیگر نے کہا تو سردار نے میز پر موجود ایک بوتل اٹھا کر کھولی اور اسے میز پر ہی پڑے ہوئے گلاس میں ڈالا۔ یہ کوئی دودھیا رنگ کا مشروب تھا۔

"یہ ہمارا خاندانی مشروب ہے۔ بے حد فرحت بخش اور لذیذ"۔ سردار نے گلاس ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور گلاس لے کر اس نے منہ سے لگا لیا۔ مشروب واقعی لذیذ اور فرحت بخش تھا۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر سردار کا شکریہ ادا کیا۔

"مجھے قیافہ شناسی میں بھی کچھ دخل ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ واقعی پریشان ہیں۔ اگر کوئی بڑی وجہ نہ ہو تو بتا دیں۔ شاید میں آپ کے کام آسکوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور سردار چونک کر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یہ سیاح ہیں اور مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ ان کا نام ٹائیگر ہے اور یہ میرا بیٹا بھاگوان ہے"...... سردار نے اس نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی"...... بھاگوان نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر بھاگوان ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے یہ فقرہ رسمی طور پر بولا ہے ۔ آپ کے انداز میں گرمجوشی نہیں ہے ۔ اسی طرح آپ کے والد بھی مجھے پریشان لگتے ہیں ۔ میں وجہ پوچھتا رہا ہوں لیکن یہ بتاتے نہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو نوجوان مسکرا دیا۔

"آپ واقعی صاف دل آدمی ہیں ۔ دراصل آپ مہمان ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو اپنی پریشانی میں شامل کریں ۔ آپ بتائیں کیسے آنا ہوا یہاں"...... بھاگوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ایسے ہی گھومنے پھرنے ۔ یہاں ایک صاحب مل گئے آنند"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

"آنند اچھا آدمی ہے ۔ لیکن"...... بھاگوان کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا مسٹر بھاگوان"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کے مہمان اکثر رات کو لٹ جاتے ہیں اس لئے آپ برائے مہربانی محتاط رہیں"...... بھاگوان نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیٹے ۔ کچھ پتہ لگا دیوی کا"...... سردار نے بھاگوان سے پوچھا۔

"نہیں باپو ۔ لگتا ہے اسے آسمان کھا گیا ہے یا زمین"۔ بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے ۔ کوئی خاص بات ہے"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"اب آپ بار بار پوچھ رہے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں ۔ کل

ہمارے ہاں ایک مہمان خاتون ٹھہری تھیں ۔ وہ خاصی زخمی بھی تھیں ۔ ان کا نام دیوی تھا ۔ رات کو وہ کمرے میں سوئیں لیکن جب ہم صبح کو اٹھے تو وہ غائب تھیں ۔ دروازہ بھی کھلا ہوا تھا لیکن حیرت یہ ہے کہ ان کے جوتے ان کے بستر کے نیچے پڑے ہوئے تھے ۔ اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ خود چل کر نہیں گئیں ورنہ وہ جوتے لازماً پہن کر جاتیں ۔ میں انہیں تلاش کرنے گیا تھا لیکن کہیں سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... بھاگوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا وہ آپ کی رشتہ دار تھی"...... ٹائیگر نے اس کا نام سن کر پوچھا۔

"جی نہیں"...... بھاگوان نے کہا اور پھر اس نے اس سے ملاقات اور پھر گفتگو کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اس کا حلیہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا تو بھاگوان نے حلیہ بتا دیا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ جو حلیہ بتایا گیا تھا وہ روزی راسکل کا تھا۔

"وہ میری ساتھی عورت تھی ۔ وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئی تھی ۔ میں نے آنند سے بھی پوچھا تھا لیکن اس نے بھی کچھ نہیں بتایا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کی ساتھی عورت ۔ لیکن وہ تو یہاں کسی سے ملنے آئی تھی"...... بھاگوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب بھی سوچو بھاگوان کہ وہ گئی کہاں ہے۔ یہ ہماری بے عزتی ہے۔ ہمیں ہر صورت میں اس کا پتہ لگانا ہے"...... سردار جسونت نے کہا۔

"کہاں سے پتہ لگایا جائے باپو۔ میں نے تو تمام لوگوں سے معلوم کر لیا ہے لیکن کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے"...... بھاگوان نے کہا۔

"اسے یہاں سے باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے۔ شاید اغوا کرنے والوں نے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہو اور پھر اسے بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لے گئے۔ کیا آپ نے مکان سے باہر کسی جیپ وغیرہ کے ٹائروں کے نشانات دیکھے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے دیکھے تھے لیکن میرے تو ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا۔ یہ تو آپ کے کہنے پر مجھے یاد آگیا ہے۔ یہ بڑی جیپ کے ٹائر تھے۔ روزالڈ جیپ کے"...... بھاگوان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"روزالڈ جیپ۔ وہ کون سی ہوتی ہے"...... سردار نے کہا۔

"یہ جیپ خصوصی ساخت کی ہوتی ہے۔ صحرا اور پہاڑوں کی ناہموار جگہوں پر آسانی سے چل سکتی ہے۔ اس کے ٹائر چوڑے لیکن فلیٹ ہوتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا کہ دیوی کہاں ہے"...... بھاگوان نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ۔ مجھے بتاؤ"...... سردار نے چونک کر کہا۔

"باپو۔ میں نے کل ہی بیرونی احاطے کے سامنے روزالڈ جیپ کھڑی دیکھی تھی۔ وہاں چار پانچ اجنبی افراد بھی موجود تھے"۔ بھاگوان نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں اکٹھے ہو کر وہاں جانا ہو گا"...... سردار نے کہا۔

"آپ وہاں جا کر کیا کریں گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ ہمارے قبیلے کی عزت کا سوال ہے جناب۔ ہماری مہمان کو اغوا کیا گیا ہے"...... سردار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بھاگوان کو میرے ساتھ بھیج دیں۔ ہم پہلے چیک کر لیں پھر آپ جیسا چاہیں"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کیوں اس میں دلچسپی لے رہے ہیں"...... سردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ وہ میری ساتھی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن واقعی پہلے چیکنگ ہونی چاہئے"...... بھاگوان نے کہا اور پھر وہ دونوں سردار کی جیپ میں سوار ہوئے اور تھوڑی دیر بعد جیپ گاؤں کے شمال مشرق میں پہاڑی کے قریب واقع ایک احاطے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ احاطے کا بڑا سا پھاٹک بند تھا۔

"تم یہیں جیپ میں بیٹھو۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور وہ جیپ سے اتر ہی رہا تھا کہ احاطے کی چھت سے کوئی چیز

اس کے قدموں میں آکر پھٹی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے تیز رفتار پنکھے سے لٹکا دیا ہو لیکن یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ پھر یہ احساس بھی ختم ہو گیا اور اس کے ذہن پر گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

ایک بڑے کمرے میں کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے اور پیشانیوں پر سوچ کی لکیریں تھیں۔ وہ تینوں ہی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"پھر کیا فیصلہ کیا ہے تم نے"...... دو افراد نے ایک بھاری جسم والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گھوش آجائے پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں"...... اس بھاری جسم والے آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور وہ دونوں ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دور سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی تو ان میں سے ایک تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ یہ گھوش تھا۔ اس گروپ کا انچارج۔ مین گروپ

کافرستان سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا تھا۔ مین گروپ انچارج راجیش نے ان چاروں کو گھوش کی سرکردگی میں یہاں پرتاب پورہ میں بھیجا تھا تاکہ وہاں نگرانی اور چیکنگ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے ساتھ ساتھ عمران کے شاگرد ٹائیگر اور عورت روزی راسکل کو چیک کریں۔ ان کی رہائش گاہ ایک احاطے میں تھی اور اس وقت یہ چاروں ہی اس احاطے کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔

"کیا رزلٹ رہا گھوش"...... ان میں سے ایک آدمی نے گھوش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار راجہ جسونت اپنے بیٹے کو بے ہوش دیکھ کر بے حد پریشان ہوا لیکن میں نے اسے بتا دیا ہے کہ چوبیس گھنٹوں بعد اسے خود بخود ہوش آ جائے گا اور اس کی جان کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے اسے دھمکی بھی دے دی ہے کہ وہ عورت جسے ان کے گھر سے اغوا کیا گیا ہے اور اس کے بیٹے کے ساتھ آنے والا مرد یہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور اگر انہوں نے ان دونوں کی حمایت کی یا ان کے لئے کوئی غلط حرکت کی تو تمہیں اور تمہارے بیٹے کو فوج گرفتار کر لے گی اور پھر تمہاری باقی ساری عمر جیل میں گزرے گی۔ اس پر پہاڑی سردار بے حد پریشان ہوا اور اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ آئندہ وہ اور اس کا بیٹا کسی اجنبی کی حمایت نہیں کریں گے"...... گھوش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب ان دونوں کا کیا کرنا ہے۔ انہیں ہلاک نہ کر دیا جائے"...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

"یہ فیصلہ ہم نہیں کر سکتے۔ یہ فیصلہ باس کرے گا۔ میں تو اس لڑکی کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ یہ آدمی اس کی حمایت میں یہاں پہنچ گیا۔ اگر ہم نے چیکنگ سسٹم نصب نہ کیا ہوتا تو یہ آدمی ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا تھا"...... گھوش نے جواب دیا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ یہ ٹائیگر، عمران کا شاگرد ہے"۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں کیا شک ہے جبکہ سردار کے بیٹے بھاگوان نے بھی اس کا نام ٹائیگر لیا تھا"...... گھوش نے کہا۔

"اس کا چہرہ ٹائیگر سے نہیں ملتا۔ قد و قامت البتہ وہی ہے۔ میں ایک بار پاکیشیا کے ایک کلب میں اس سے ملا تھا"...... اس آدمی نے کہا۔

"یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے لازماً یہ میک اپ میں ہو گا اور ہمارے پاس میک اپ واشر بھی یہاں نہیں ہے۔ بہرحال یہ آدمی ٹائیگر ہے عمران کا شاگرد"...... گھوش نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر اب فیصلہ کرو کہ اب ان کا کیا کرنا ہے"...... اس آدمی نے کہا تو گھوش نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے

ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ۔ راجیش بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی ۔ یہ راجیش تھا ۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے ایک شعبے کا انچارج۔

" پرتاب پورہ سے گھوش بول رہا ہوں"...... گھوش نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز کو سب آسانی سے سن رہے تھے۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... راجیش نے کہا۔

" باس ۔ ہم نے روزی راسکل کے ساتھ ساتھ عمران کے شاگرد ٹائیگر کو بھی گرفتار کر لیا ہے ۔ اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے"۔ گھوش نے کہا۔

" کیسے یہ سب ہوا ۔ تفصیل بتاؤ"...... راجیش نے چونک کر کہا۔

" باس ۔ ہم یہاں چیکنگ کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ پہاڑی قبیلے کے سردار کے بیٹے بھاگوان کے ساتھ ایک اجنبی عورت آئی ہے جو زخمی بھی ہے اور وہ سردار کے گھر پر رہائش پذیر ہے ۔ سردار پر براہ راست ہاتھ تو نہ ڈالا جا سکتا تھا کیونکہ اس طرح پورا قبیلہ ہمارے خلاف ایکشن میں آ سکتا تھا اس لئے ہم نے رات کو اس کے گھر پر گیس فائر کی اور پھر اندر کود کر دروازہ کھولا اور روزی راسکل کو

بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر باہر کھڑی جیپ میں ڈالا اور اپنے سب ہیڈ کوارٹر میں لے آئے ۔ اس گیس کا ہمارے پاس اینٹی نہیں تھا اس لئے روزی راسکل کے ازخود ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک جیپ پر سردار کا بیٹا بھاگوان اور ایک اور اجنبی آدمی یہاں پہنچا۔

بھاگوان نے جب اس آدمی کو ٹائیگر کے نام سے پکارا تو ہم نے ان دونوں پر گیس فائر کر دی اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے ۔ اس ٹائیگر کو تو ہم نے اندر ڈال دیا جبکہ بھاگوان کو لے جا کر ہم نے اس کے باپ کے حوالے کر دیا اور ہم نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس بھاگوان نے اب مزید کوئی حرکت کی تو انہیں ملک سے غداری کے الزام میں گولی مار دی جائے گی اور سردار نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا اور نہ ہی بھاگوان کو کرنے دے گا ۔ بھاگوان بھی بے ہوش ہے اور ہم نے اس کے باپ کو کہہ دیا ہے کہ بیس گھنٹے گزرنے کے بعد اسے خودبخود ہوش آ جائے گا ۔ ادھر یہ ٹائیگر بھی گیس سے بے ہوش ہے اور اسے بیس گھنٹے بعد ہوش آ جائے گا ۔ اب آپ جیسے حکم دیں ویسے ہی ہم کریں گے"...... گھوش نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ دونوں واقعی وہی ہیں جو بتا رہے ہو"...... راجیش نے پوچھا۔

" روزی راسکل تو وہی ہے جیسا آپ نے حلیہ بتایا تھا ۔ پھر اس

کی یہ نشانی بھی موجود ہے کہ وہ زخمی ہے البتہ ٹائیگر کا چہرہ آپ کے بتائے جانے والے حلیئے سے مختلف ہے لیکن قد وقامت وہی ہے اور ہمارے پاس میک اپ واشر بھی نہیں ہے"...... گھوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں چھوٹی مچھلیاں ہیں۔ ہمارا اصل ٹارگٹ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ تمہیں وہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم انہیں تلاش کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس ٹائیگر اور روزی راسکل کو ان کے بارے میں معلوم ہو اس لئے ان کے ہوش میں آنے پر ان سے پوچھ گچھ کرو اور ان سے معلوم کرو کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور کن حلیوں میں ہیں اور ہاں، تمہارے پاس اگر گیس کا اینٹی موجود نہیں ہے تو تم سادہ پانی استعمال کرو۔ اس گیس کا اینٹی سادہ پانی بھی ہے"...... راجیش نے کہا۔

"یس باس۔ اب ہم ان سے آسانی سے پوچھ گچھ کر لیں گے"۔ گھوش نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ دونوں بھی کم خطرناک نہیں ہیں۔ انہوں نے انتہائی تربیت یافتہ کرنل جگدیش کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم الٹا ان کے ہاتھوں مارے جاؤ"۔ راجیش نے کہا۔

"یس باس۔ ہم ہر طرح سے خیال رکھیں گے لیکن میرا خیال ہے کہ پوچھ گچھ کے بعد انہیں گولی مار دی جائے تاکہ ان کی طرف سے

کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہے"...... گھوش نے کہا۔

"پہلے مجھے رپورٹ دینا۔ اس کے بعد جب میں اجازت دوں تو پھر انہیں ہلاک کرنا"...... راجیش نے کہا۔

"یس باس"...... گھوش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے جب رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"آؤ۔ اب ان دونوں کو باندھ کر ہوش میں لے آئیں"۔ گھوش نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے باقی تینوں ساتھی بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ایک بات کہوں گھوش۔ اگر مانو تو"...... اچانک ایک آدمی نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا تو گھوش بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات۔ کھل کر کہو"...... گھوش نے کہا۔

"لڑکی بے حد جاندار اور خوبصورت ہے۔ اس سے پوچھ گچھ کر کے میرے حوالے کر دینا۔ باس کو کہہ دیں گے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب باس یہاں تصدیق کرنے تو نہیں آئے گا"...... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ لڑکی صرف تمہارے لئے ہی جاندار ہے۔ تم نے صرف اپنی بات کر کے ہمیں مایوس کیا ہے۔ دلیپ"...... باقی دو ساتھیوں نے کہا تو دلیپ کے ساتھ ساتھ گھوش بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"فی الحال رال بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لڑکی زخمی بھی ہے اور ضدی بھی۔ پہلے اس سے پوچھ گچھ مکمل ہو جائے اس کے بعد اگر یہ زندہ رہ گئی تو پھر وہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو"...... گھوش نے کہا تو دلیپ کے ساتھ ساتھ باقی سب کے چہرے بھی کھل اٹھے۔

ٹائیگر کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی تو اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں روزی راسکل کے کراہنے کی آواز پڑی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے ذہن پر بم مار دیا ہو۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اسی لمحے دوسری بار کراہنے کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے گردن گھمائی اور ادھر دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی تو بے اختیار اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر کرسی پر روزی راسکل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا گیا تھا جبکہ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہی تھی جبکہ ایک آدمی ہاتھ میں پانی کی بوتل اٹھائے اس کے منہ میں پانی ڈال کر ابھی فارغ ہی ہو رہا تھا۔ ٹائیگر کو بھی اپنے سینے اور چہرے پر نمی کا احساس ہوا تھا اس لئے وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ اسے بھی پانی پلا کر

ہوش میں لایا گیا ہے ۔ وہ خود بھی کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے جسم کو بھی رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا ۔ سامنے چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر تین لمبے تڑنگے اور ورزشی جسموں کے مالک آدمی اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے وہ ساری دنیا کے فاتح ہوں ۔ ایک کرسی خالی تھی اور پھر روزی راسکل کو پانی پلا کر واپس مڑ کر آنے والا آدمی بھی خالی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

" یہ کراہ کیوں رہی ہے"...... ایک آدمی نے اس سے جو پانی پلا کر واپس آیا تھا، سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ رسی اس کے زخموں میں چبھ رہی ہے"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ ایسا ہی ہو گا ۔ دلیپ ۔ تم اور رامائن دونوں جا کر اس کی رسی ڈھیلی کر کے اس انداز میں باندھو کہ اس کے زخموں پر رسی نہ آئے لیکن خیال رکھنا ۔ یہ عورت خطرناک ہے"...... اس آدمی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا اور دو آدمی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔

" لیکن اس کے لئے تو ہمیں اس کے جسم کو ٹٹولنا پڑے گا کہ کہاں زخم ہیں اور کہاں نہیں ۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اس کا لباس اتار کر چیک کر لیں"...... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے اوباشانہ لہجے میں کہا۔

" دلیپ ۔ ندیدہ بننے اور اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اپنے ہوش میں رہو ۔ یہ مذاق نہیں اہم معاملہ ہے"...... پہلے آدمی نے

اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ۔ تو اس میں غصہ کھانے والی کون سی بات ہے گھوش ۔ ٹھیک ہے تم انچارج ہو لیکن ہو تو ہمارے ہی ساتھی"...... دلیپ نے کہا اور پھر اس نے روزی راسکل کے عقب میں جا کر گانٹھ کھولنا شروع کر دی ۔ ادھر ٹائیگر نے بھی ہوش میں آتے ہی اپنے جسم کے گرد موجود رسیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا لیکن یہ رسیاں واقعی اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ لگتا تھا ان چار افراد کا تعلق تربیت یافتہ افراد سے ہے۔

" تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... اچانک ٹائیگر نے کہا۔

" پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ ۔ تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تم پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے شاگرد ہو"...... اس آدمی نے کہا جسے گھوش کہہ کر پکارا گیا تھا۔

" ہاتھ ہٹاؤ اپنے ۔ کمینے حرام زادے ۔ ہاتھ ہٹاؤ"...... یکلخت روزی راسکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح پلٹ کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گری۔

" ارے ۔ ارے ۔ کیا ہوا دلیپ ۔ میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا"...... گھوش نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

" میں تو دیکھ رہا تھا کہ زخم کہاں ہیں تاکہ رسی وہاں نہ باندھوں"۔ دلیپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر کرسی سمیت روزی راسکل کو اٹھانا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا

اچھل کر پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ روزی راسکل نے پوری قوت سے الٹی قلابازی کھانے کے انداز میں دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے اس کی ٹھوڑی پر مار دیئے تھے۔ دلیپ کے نیچے گرتے ہی روزی راسکل یکلخت الٹی قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی تو کرسی بھی اس کے ساتھ ہی فضا میں اٹھی لیکن دوسرے لمحے رسی کھل جانے کی وجہ سے کرسی پوری قوت سے دوسرے آدمی سے ٹکرائی جو تیزی سے روزی راسکل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کرسی ٹکراتے ہی اس آدمی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن اس نے بے اختیار بازو سے کرسی کو ایک طرف ہٹا دیا اور اس کا اچانک بازو لگنے سے اڑتی ہوئی کرسی گھومی اور سیدھی گھوش اور اس کے دوسرے ساتھی سے جا ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تو کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرے جبکہ روزی راسکل کسی پرندے کی طرح اچھلی اور ایک بار پھر وہ دلیپ جو اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا، بری طرح چیختا ہوا ایک دھماکے سے عقبی دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی روزی راسکل کا جسم یکلخت کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرا آدمی جو کرسی کی ضرب سے جھٹکا کھا کر سائیڈ پر ہوا تھا اور پھر ٹائیگر کی کرسی سے ٹکرا کر سائیڈ دیوار سے جا لگا تھا، اس کی زد میں آ گیا اور دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا فضا میں اچھل کر کسی گیند کی طرح سامنے دیوار سے جا ٹکرایا۔ لیکن اسی لمحے کمرہ روزی راسکل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ روزی راسکل نے جیسے ہی اس آدمی کو اچھال کر

دیوار کی طرف پھینکا گھوش کسی راکٹ کے سے انداز میں روزی راسکل سے ٹکرایا اور روزی راسکل کے حلق سے یکلخت ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر عقب میں موجود دیوار سے پوری قوت سے ٹکرا کر نیچے گری جبکہ گھوش اس سے ٹکرا کر الٹی قلابازی کھا کر دوسری طرف جا کر اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ سرکس میں کوئی حیرت انگیز کرتب دکھا رہا ہو۔ ٹائیگر نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ اب روزی راسکل کے زندہ بچنے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہا کیونکہ گھوش اور اس کے ساتھی واقعی لڑائی بھڑائی کے فن میں باقاعدہ تربیت یافتہ تھے۔ پہلے پہل تو اچانک ہونے والے حملوں کی وجہ سے وہ مار کھا گئے تھے لیکن اب وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکے تھے جبکہ روزی راسکل کی حالت پہلے کی نسبت زیادہ ابتر ہو گئی تھی اور وہ خود بے بسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ گھوش سیدھا کھڑا ہوتے ہی تیزی سے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری ہوئی روزی راسکل کی طرف دوڑا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گر گیا کیونکہ ٹائیگر نے ایک ٹانگ آگے کر دی تھی اور گھوش اس کی ٹانگ سے ٹکرا کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے پیروں کی مدد سے کرسی کو آگے کی طرف نیچے کیا اور پھر اس سے پہلے کہ گھوش ایک جھٹکے سے اٹھتا ٹائیگر کرسی سمیت ایک دھماکے سے اس پر جا گرا۔ ادھر گھوش کے ساتھی اب سنبھل کر روزی راسکل پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ روزی راسکل نے واقعی انتہائی ہمت اور

جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یکلخت اچھل کر ایک آدمی کے پیٹ میں پوری قوت سے سر کی ٹکر مار دی اور نہ صرف ٹکر مار دی بلکہ وہ اسے سر کے زور پر دھکیلتی ہوئی چند قدم پیچھے بھی لے گئی اور وہ آدمی سنبھلنے کی کوشش میں چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ ادھر جیسے ہی ٹائیگر کرسی سمیت گھوش کے جسم سے ٹکرایا تو گھوش کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور ٹائیگر کرسی سمیت اڑتا ہوا عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکرا کر ٹائیگر کرسی سمیت جب نیچے گرا تو گھوش تیزی سے اٹھا اور وہ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کی طرف وحشیانہ انداز میں دوڑ پڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹائیگر پر حملہ کرتا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا گھوم کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی گھوش کے ساتھیوں کے حلق سے بھی چیخیں نکل گئیں اور وہ بھی اسی طرح گھومتے ہوئے نیچے فرش پر گر کر تڑپنے لگے جیسے حشرات الارض پر زہر چھڑکا جائے تو وہ فرش پر گر کر تڑپتے ہیں۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر دیکھا تو دروازے میں بھاگوان موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ روزی راسکل اب دیوار سے پشت لگا کر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے انتہائی طویل اور تھکا دینے والی ورزش کے بعد کوئی آرام سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ پہلو کے بل گری اور ساکت ہو گئی۔ ٹائیگر ابھی تک کرسی سمیت دیوار کی جڑ میں پڑا ہوا تھا۔ رسیاں ڈھیلی

ضرور ہو گئی تھیں لیکن وہ اس ماہرانہ انداز میں باندھی گئی تھیں کہ ٹائیگر کسی بھی طرح ان سے چھٹکارہ حاصل نہ کر پا رہا تھا۔ یہ فائرنگ بھاگوان نے اچانک کی تھی اور شاید اگر وہ یہ فائرنگ نہ کرتا تو روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ روزی راسکل کے نیچے گرتے ہی بھاگوان دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی نبض پکڑ لی۔

"یہ۔ یہ زندہ ہے۔ دیوی زندہ ہے"...... بھاگوان نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ادھر آؤ۔ میری رسیاں کھولو۔ جلدی کرو"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو وہ تیزی سے مڑ کر ٹائیگر کی طرف دوڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر ان رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

"تم کیسے یہاں پہنچ گئے"...... ٹائیگر نے روزی راسکل کی طرف بڑھتے ہوئے بھاگوان سے پوچھا۔

"باتیں بعد میں ہوں گی۔ دیوی کو اٹھاؤ۔ باہر جیپ موجود ہے۔ باپو اس کا اچھی طرح علاج کر سکتے ہیں اور مزید دیر کی گئی تو باپو مجھے گولی مار دیں گے"...... بھاگوان نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جھک کر اس نے پہلے تو روزی راسکل کی نبض چیک کی پھر اطمینان ہونے پر اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بھاگوان آگے آگے تھا۔ احاطے کے پھاٹک کے باہر وہی جیپ موجود تھی جس پر پہلے ٹائیگر

اور بھاگوان یہاں آئے تھے۔ بھاگوان نے سٹیئرنگ سنبھالا اور پھر جب ٹائیگر نے زخمی روزی راسکل کو عقبی سیٹ پر لٹا دیا اور خود اسے سنبھالنے کے لئے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو جیپ تیزی سے آگے بڑھی اور ایک چکر کاٹ کر گاؤں کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں مختلف خیالات آ رہے تھے لیکن دل ہی دل میں وہ روزی راسکل کے بچ جانے کی دعا بھی کر رہا تھا کیونکہ جیپ کچی زمین اور گڑھوں میں تیزی سے چل رہی تھی اس لئے وہ اس طرح اچھل رہی تھی جیسے چنا کڑاہی میں پکتے ہوئے اچھلتا ہے اور ٹائیگر کو اندیشہ تھا کہ روزی راسکل کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے تو پھر یہاں کوئی ایسا آپریشن تھیٹر اور ڈاکٹر نہیں مل سکے گا جو اس کا دوبارہ آپریشن کر کے ٹانکے لگا دے۔ نتیجہ یہ کہ روزی راسکل کی ہلاکت کا خطرہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"آہستہ چلاؤ جیپ۔ یہ مر جائے گی"...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔

"فکر مت کرو۔ اگر دیوی زندہ باپو تک پہنچ جائے تو پھر نہیں مرے گی لیکن اس کے جلد از جلد باپو تک پہنچانے کے لئے جیپ تیز چلانا ضروری ہے"...... بھاگوان نے جیپ آہستہ کرنے کی بجائے ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور غصہ آنے کے باوجود ٹائیگر نے اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا کیونکہ وہ بہرحال ان کا محسن تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ان کے گھر کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"جلدی لے آؤ اسے۔ جلدی۔ میں باپو کو کہتا ہوں"۔ بھاگوان

نے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور پھر دوڑ کر وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر نے روزی راسکل کو ایک بار پھر اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر احتیاط سے جیپ سے اتر کر وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سردار راجہ جسونت تیزی سے دروازے سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے بھاگوان تھا۔

"اسے لے آؤ۔ جلدی کرو"...... سردار نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے عقبی حصے میں موجود ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف جڑی بوٹیوں کے ڈھیر اور ایسا سامان موجود تھا جیسے یہ کسی بڑے حکیم کا دواخانہ ہو۔

"اسے یہاں لٹا دو اور تم باہر جاؤ"...... سردار نے کہا تو ٹائیگر نے روزی راسکل کو زمین پر بچھی ہوئی چٹائی پر لٹا دیا۔

"یہ انتہائی زخمی ہے۔ اس کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہوں گے اور بغیر ٹانکے لگائے یہ ٹھیک نہیں ہو گی اس لئے اسے کسی ہسپتال لے جانا پڑے گا"...... ٹائیگر نے سردار سے کہا۔

"تم فکر مت کرو ٹائیگر اور باہر جاؤ۔ اب یہ محفوظ ہاتھوں میں ہے"...... سردار نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو کہ وہ اب مزید روزی راسکل کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اس لئے وہ مڑا اور اس تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھ کر باہر آ گیا۔ باہر بھاگوان موجود نہ تھا اس لئے ٹائیگر ایک کمرے میں موجود کرسی پر خاموشی سے بیٹھ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاگوان واپس آ گیا۔

" میں جیپ کو درختوں کے ایسے جھنڈ میں چھوڑ آیا ہوں جہاں میرے علاوہ اور کوئی چیک نہیں کر سکتا"...... بھاگوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یہ جیپ آنند کی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے اور میں نے آنند کو پیغام بھجوا دیا ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھے "...... بھاگوان نے جواب دیا۔

" تم وہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں تو بے ہوش ہو گیا تھا۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" میں بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اپنے گھر میں تھا اور باپو نے مجھے بتایا کہ کوئی گھوش نامی آدمی بڑی جیپ میں مجھے چھوڑ کر گیا ہے اور وہ کہہ گیا ہے کہ اب اگر تم نے ملک دشمنوں سے ساز باز کی یا ان کی حمایت کی تو تم دونوں کو غداری کے الزام میں ہلاک کر دیا جائے گا اور اس گھوش نے باپو کو یہ بھی بتایا کہ مجھے جس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس کے اثرات بیس گھنٹوں بعد ختم ہوں گے اس لئے بیس گھنٹوں سے پہلے مجھے ہوش نہیں آئے گا لیکن گھوش کو معلوم نہیں ہے کہ باپو بہت بڑے حکیم ہیں۔ انہوں نے اپنی دوائی کی مدد سے مجھے ہوش دلایا اور پھر مجھے ایسا مشروب پلایا کہ میری توانائی بحال ہو گئی"...... بھاگوان نے کہا۔

" پھر تم وہاں کیوں پہنچ گئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ٹائیگر صاحب۔ ہم قبائلی لوگ ہیں۔ ہم اپنے مہمانوں کی حفاظت کے لئے اپنے پورے قبیلے کو بھی ہلاک کرا سکتے ہیں۔ دیوی ہماری مہمان تھی اور آپ بھی اور جس انداز میں یہ ساری کارروائی کی گئی ہے اس سے ہماری قبائلی روایات پر حرف آتا ہے۔ اگر قبیلے والوں کو معلوم ہو جاتا کہ ہمارے مہمان اٹھائے گئے ہیں اور ہم خاموش رہے ہیں تو ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ یہ جیپ وہ گھوش یہاں چھوڑ گیا تھا۔ میں نے مشین پسٹل الماری سے نکالا اور باپو کو بتا کر وہاں پہنچ گیا۔ میں عقبی طرف سے اندر گیا تو مجھے وہاں ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے بہت سے افراد ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں۔ ان آوازوں کی مدد سے میں اس دروازے پر پہنچ گیا اور پھر میں نے وہاں کی جو صورت حال دیکھی تو مجھے اپنے مہمانوں کو بچانے کے لئے مجبوراً فائر کھولنا پڑا"...... بھاگوان نے کہا۔

" لیکن یہاں کی فوج یا دوسرے سرکاری لوگ تمہارے خلاف نہ ہو جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ایسا نہیں ہو گا۔ دیوی جیسے ہی ٹھیک ہو گی میں آپ دونوں کو یہاں سے جنگل میں لے جاؤں گا۔ وہاں آپ محفوظ ہوں گے اور پھر کسی کو پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ کیا ہوا اور کس نے کیا ہے"۔ بھاگوان نے کہا۔

" لیکن تمہاری دیوی کے ٹھیک ہونے کے تو امکانات بس صفر

ہی ہیں ۔ اس کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں اور بہت سا خون بھی بہہ گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو بھاگوان اس طرح ہنس پڑا جیسے ٹائیگر نے بچوں جیسی بات کی ہو۔

"آپ باپو کی مہارت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس لئے یہ بات کر رہے ہیں ۔جو کام بڑے بڑے سرجن اور فزیشن نہیں کر سکتے وہ باپو کر لیتے ہیں ۔ وہ دیوی کو ایسے مرہم لگائیں گے اور ایسے مشروب پلائیں گے کہ دیوی پہلے سے زیادہ تندرست ہو جائے گی"...... بھاگوان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا قدموں کی آوازیں ابھریں اور ٹائیگر چونک پڑا اور پھر سردار کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا باپو ۔دیوی تو ٹھیک ہے"...... بھاگوان نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ اب دو تین روز اسے آرام کرنا پڑے گا ۔اس کے زخم مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں گے اور جسمانی توانائی بھی پوری طرح بحال ہو جائے گی ۔ تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو یہاں سے نکال کر اپنے جنگل والے مکان میں پہنچا دو اور یہ کام فوراً کرو ورنہ کسی بھی وقت کوئی سرکاری دستہ یہاں پہنچ سکتا ہے ۔ تم انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آجانا"...... سردار نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں جیپ لے آتا ہوں"...... بھاگوان نے اٹھتے

ہوئے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا تو بھاگوان تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا دیوی ہوش میں ہے"...... ٹائیگر نے بھی اسے دیوی کے نام سے پکارتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ آؤ میں تمہیں اس سے ملواتا ہوں"...... سردار نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد جب ٹائیگر دوبارہ تہہ خانے میں داخل ہوا تو روزی راسکل ایک آرام کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی ۔اس نے یہاں کا مقامی لباس پہنا ہوا تھا کیونکہ اس کا اپنا لباس خون کی وجہ سے خراب ہو گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو ٹائیگر ۔ مجھے تمہاری فکر تھی"...... روزی راسکل نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور مجھے تمہاری فکر تھی ۔ویسے تم ہو ڈھیٹ کہ اتنی زخمی ہونے کے باوجود بچ گئی ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ مجھے ڈھیٹ کہہ رہے ہو ۔ تم خود ڈھیٹ اعظم ہو"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ۔ میں تمہاری توانائی کی کیفیت چیک کرنا چاہتا تھا ۔ ویسے تم نے کمال بہادری، حوصلے اور ہمت سے کام لیا ہے اس انداز کی جدوجہد اور وہ بھی زخموں کے ہوتے ہوئے تمہارا ہی کام ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"چلو تمہیں پتہ تو چلا کہ صرف نام ٹائیگر رکھ لینے سے تو آدمی بہادر نہیں بن جایا کرتا"...... روزی راسکل نے طنزیہ انداز میں کہا اور ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم دونوں باتیں کرو میں اوپر موجود ہوں"...... سردار نے ان کے درمیان ہونے والی نوک جھونک سے شاید کوئی خاص نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ اوپر جا رہا ہوں۔ میں تو صرف انسانی ہمدردی کی وجہ سے اسے دیکھنے آگیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم انسان ہی نہیں ہو اس لئے کیسی انسانی ہمدردی۔ ہونہہ۔ ٹائیگر بنے پھرتے ہو"...... روزی راسکل نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اوپر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد بھاگوان آگیا تو اس کی مدد سے روزی راسکل تہہ خانے سے نکل کر اوپر آگئی اور پھر جیپ میں بیٹھ گئی۔

"تم انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آجانا۔ وہاں ہر چیز موجود ہے۔ یہ دو تین روز آرام سے گزار لیں گے ورنہ سرکاری آدمی پورے قبیلے کا جینا حرام کر دیں گے"...... سردار نے اپنے بیٹے سے کہا۔

"ہاں باپو۔ مجھے معلوم ہے۔ میں آرہا ہوں"...... بھاگوان نے کہا اور ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔

"تم شادی شدہ ہو"...... ٹائیگر نے جو بھاگوان کے ساتھ والی

سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... بھاگوان نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ گھر میں تمہارے اور تمہارے باپو کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میری بیوی لکشمی اپنے میکے گئی ہوئی ہے۔ اس کے بچہ پیدا ہونے والا ہے اور ہمارے قبیلے میں رواج ہے کہ پہلا بچہ اپنے ننھیال میں پیدا ہوتا ہے"...... بھاگوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہاں اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام ٹائیگر نہ رکھنا۔ اس نام کے حامل افراد انتہائی کٹھور، سنگدل اور بے رحم ہوتے ہیں"۔ عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی روزی راسکل نے کہا۔

"اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام روزی نہ رکھنا کیونکہ ایسی عورتیں اپنے نام سے یکسر مختلف ہوتی ہیں"...... ٹائیگر نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باپو پہلے ہی نام کا انتخاب کر چکے ہیں۔ لڑکا ہوا تو اس کا نام مہاراجہ اور لڑکی ہوئی تو اس کا نام مہادیوی"...... بھاگوان نے ان کی نوک جھونک سے بے پرواہ ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا۔ کم از کم ٹائیگر تو نہیں رکھا جائے گا"...... روزی راسکل نے کہا تو اس بار بھاگوان اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ ٹائیگر نے صرف ہونٹ بھینچ لینے پر ہی اکتفا کیا۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"....... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راجیش کی کال ہے باس"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"....... شاگل نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ میں راجیش بول رہا ہوں"....... تھوڑی دیر بعد راجیش کی قدرے متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اور تم پریشان کیوں ہو"۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ پرتاب پورہ میں میرے آدمیوں نے روزی راسکل اور

عمران کے شاگرد ٹائیگر دونوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی تو میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کافرستان میں آمد کے بارے میں پوچھ گچھ کر کے انہیں ہلاک کر دیں"....... راجیش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہے"۔ شاگل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے چاروں آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"....... دوسری طرف سے راجیش نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہوا ہے"....... شاگل نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ روزی راسکل اور ٹائیگر دونوں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور میرے سیکشن کے چاروں آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ملی ہیں"....... راجیش نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے آدمی سیکرٹ سروس کے ممبران نہیں تھے۔ کون تھے وہ لوگ"....... شاگل نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ہی ممبران تھے اور چاروں بے حد منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ تھے۔ خاص طور پر گھوش جسے میں نے ان کا انچارج بنا کر بھیجا تھا۔ بے حد تربیت یافتہ آدمی تھا لیکن نجانے کیا ہوا اور کیسے ہوا کہ یہ چاروں مارے گئے ہیں"....... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں تو ایک طرف عمران کے شاگرد اور ایک عام سی عورت سے بھی مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ مجھے پوری کافرستان سیکرٹ سروس کو گولی مار کر خود کشی کر لینی چاہئے ۔ کیوں "...... شاگل نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"چیف ۔ میں نے اس لئے آپ کو اطلاع دی ہے کہ میں اب خود وہاں جا کر چیکنگ کرنا چاہتا ہوں ۔ آخر یہ سب کس طرح ہوا ۔ گوش اور اس کے ساتھی اتنے کمزور اور بودے بھی نہ تھے ۔ ضرور یہ وہاں کے کسی مقامی آدمی کی وجہ سے ہوا ہے "...... راجیش نے کہا۔

" مقامی آدمی ۔ وہاں کون ایسا مقامی تھا جس کا تعلق عمران کے شاگرد اور اس عورت سے ہو سکتا ہے ۔ وہ دونوں تو شاید زندگی میں پہلی بار وہاں گئے ہوں گے "...... شاگل نے کہا۔

"چیف ۔ اس کے باوجود کچھ نہ کچھ خلاف معمول ہوا ہے ۔ میں جلد ہی معلوم کر لوں گا اور پھر وہاں ان دونوں کو ہلاک کر دوں گا "...... راجیش نے کہا۔

" تم اپنے آدمی وہاں بھیجو اور خود میرے پاس آؤ ۔ میں خود تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا ۔ میں خود چیک کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ہوا ہے ۔ اگر تو تمہارے آدمیوں کی نااہلی اور بزدلی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تو پھر تم سمیت میں تمہارے پورے سیکشن کو زندہ زمین میں

دفن کر دوں گا "...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران نے پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو اور پھر تین گھنٹوں کی ہیلی کاپٹر کی تیز پرواز کے بعد وہ پرتاب پورہ پہنچ گئے ۔ ہیلی کاپٹر وہاں گاؤں سے ہٹ کر ایک احاطے کے باہر اتارا گیا تھا ۔ وہاں ایک بڑا ہیلی کاپٹر پہلے سے موجود تھا جس پر سیکرٹ سروس کے الفاظ بڑے بڑے اور نمایاں حروف میں لکھے ہوئے تھے ۔ شاگل جب اپنے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا تو وہاں راجیش سیکشن کے آٹھ افراد موجود تھے ۔ ان سب نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کو سلام کیا ۔ شاگل سر ہلاتا ہوا راجیش کے ساتھ احاطے کے اندر داخل ہو گیا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں تمہارے آدمی مارے گئے ہیں "...... شاگل نے اپنے سے ایک قدم پیچھے چلتے ہوئے راجیش سے پوچھا۔

" میرا ایک آدمی آج ہی یہاں باقی آدمیوں کے ساتھ کام کرنے کے لئے پہنچا تو یہاں کی صورت حال دیکھ کر اس نے مجھے فون کر کے تفصیل بتائی ہے "...... راجیش نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ ایک آدمی کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے تو شاگل بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا ۔ وہاں چار آدمیوں کی لاشیں پڑی تھیں ۔ ٹوٹی ہوئی کرسیاں، الجھی ہوئی رسیوں کے ساتھ

ساتھ وہاں ہر طرف خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔ خون کے دھبوں کی رنگت بتا رہی تھی کہ انہیں بارہ تیرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔

"سر۔ سر۔ میرے آدمیوں کو دروازے سے اس وقت گولیاں ماری گئی ہیں جب ان کی ادھر پشت تھی اور وہ شاید ان دونوں سے لڑ رہے تھے"...... راجیش نے کہا۔

"کیسے یہ بات کی ہے تم نے"...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ادھر دیوار کے پاس کرسی گری ہوئی ہے اور رسیاں لٹک رہی ہیں۔ اس کے سامنے گھوش اس انداز میں پڑا ہوا ہے کہ گولیاں اس کی پشت پر ماری گئی ہیں اور ادھر دیوار کے ساتھ بہت سا خون پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرے دو آدمی پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی بھی پشت پر گولیاں ماری گئی ہیں اور یہ چوتھا آدمی ادھر پڑا ہوا ہے۔ اس کے پہلو میں گولیاں ماری گئی ہیں اور فائرنگ اس دروازے سے کی گئی ہے"...... راجیش نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے اور تمہارے اس اندازے نے تمہیں بھی اور تمہارے سیکشن کو بھی موت کے گھاٹ اترنے سے بچالیا ہے ورنہ جو سیکرٹ سروس کے ممبران عمران کے شاگرد اور ایک عام سی عورت سے مار کھا سکتے ہیں انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"...... شاگل نے کہا تو راجیش کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ اسے شاگل کی فطرت کا

پوری طرح اندازہ تھا۔ وہ انہیں ہلاک نہ بھی کرا سکتا تب بھی ان کا ایسا حشر کر سکتا تھا کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہتے۔

"ان کی لاشیں دارالحکومت بھجوا دو لیکن کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی موت یہاں پرتاب پورہ میں ہوئی ہے ورنہ اگر پرائم منسٹر یا صدر صاحب تک یہ اطلاع پہنچ گئی تو معاملات سیکرٹ سروس کے خلاف چلے جائیں گے"...... شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو یہاں تلاش کراؤ۔ اس پورے علاقے کی ایسی ناکہ بندی کراؤ کہ انسان تو انسان کوئی چڑیا کا بچہ بھی ادھر آئے تو پکڑا جا سکے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ احاطے سے باہر آگیا تھا۔

"ایسا ہی ہوگا چیف۔ اب میں خود یہاں رہوں گا"...... راجیش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... شاگل نے کہا اور اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا ہوا دارالحکومت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو راجیش سیکشن کے چار افراد کی ہلاکت نے اسے خاصا ذہنی دھچکا پہنچایا تھا۔ خاص طور پر اس بات سے کہ ایسا عمران کے شاگرد اور ایک عام سی عورت کے ہاتھوں ہوا ہے لیکن بہرحال یہاں کی صورت حال

دیکھ کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ انہیں روزی راسکل اور ٹائیگر کے کسی ساتھی نے دروازے سے فائرنگ کر کے ہلاک کیا ہے اس لئے ان چار افراد کی ہلاکت کے باوجود وہ خاصا اطمینان سا محسوس ہو رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اب راجیش یہاں اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کر کے ان دونوں کو ٹریس بھی کر لے گا اور پھر انہیں ہلاک بھی کر دے گا۔ اسے تو دراصل انتظار عمران کا تھا لیکن عمران تھا کہ وہ ادھر کا رخ ہی نہ کر رہا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ عمران اب اس سے خوفزدہ ہو چکا ہے اس لئے اب کافرستان خود آنے کی بجائے اس نے اپنے شاگرد کو بھیج دیا ہے اور ظاہر ہے اس خیال سے ہی شاگل کے دل میں پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگ گئی تھیں۔

" کیا بات ہے تم ضرورت سے زیادہ ہی پریشانی دکھائی دے رہے ہو"...... روزی راسکل نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو جنگل میں بنے ہوئے ایک چوبی کیبن کے اندر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ بھاگوان انہیں یہاں چھوڑ کر خود جیپ لے کر واپس چلا گیا تھا۔ یہ جنگل دو پہاڑیوں پر مشتمل تھا اور جیپ پر نیچے وادی تک ہی آیا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد انہیں پیدل اوپر چڑھنا پڑتا تھا۔ یہاں کیبن میں کھانے پینے کا تمام سامان الماریوں میں موجود تھا۔ چائے بنانے کا سامان بھی موجود تھا اور پانی کے دو تین کین بھی موجود تھے اور ویسے بھی پانی کا مسئلہ نہیں تھا کیونکہ کیبن کے قریب ہی میٹھے پانی کا چشمہ موجود تھا۔ ویسے یہ بڑا خوبصورت ماحول تھا اور یہاں دو چار روز فرصت اور اطمینان سے گزارے جا سکتے تھے اور بھاگوان بھی یہی کہہ کر گیا تھا کہ وہ تین چار روز بعد آئے گا تاکہ گاؤں میں اگر فوجی ان

ہلاکتوں کی وجہ سے پڑتال کریں یا چیکنگ کریں تو انہیں روزی راسکل اور ٹائیگر کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکے لیکن ٹائیگر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یہاں اس طرح بے کار بیٹھنے سے سخت کوفت سی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ ایک لحاظ سے وہ یہاں قید ہو کر رہ گیا تھا۔

"تمہاری وجہ سے یہاں قید ہو کر رہنا پڑ رہا ہے۔ تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ جب تک پوری طرح ٹھیک نہ ہو جاؤ ادھر کا رخ کرو"...... ٹائیگر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں باندھ کر تو نہیں رکھا یہاں۔ تمہارے پیروں میں زنجیر تو نہیں ڈال رکھی۔ چلے جاؤ۔ تم تو ٹھیک ہو۔ میری طرح زخمی بھی نہیں ہو"...... روزی راسکل نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم زخمی ہو اس لئے انسانی ہمدردی کی وجہ سے مجھے مجبوراً یہاں تمہاری دیکھ بھال کے لئے رکنا پڑ رہا ہے ورنہ عمران صاحب کو اطلاع مل گئی کہ میں تمہیں زخمی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا تھا تو وہ مجھے واقعی گولی مار دیں گے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو یہ انسانی ہمدردی اپنے استاد کے خوف کی وجہ سے ہے۔ اب تم چلے جاؤ۔ جاؤ۔ تم خوفزدہ ہو اور مجھے خوفزدہ ہو جانے والے مرد سرے سے مرد ہی نہیں لگتے۔ خرگوش لگتے ہیں"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"استاد سے خوفزدہ ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ جس طرح اللہ کا خوف انسان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے اسی طرح استاد کا خوف بھی اسے اچھائی کی راہ سے ہٹنے سے بچاتا ہے اور ایک تو تمہاری اس احمقانہ نفسیات نے مجھے زچ کر رکھا ہے۔ کبھی تمہیں کوئی خرگوش لگتا ہے اور کبھی کوئی تمہیں شیر دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ تمہارے دماغ میں واقعی کوئی مینو فیکچرنگ ڈیفیکٹ ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم نے چونکہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہونے والی اچھی مثال دی ہے اور پھر تمہیں غصہ بھی آیا ہے اس لئے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال تمہاری یہاں واقعی ضرورت نہیں ہے۔ تم اگر چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اب ٹھیک ہوں۔ زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں بعد میں اس قابل ہو جاؤں گی کہ لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں سے فارمولا حاصل کر سکوں"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیبارٹری میں داخل ہو کر۔ کہاں ہے لیبارٹری"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہیں ہے۔ اسی لئے تو میں خاموشی سے چلی آئی ہوں۔ اس احمق بھاگوان نے مجھے خود ہی تفصیل سے بتایا تھا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا

جیسے اسے روزی راسکل کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔ ویسے بھی وہ جانتا تھا کہ روزی راسکل بڑبولی ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ وہ اپنی اہمیت جتانے کے لئے ایسا کہہ رہی ہے۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر وہ بھی تمہارے سامنے۔ جھوٹ سے مجھے کیا فائدہ ملے گا"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے لیبارٹری۔ مجھے بتاؤ"...... ٹائیگر نے بے چین ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سوری۔ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا۔ تم اس قدر خود غرض آدمی ہو کہ اکیلے ہی وہ فارمولا لے کر واپس چلے جاؤ گے اور مڑ کر پیچھے دیکھنا بھی گوارہ نہ کرو گے"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون سا فارمولا ہے"...... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ یہ بات تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ ویری بیڈ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ سپیشل خلائی میزائل کا فارمولا ہے اور بس"...... روزی راسکل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی پہلی بار اس بات کا احساس ہوا تھا کہ وہ یہاں تک تو پہنچ گئی ہے لیکن اسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس نے کیا حاصل کرنا ہے۔

"تمہارا کیا خیال ہے فارمولا کس شکل میں ہوگا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری طرح احمق نہیں ہوں۔ فارمولا فائل میں ہوتا ہے اور کس شکل میں ہوتا ہے"...... روزی راسکل نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کسی اخبار یا رسالے میں چھپنے والا مضمون نہیں ہے کہ فائلوں میں رکھا جائے۔ یہ سائنسی فارمولا ہے۔ یہ کسی مائیکرو فلم میں ہوگا اور اگر تم اس مائیکرو فلم کو مائیکرو پروجیکٹ پر چیک کر لو تو بھی تمہیں اس کی سمجھ ہی نہیں آئے گی اور لیبارٹری میں ایک فارمولا تو نہیں پڑا ہوتا۔ سینکڑوں فارمولے ہوتے ہیں کیونکہ لیبارٹری میں کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہاں نئے سے نئے فارمولے ایجاد ہوتے رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ویری بیڈ۔ اب تو واپس جانا پڑے گا"...... روزی راسکل نے روہانسے سے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہاں ہے لیبارٹری"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم کیا کرو گے۔ تم تو مجھ سے بھی زیادہ احمق ہو"...... روزی راسکل نے کہا۔

"چلو تم نے کسی نہ کسی انداز میں اپنے آپ کو احمق تو تسلیم کر

ہی لیا۔ بہرحال تمہاری غلط فہمی دور کر دوں کہ میں سائنس دان بھی ہوں اس لئے صرف میں ہی فارمولا پہچان سکتا ہوں"....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سائنس دان ہوں۔ اپنی شکل دیکھی ہے آئینے میں۔ سائنس دان تم جیسے ہوتے ہیں"....... روزی راسکل نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی ثبوت دے سکتے ہو"....... روزی راسکل نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ جس فارمولے کی تلاش میں تم یہاں آئی ہو اس فارمولے کی بنیادی کوٹیشن کیا ہے"....... ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایسے ادق زبان کے الفاظ بڑی روانی سے بولنے شروع کر دیئے جیسے پانی بہہ رہا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ بس ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آگیا ہے لیکن پھر تم انڈر ورلڈ میں کیا کرتے پھر رہے ہو۔ یہ تو ان پڑھوں یا کم پڑھے لکھوں کی دنیا ہے"....... روزی راسکل نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"باس کے حکم کی تعمیل میں مجھے انڈر ورلڈ میں رہنا پڑتا ہے تاکہ اگر کوئی ایسی ٹپ مل جائے جس سے پاکیشیا کی ملکی سلامتی اور مفاد کا تحفظ کیا جائے"....... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے تم عورت بیزار اور مرد بیزار ہو۔ آج مجھے معلوم

ہوا ہے کہ تم انڈر ورلڈ میں رہنے کے باوجود کیوں وہاں کے لوگوں سے مختلف ہو۔ بہرحال اب مجھے تم سے شکایت نہیں ہو گی۔ تم تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ تمہاری تو قدر کرنی چاہئے"....... روزی راسکل اپنی ہی رو میں بہے چلی جا رہی تھی۔

"تم مجھے بتاؤ کہ لیبارٹری کہاں ہے"....... ٹائیگر نے بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں۔ جب میں ساتھ جانے کے قابل ہو جاؤں گی پھر بتاؤں گی"....... روزی راسکل نے کہا۔

"میں تمہیں کاندھے پر اٹھا کر لے جاؤں گا لیکن وقت مت ضائع کرو۔ کسی بھی لمحے یہاں فوج پہنچ سکتی ہے اور پھر ہمارے لئے مشن مکمل کرنا ناممکن ہو جائے گا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ایک شرط پر بتاتی ہوں کہ اصل فارمولا تم میرے حوالے کرو گے۔ میں خود اسے تمہارے استاد کے حوالے کروں گی"....... روزی راسکل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ وعدہ رہا"....... ٹائیگر نے اسی طرح بے چین لہجے میں کہا۔

"یہاں شمال کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کی چوٹی کا رنگ اس کے نچلے حصے سے مختلف ہے اور اسے دو رنگی پہاڑی کہا جاتا ہے اور اس کے دامن میں لیبارٹری ہے۔ ہر ہفتے وہاں ایک بڑی جیپ سپلائی لے کر آتی ہے"....... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات

میں سر ہلایا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں دیکھتا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا کیبن سے باہر آ گیا۔

"اگر تم نے مجھ سے دھوکہ کیا تو زندہ زمین میں دفن کر دوں گی تمہیں۔ میرا نام روزی راسکل ہے۔ روزی راسکل"....... اسے اپنے عقب میں روزی راسکل کی آواز سنائی دی لیکن وہ سنی ان سنی کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں سے وہ دو رنگی پہاڑی صاف اور نمایاں نظر آ رہی تھی تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ واقعی نہ صرف ایسی پہاڑی موجود تھی بلکہ اس کے دامن میں ایک چٹان کے ساتھ پہاڑی علاقے میں چلنے والا ایک بڑا جیپ نما ٹرالر موجود تھا اور چٹانیں ہٹی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ سپلائی آنے کا دن آج ہی ہے اور اس وقت لیبارٹری کھلی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے چٹانوں پر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقیناً اس وقت روزی راسکل کے بارے میں سوچنے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں لیبارٹری کا دہانہ بند نہ ہو جائے کیونکہ نہ اس کے پاس اسلحہ تھا اور نہ ہی وہ ایسا اسلحہ استعمال کرنا چاہتا تھا جس سے دھماکہ پیدا ہو کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں قریب ہی فوجی چھاؤنی اور ایئر فورس کا سپاٹ موجود ہے اس لئے دھماکہ ہوتے ہی فوج اور ایئر فورس یہاں پہنچ سکتی ہے لیکن اب جبکہ لیبارٹری کا دہانہ کھلا ہوا ہے اور ارد گرد کوئی سیکورٹی نہیں ہے تو

وہ اپنی جیب میں موجود مشین پسٹل کی مدد سے بھی مشن مکمل کر سکتا ہے۔ یہ مشین پسٹل بھاگوان کا تھا جو اسے یہاں کے چوبی کیبن میں پڑا مل گیا تھا۔ اس میں میگزین بھی موجود تھا۔ شاید بھاگوان نے کسی اچانک خطرے سے نمٹنے کے لئے احتیاطاً اسے یہاں رکھا ہوا تھا۔ وہ چٹانوں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے دو رنگی پہاڑی کے قریب پہنچتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا اس کا دل مسرت سے معمور ہوتا جا رہا تھا کیونکہ عمران صاحب کے آنے سے پہلے وہ خود مشن مکمل کر سکتا تھا اور یہ اس کے نزدیک اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا جبکہ سلیمان خریداری کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کون ہے"....... عمران نے حسب عادت دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

"روزی راسکل"....... باہر سے روزی راسکل کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"خوش آمدید۔ خوش آمدید"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا۔

"یہ آج تم نے کیسی گردان شروع کر دی ہے۔ یہ خوش آمدید کا کیا مطلب ہوا۔ میں تو پہلے بھی یہاں آتی جاتی رہتی ہوں"۔ روزی راسکل نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے فارسی زبان پڑھی ہوئی ہے"....... عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"فارسی۔ نہیں لیکن مجھے خوش آمدید کا مطلب معلوم ہے۔ یہ انہیں کہا جاتا ہے جو کبھی کبھار یا پہلی بار آئے ہوں"....... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اسے لئے ہوئے سٹنگ روم میں آگیا۔

"فارسی میں ایک فقرہ ہے جو ایسے موقعوں پر زیادہ بولا جاتا ہے لیکن میں نے اس لئے نہیں بولا تھا کہ میرا خیال تھا کہ تمہیں فارسی زبان آتی ہو گی اور ایسی صورت میں تم ناراض بھی ہو سکتی ہو"۔ عمران کی زبان پوری طرح رواں تھی۔

"کون سا فقرہ۔ کیا مطلب"....... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ فقرہ ہے اے آمدنت باعث آبادی ما۔ اردو میں تو آبادی کا معنی اور ہے جبکہ فارسی زبان میں آبادی کا مطلب خوش ہوتا ہے"....... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں برا منانے والی کون سی بات ہے"....... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تم نے شادی کارڈوں پر لکھا ہوا پڑھا ہو گا شادی خانہ آبادی۔ بس اس سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم اس آبادی کو شادی خانہ آبادی میں شامل نہ کر لو"....... عمران نے جواب دیا تو روزی راسکل

بے اختیار ہنس پڑی۔

" تم اور تمہارا شاگرد دونوں ہی احمق ہو۔ تم سے جو بھی شادی کرے گی وہ خانہ آبادی کی بجائے خانہ بربادی ہی کرے گی اور یہی حال تمہارے شاگرد کا ہے"...... روزی راسکل نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا موڈ اچھا ہے۔ لازماً ٹائیگر کا سلوک تم سے اچھا رہا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں اس کے موڈ کی پابند نہیں ہوں۔ گردن پر انگوٹھا رکھ کر موڈ ٹھیک بھی کر سکتی ہوں۔ ویسے وہ ہے خودغرض اور کٹھور۔ ساری محنت میں نے کی، کوشش میں نے کی، زخمی میں ہوئی اور آخری لمحے میں اکیلا ہی لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنے چل پڑا۔ یہ تو میں نے شک ہونے پر باہر جا کر دیکھا اور پھر میں بھی زخمی ہونے کے باوجود اس کے پیچھے لیبارٹری پہنچ گئی۔ تب تک وہ وہاں کے دس سائنس دانوں کو ہلاک کر چکا تھا۔ پھر میں نے اس کی گردن پر سوار ہو کر اس سے فارمولا حاصل کر لیا۔ ویسے ایک بات ہے۔ تم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ یہ تو مجھے اب پتہ چلا ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنس دان ہے اور تم نے اسے بدمعاش بنا رکھا ہے"...... روزی راسکل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تو کیا اس نے کوئی غلط کام کیا ہے انڈر ورلڈ میں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" غلط کام۔ کیا مطلب"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ کسی عورت کو دیکھ کر سیٹی بجائی ہو یہ اور بات ہے کہ سیٹی نہ بجنے سے عورتیں الٹا ناراض ہو جاتی ہیں کہ انہیں بوڑھی سمجھ لیا گیا ہے یا انہیں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جا رہی"...... عمران نے کہا تو روزی راسکل بے اختیار ہنس پڑی۔

" تمہیں عورتوں کے بارے میں ان ساری باتوں کا کہاں سے علم ہوتا ہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

" تجربہ کار لوگوں نے ہم جیسے اناڑیوں کو سمجھانے کے لئے تمام گُر لطیفوں کی شکل میں پیش کئے ہوئے ہیں۔ اب یہ سیٹی والی بات ہے تو اس کا بھی ایک لطیفہ ہے کہ ایک خاتون کار ڈرائیو کرتی سڑک پر جا رہی تھی کہ ٹریفک پولیس کے سپاہی نے اسے روکنے کے لئے سیٹی بجائی لیکن وہ خاتون نہ رکی تو سپاہی نے موٹر سائیکل پر اس کا تعاقب کیا اور اسے زبردستی روک کر غصے سے کہنے لگا کہ میں نے سیٹی بجائی تھی لیکن تم نے کار ہی نہیں روکی تو اس خاتون نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں جواب دیا کہ وہ اس طرح ہر سیٹی پر کار روک لیا کرے تو پھر وہ گھر زندگی بھر نہ پہنچ سکے گی"...... عمران نے تفصیل سے لطیفہ سناتے ہوئے کہا تو روزی راسکل ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" تم واقعی شیطان ہو۔ ایسے ایسے لطیفے خود ہی گھڑ لیتے ہو کہ

شیطان بھی پناہ مانگے "....... روزی راسکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک سرخ رنگ کی ڈبیہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

" یہ کیا ہے ۔ کیا کسی نئی کمپنی کی تیار کردہ لپ اسٹک ہے"۔ عمران نے ڈبیہ اٹھا کر اسے گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ خصوصی خلائی میزائل کا وہ فارمولا ہے جو کافرستان نے ڈاگ جانسن کے ذریعے یورپی سائنس دان کو قتل کر کے اڑا لیا تھا ۔ یہ میں واپس لے آئی ہوں ۔ اب تم اسے اعلیٰ حکام تک پہنچا دو تاکہ یہ پاکیشیا کے کام آسکے "....... روزی راسکل نے کہا۔

" گڈ ۔ ویری گڈ ۔ میں تم جیسی محب وطن عملی خاتون کو سلام پیش کرتا ہوں ۔ مجھے ٹائیگر نے پوری تفصیل فون پر بتا دی ہے ۔ تم نے اس مشن میں اس بے جگری اور بہادری سے کام کیا ہے کہ ٹائیگر بھی جو اپنی تعریف کرنے میں بھی کنجوسی سے کام لیتا ہے تمہاری کھل کر تعریف کرتا رہا ہے"....... عمران نے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

" ٹائیگر نے میری تعریف کی ہے ۔ کیا یہ سچ ہے"....... روزی راسکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہ صرف تعریف بلکہ اس نے تو پورا قصیدہ پڑھ دیا ہے ۔ نجانے اس مشن میں تم نے اسے کیا گھول کر پلایا ہے کہ جب سے آیا ہے مسلسل تمہاری تعریفیں ہی کئے چلا جا رہا ہے"....... عمران نے ڈبیہ

کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ پھر تو وہ اچھا آدمی ہے ۔ میں خواہ مخواہ اس کی طرف سے بدظن رہتی ہوں ۔ میں ابھی اسے تلاش کر کے اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔ یہ فارمولا تم تک پہنچ گیا ۔ بس میرا یہی مشن تھا ۔ گڈ بائی"۔ روزی راسکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" یہ واقعی تمہارا ہی مشن ہے ۔ مطلب ہے روزی راسکل مشن"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تم استاد شاگرد دونوں ہی اچھے ہو ۔ بس آج مجھے پتہ چل گیا ہے"....... روزی راسکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ عمران مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے تھا اور پھر اس کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ سٹنگ روم میں جانے کی بجائے سیدھا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا ۔ وہ اب اس فارمولے کو مائیکرو پروجیکٹر پر چیک کرنا چاہتا تھا ۔ اس نے مائیکرو پروجیکٹر آن کیا ۔ اس نے ڈبیہ سے مائیکرو فلم نکال کر اس میں ایڈجسٹ کی اور پھر پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا اور پھر پوری توجہ سے سکرین پر دیکھنے لگا ۔ جب پوری فلم ختم ہو گئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر پروجیکٹر آف کر کے اس نے فلم نکال کر اسے ڈبیہ میں واپس رکھا اور ڈبیہ کو جیب میں ڈال کر وہ جیسے ہی سپیشل روم سے باہر آیا فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران سٹنگ روم کی طرف

بڑھ گیا جہاں فون سیٹ موجود تھا۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"....... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تمہاری روزی راسکل ابھی گئی ہے فارمولے کی مائیکرو فلم دے کر۔ تم نے فون تو کیا تھا لیکن تم خود ابھی تک نہیں آئے"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ وہ بضد تھی کہ وہ خود جا کر آپ کو فارمولے کی مائیکرو فلم دے گی اس لئے میں انتظار کرتا رہا۔ اب انتظار سے تنگ آکر میں نے فون کیا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ اپنی ضد پوری کر کے واپس چلی گئی ہے۔ اب آپ اجازت دیں تو میں اصل فارمولا آپ کی خدمت میں پیش کر دوں"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی پیشانی پر شکنیں سی نمودار ہوئیں لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

"ٹھیک ہے۔ آجاؤ"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل بج اٹھی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"....... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ٹائیگر ہوں باس"....... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ٹائیگر موجود تھا۔

"سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے باس"....... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اور وہ کئی گھنٹے خرچ کر کے اس وقت واپس آتا ہے جب سودا بیچنے والے کا پسینہ آبشار نہیں بن جاتا"....... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"باس۔ وہ اتنی محنت کیوں کرتا ہے۔ کتنی بچت ہو جاتی ہو گی"....... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ بچت کی مقدار کا نہیں ہوتا۔ بچت ویسے ہی ایک اچھی عادت ہے اور پھر جب یہ بچت کسی رفاہی ادارے میں کسی ضرورت مند کے کام آتی ہے تو پھر اس کی اہمیت کا صحیح معنوں میں احساس ہوتا ہے"....... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ یہ ہے سپیشل خلائی میزائل کا وہ فارمولا جو کافرستان نے اڑا لیا تھا"....... ٹائیگر نے بڑے فخریہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سرخ رنگ کی ایک بالکل ویسی ہی ڈبیہ نکالی جیسی پہلے روزی راسکل عمران کو دے گئی تھی۔

"تم نے فون پر تفصیل تو بتائی تھی کہ لیکن مختصر طور پر۔ اب ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تم دونوں لیبارٹری میں داخل ہوئے تو وہاں

کیا ہوا تھا"...... عمران نے کہا۔

" باس ۔ میں نے آپ کو فون پر بتایا تھا کہ روزی راسکل اور مجھے سردار راجہ جسونت کا بیٹا بھاگوان اس پہاڑی پر موجود اپنے جنگل کے کیبن میں چھوڑ کر چلا گیا تھا ۔ روزی راسکل کی حالت یہ تھی کہ وہ آسانی سے حرکت بھی نہ کر سکتی تھی ۔ البتہ اس نے یہ انکشاف کر دیا کہ لیبارٹری اس جنگل کے قریب ایک پہاڑی کے دامن میں ہے ۔ یہ بات اسے بھاگوان نے بتائی تھی ۔ مجھے جب اس بات کا علم ہوا تو میں نے فوری طور پر حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا ۔ میں باہر آ کر اس پہاڑی کو چیک کرنے گیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایک بڑا جیپ نما ٹرالر کھڑا تھا اور چٹانوں کے ہٹنے سے راستہ بھی کھلا نظر آ رہا تھا ۔ روزی راسکل نے مجھے بتایا تھا کہ بھاگوان کے مطابق ہفتے میں ایک بار بڑی جیپ سپلائی لے کر آتی ہے ۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ سپلائی کا دن آج ہے اور یہ موقع اچھا تھا ۔ میری جیب میں مشین پسٹل موجود تھا اس لئے میں لیبارٹری کی طرف چل پڑا ۔ ارد گرد کوئی آدمی بھی نہ تھا اس لئے میں لیبارٹری کے دہانے پر پہنچ گیا ۔ اس کا راستہ واقعی کھلا ہوا تھا ۔ چنانچہ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ یہ ایک خاصی بڑی اور جدید انداز کی لیبارٹری تھی ۔ اس وقت چونکہ تازہ سپلائی آئی تھی اس لئے دس کے قریب افراد ایک بڑے کمرے میں بڑی سی گول میز کے گرد بیٹھے شراب پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے ۔ اس لیبارٹری کی ساخت ایک بڑے ہال نما کمرے

جیسی تھی جس میں مختلف پورشن بنے ہوئے تھے ۔ ایک بڑے حصے میں مشینری نصب تھی ۔ لیبارٹری ڈیسک تھے اور ان کے سامنے سٹول موجود تھے ۔ ان دس افراد میں سے ایک کافی بوڑھا آدمی تھا ۔ دو ادھیڑ عمر تھے جبکہ چار نوجوان تھے اور ان سب نے اپنے اپنے لباس پر سفید اوور آل پہنے ہوئے تھے جن سے میں سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹری کے سائنس دان اور ان کے ساتھ کام کرنے والی ٹیم ہے جبکہ ایک آدمی کے جسم پر خاکی یونیفارم تھی اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی ۔ وہ سیکورٹی گارڈ تھا ۔ ایک لمبے قد اور موٹے جسم کا آدمی تھا ۔ اس کے جسم پر ڈرائیور کی مخصوص یونیفارم تھی جبکہ اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی اسی یونیفارم میں تھا ۔ وہ یقیناً ہیلپر ہو گا ۔ یہ سارا جائزہ لینے کے بعد میں نے سب سے پہلا فائر اس سیکورٹی گارڈ پر کیا اور اس کے فوراً بعد میں نے ڈرائیور اور ہیلپر دونوں کو بھی گولیاں مار دیں ۔ باقی سائنس دان چیختے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے انہیں دھمکیاں دے کر ایک طرف اکٹھا کر دیا اور پھر گارڈ کی مشین گن اٹھائی ہی تھی کہ روزی راسکل وہاں پہنچ گئی ۔ میں نے مشین گن اس کی طرف اچھال دی تا کہ وہ سائیڈ سے انہیں کور کر سکے اور باہر کا خیال بھی رکھ سکے ۔ ایک نوجوان سائنس دان نے ڈاج دینے کی کوشش کی ۔ اس نے روزی راسکل سے مشین گن چھیننے کی کوشش کی لیکن روزی راسکل شدید زخمی ہونے کے باوجود تیزی سے ایک طرف ہٹی اور اس کے ساتھ ہی اس نے نہ صرف اس

نوجوان پر بلکہ دوسرے تین نوجوانوں پر بھی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ وہ شاید باقی سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیتی لیکن میں نے اسے سختی سے روک دیا۔ اس بوڑھے سائنس دان کا نام ڈاکٹر شرما تھا اور وہ اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ میں اسے ساتھ لے کر لیبارٹری کے دوسرے حصے میں گیا اور پھر اس نے بڑی شرافت سے مجھے اس فارمولے کی مائیکرو فلم سیف سے نکال کر دے دی لیکن میں نے اس پر اعتماد نہیں کیا اور باقاعدہ اسے پروجیکٹ پر چیک کیا۔ جب میری تسلی ہو گئی تو میں نے وہ فلم جیب میں ڈالی۔ مجھے معلوم تھا کہ روزی راسکل ضد کرے گی کہ فارمولا اسے دیا جائے اور وہ چونکہ احمق اور ضدی ہے اس لئے میں نے اس طرح کا ایک دوسرا فارمولا سیف سے نکلوایا اور اسے پروجیکٹ پر چیک کیا تو وہ فضا سے فضا میں مار کرنے والے ایک عام سے میزائل کا فارمولا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے ہاتھ میں رکھا اور پھر اس شرما اور اس کے دو ادھیڑ عمر ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے ساتھ ہی میری توقع کے عین مطابق روزی راسکل نے وہیں ضد کی کہ فارمولا اسے دیا جائے۔ وہ خود اسے آپ کے حوالے کرے گی۔ چنانچہ میں نے وہ دوسرا فارمولا یعنی فضا سے فضا میں مار کرنے والے میزائل کا فارمولا اسے دے دیا۔ چونکہ دونوں کی پیکنگ ایک جیسی تھی اور ایک ہی رنگ کی تھی اس لئے روزی راسکل مطمئن ہو گئی کہ اس کے پاس اصل فارمولا ہے۔ لیبارٹری سے باہر آنے کے بعد ہم دونوں اس جیپ نما ٹرالر میں

پرتاب پورہ گاؤں کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے بڑی سڑک پر پہنچے اور پھر وہاں سے دارالحکومت اور پرتاب پورہ کے درمیان بڑے شہر راگولا پہنچے۔ جیپ کو میں نے وہیں چھوڑ دیا اور بس کے ذریعے دارالحکومت پہنچ گئے۔ دارالحکومت میں ہم نے مین مارکیٹ سے نئے لباس اور ماسک میک اپ باکس حاصل کئے۔ اس طرح نئے میک اپ اور نئے لباسوں کے ساتھ وہاں کی انڈر ورلڈ سے میں نے بھاری رقم دے کر فوری طور پر کاغذات تیار کرائے اور خاموشی سے پاکیشیا پہنچ گئے۔ میں فوری آپ کے پاس آنا چاہتا تھا لیکن روزی راسکل نے ضد کی کہ پہلے وہ اکیلی جا کر آپ کو اصل فارمولا دے گی پھر میں جاؤں۔ اس پر ایسی ضد اور دھن سوار تھی کہ وہ پاگل پن کی حد تک پہنچ گئی تو میں خاموش ہو گیا۔ البتہ میں نے آپ کو فون کر کے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔ پھر میں روزی راسکل کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ کافی دیر تک واپس نہ آئی تو میں نے آپ کو دوبارہ فون کیا اور یہاں آنے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ روزی راسکل واپس پہنچ گئی۔ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے شاید زندگی میں پہلی بار میرا شکریہ ادا کیا تھا کہ میں نے فون پر آپ سے اس کی کارکردگی کی تعریف کی ہے"...... ٹائیگر نے پوری تفصیل سے سارے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم نے جھوٹ بولا تھا۔ اس کی کارکردگی ایسی نہیں تھی جیسی تم نے بتائی ہے"...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ واقعی حقیقت ہے ۔ اس مشن میں روزی راسکل نے واقعی انتہائی بے جگری اور بہادری سے کام کیا ہے اور اگر وہ اس بھاگوان سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل نہ کر لیتی تو شاید یہ مشن اتنی آسانی سے مکمل ہی نہ ہو سکتا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم مرد ہو کر ایک عورت کی تعریف کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو ویسے ہی روزی راسکل کی تعریف نہ کرتا لیکن سچ بہرحال سچ ہے ۔ یہ مشن روزی راسکل کا ہی رہا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔ تم نے یہ کہہ کر میرا دل خوش کر دیا ہے ۔ دوسروں کی کارکردگی کی تعریف کرنے والا ہی اصل بہادر ہوتا ہے ۔ بہرحال آؤ تمہارا یہ فارمولا چیک کر لیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔ وہ روزی راسکل جو فارمولا دے گئی ہے وہ آپ نے چیک کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسے چیک کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ تم نے پہلے ہی فون پر بتا دیا تھا کہ وہ عام سے میزائل کا فارمولا ہے ۔ البتہ میں نے روزی راسکل کے جانے کے بعد اس مائیکرو فلم کو ڈیلیٹنگ مشین میں ڈال کر واش کر دیا ہے تاکہ واش شدہ مائیکرو فلم کو کوڑے میں پھینکا جا سکے ۔ اب اصل فارمولا چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو کوڑے پر

تو نہیں پھینکا جا سکتا"...... عمران نے سپیشل روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر سپیشل روم میں پہنچ کر عمران نے مائیکرو پروجیکٹر آن کیا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فلم اس نے پروجیکٹر میں ایڈجسٹ کی اور اس کا بٹن آن کر دیا ۔ دوسرے لمحے پروجیکٹر کی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس پر الفاظ ابھرنے لگے اور یہ الفاظ دیکھ کر عمران اور ٹائیگر دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے ۔

"یہ ۔ یہ کیا ۔ کیا مطلب باس ۔ یہ ۔ یہ تو وہ فضا سے فضا میں مار کرنے والے عام سے میزائل کا فارمولا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا ۔ اس کی نظریں سکرین پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے ۔

"ہاں ۔ یہ وہی ہے جو بقول تمہارے روزی راسکل کے پاس ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پروجیکٹر آف کر کے اس نے اسے پروجیکٹر سے باہر نکالا اور پھر ساتھ ہی موجود ڈیلیٹنگ مشین میں ڈال کر اس نے بٹن آن کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد جب مکمل فلم کے ڈیلیٹ ہونے کے الفاظ سکرین پر آ گئے تو اس نے مشین آف کی اور واش شدہ فلم نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی ۔

"یہ لو ۔ اسے جا کر خود اپنے ہاتھوں سے کچرے کے ڈرم میں پھینک دینا"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور اس کا چہرہ جیسے پتھرا سا گیا تھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ میں نے خود چیک کیا تھا۔ وہ اصل فارمولا تھا۔ مم۔ مم۔ یہ کیا ہو گیا"....... ٹائیگر نے عمران کے پیچھے سپیشل روم سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اب بھی تم نے خود ہی چیک کیا ہے"....... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سلیمان ہاتھوں میں شاپر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کچن کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ ٹائیگر کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا صاحب نے مارا ہے"....... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"تمہاری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ تم صاحب کے پاس بیٹھو میں تمہارے لئے چائے لے آتا ہوں"....... سلیمان نے ہمدردانہ لہجے میں کہا جبکہ عمران جو سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا تھا اس کی اس ہمدردی پر مسکرا دیا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ آپ یقین کریں میں نے خود چیک کیا تھا"....... ٹائیگر نے وہی جملہ دوہرایا۔ اس کی حالت واقعی خاصی خراب ہو رہی تھی۔ وہ اگر ابھی تک شاک کی وجہ سے بے ہوش نہ ہوا تھا تو یہ اس کی مضبوط قوت ارادی تھی۔ اسی لمحے سلیمان اندر

داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔ اس نے وہ پیالی ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

"ارے۔ میرے لئے چائے نہیں لائے"....... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حالت خراب ٹائیگر کی ہے۔ آپ کی حالت تو پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ لگتا ہے کہ آپ نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے"....... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارنامہ میں نے نہیں ٹائیگر نے سرانجام دیا ہے اور اب اس کارنامے کا جب نتیجہ سامنے آیا ہے تو ٹائیگر صاحب بھیڑ بن گئے ہیں"....... عمران نے جواب دیا۔

"کیا ہوا ہے ٹائیگر۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے"....... سلیمان نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مشفقانہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس دیا۔

"میں بتاتا ہوں۔ یہ کیا بتائے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے روزی راسکل اور ٹائیگر کے لیبارٹری میں جانے، وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور روزی راسکل کو بہلانے کے لئے عام سا فارمولا دینے اور اصل فارمولا اپنے پاس رکھنے کا بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ ٹائیگر چونکہ پہلے ہی فون پر ساری تفصیل بتا چکا تھا اس لئے روزی راسکل جب اپنی طرف سے اصل فارمولا لے کر آئی تو عمران نے اس کی حوصلہ افزائی کر کے اسے

واپس بھیج دیا اور اس کا فارمولا ڈیلیٹنگ مشین میں ڈال کر واش کر دیا اور اب جب ٹائیگر کا لایا ہوا فارمولا چیک کیا گیا تو یہ دوسرا فارمولا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا وہ تھا جو روزی راسکل لے کر آئی تھی جسے ٹائیگر کے فون کی وجہ سے میں نے بے کار سمجھ کر ڈیلیٹ کر دیا تھا جبکہ ٹائیگر کا کہنا ہے کہ اس نے اپنی جیب میں اصل فارمولا ڈالا تھا اور روزی راسکل کو دوسرا عام سا فارمولا دیا تھا۔ بہرحال جو بھی تھا اب دونوں فارمولے ہی ضائع ہو گئے ہیں اور پورا مشن ہی بے کار ہو گیا ہے حالانکہ یہ بات درست ہے کہ اس بار ٹائیگر اور روزی راسکل دونوں نے اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر اور بے پناہ جدوجہد کر کے مشن مکمل کیا تھا"...... عمران نے خود ہی ساری تفصیل سلیمان کو بتا دی۔ ٹائیگر اس دوران خاموش بیٹھا رہا اس نے چائے کے کپ کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔

"تو آپ نے وہ پہلے والا فارمولا چیک کئے بغیر ڈیلیٹ کر دیا تھا"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ روزی راسکل جو فارمولا لا رہی ہے وہ اصل نہیں ہے۔ اصل فارمولا اس کے پاس ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈیلیٹ شدہ فلم کہاں ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"اسے تم نے کیا کرنا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ استاد کا یہ کام نہیں ہوتا کہ اپنے شاگردوں کو اس طرح ذہنی شاک پہنچائے اس لئے آپ ٹائیگر کو بتا دیں کہ جو فلم روزی راسکل لے کر آئی تھی وہ اصل تھی اور آپ نے اسے چیک کر کے محفوظ کر لیا ہے"...... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔ سلیمان کی بات سن کر ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"نہیں۔ اس کے پاس عام فلم تھی۔ میں نے خود چیک کر کے اسے دی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب جو فلم تمہارے پاس سے برآمد ہوئی ہے وہی عام سی فلم ہے نا"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے جو میں نے روزی راسکل کو دی تھی"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم خود ہی سمجھ جاؤ کہ جو فلم تم نے اپنے پاس رکھی تھی وہ روزی راسکل کے پاس پہنچ گئی۔ روزی راسکل کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ تمہاری جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ فلم نکال لے اور اپنے والی فلم تمہاری جیب میں پہنچا دے"...... سلیمان نے کہا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سن رہا تھا۔

"اول تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور اگر ایسا ہو گیا ہے تو پھر وہ فلم بھی تو ڈیلیٹ ہو چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ڈیلیٹ نہیں ہوئی۔ صاحب کے پاس محفوظ ہے"۔ سلیمان

نے حتمی لہجے میں کہا تو ٹائیگر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

" تم نے اتنا بڑا دعویٰ کیسے کر دیا"...... عمران نے حیرت سے کہا۔

" میں جانتا ہوں کہ آپ کوئی چیز چیک کئے بغیر ڈیلیٹ کر ہی نہیں سکتے۔ یہ آپ کی فطرت کے خلاف ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیا۔ کیا۔ باس وہ فلم محفوظ ہے"...... ٹائیگر نے رک رک کر اور امید بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ سلیمان درست کہہ رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اسے چیک کئے بغیر صرف تمہارے کہنے پر ڈیلیٹ کر دیتا۔ اس سے تمہیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کی فطرت کو سمجھو۔ پھر بہت سی غلط فہمیاں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

" میں سلیمان کا مشکور ہوں۔ اس نے مجھے واقعی ایسا سبق دیا ہے جو میں ساری زندگی نہ بھولوں گا"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے رکھی چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگالی۔

" تمہیں تو ایک سبق ملا ہے۔ مجھے روزانہ اسباق ملتے رہتے ہیں لیکن چائے پھر بھی نہیں ملتی"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے سلیمان چائے کی پیالی اٹھائے دوبارہ اندر داخل ہوا۔

" تمہارا بے حد شکریہ سلیمان۔ تم نے واقعی مجھ پر مہربانی کی

ہے"...... ٹائیگر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ ویسے تمہیں اصل فارمولے سے اس قدر غافل نہیں ہونا چاہئے تھا کہ روزی راسکل نے اسے تمہاری جیب سے نکال کر دوسرا ڈال دیا اور تمہیں آخر تک اس کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔ صاحب نے تمہیں درست طور پر شاک دیا ہے تاکہ آئندہ تم ہوشیار رہو"...... سلیمان نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر ٹائیگر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" واقعی مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" خواتین کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لوگوں کے دل غائب ہو جاتے ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ تم ایک فارمولے کی بات کر رہے ہو۔ ویسے روزی راسکل نے اصل مشن مکمل کرنے کے لئے تو جو کیا سو کیا یہ فارمولا تبدیل کرنے والا کارنامہ سرانجام دے کر اس نے میرے دل میں اپنی کارکردگی کی قدر بڑھا لی ہے۔ وہ بے حد ہوشیار اور سمجھ دار ہے۔ وہ اس وقت ہی سمجھ گئی تھی جب تم نے اسے لیبارٹری میں ڈاج دیا لیکن وہ وقت کی نزاکت کے باعث خاموش رہی اور جب اس کا داؤ لگا اس نے کھیل اپنے حق میں کر لیا"۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کو چیک کرنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس "....... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس سے ملٹری سیکرٹری صاحب کی کال ہے باس"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"....... شاگل نے کہا۔

" ہیلو "....... چند لمحوں بعد پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" یس ۔ شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں"۔ شاگل نے اپنی عادت کے مطابق پورا عہدہ بھی نام کے ساتھ بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر اور جناب پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی میٹنگ پریذیڈنٹ ہاؤس میں کال کی ہے ۔ آپ دس منٹ کے اندر پہنچ

جائیں"....... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" صدر صاحب نہ خود کام کرتے ہیں اور نہ کسی اور کو کرنے دیتے ہیں ۔ ہر وقت میٹنگ ۔ ہر وقت میٹنگ ۔ نجانے کیا شوق ہوتا ہے ان بڑے لوگوں کو میٹنگز کرنے کا"....... شاگل نے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ وہ خود عقبی سیٹ پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا جبکہ باوردی ڈرائیور سرکاری کار کو چلا رہا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں داخل ہوا تو وہاں موجود افراد کو دیکھ کر وہ چونک پڑا ۔ ان میں سے ایک کوئی کرنل تھا جبکہ دوسرا ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل اجیت تھا ۔ شاگل نے کرنل اجیت سے مصافحہ کیا پھر وہ دوسرے کرنل کی طرف بڑھا۔

" میرا نام کرنل سکھ داس ہے ۔ میں پرتاب پورہ چھاؤنی کا انچارج ہوں"....... دوسرے کرنل نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا ۔ مصافحہ کر کے وہ کرسی پر تو بیٹھ گیا لیکن کرنل سکھ داس کے منہ سے پرتاب پورہ کا نام اور اس کرنل اجیت اور کرنل سکھ داس کے لٹکے ہوئے چہرے دیکھ کر اس کی چھٹی حس نے باقاعدہ سائرن بجانا شروع کر دیا تھا ۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ان سے کوئی بات پوچھتا اندرونی دروازہ کھلا اور صدر صاحب اور ان کے پیچھے پرائم

منسٹر صاحب اندر داخل ہوئے تو شاگل سمیت دونوں کرنل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں کرنلز نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھیئے"...... صدر نے خود کرسی پر بیٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور شاگل اور دونوں کرنلز مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صدر کے بیٹھنے کے بعد وزیراعظم بھی کرسی پر بیٹھ گئے تھے لیکن صدر کی طرح ان کا چہرہ بھی ستا ہوا تھا۔

"کرنل سکھ داس۔ آپ نے رپورٹ دی ہے کہ پرتاب پورہ پہاڑی میں واقع لیبارٹری کے اندر سائنس دانوں سمیت ان کے عملہ کے سب افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور تمام مشینری کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے"...... صدر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ ایسا ہوا ہے۔

"یس سر"...... کرنل سکھ داس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھ کر بات کریں"...... صدر نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل سکھ داس نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر۔ مجھے اطلاع ملی کہ پہاڑیوں کے اندر جہاں ایک خفیہ لیبارٹری تھی وہاں سے فائرنگ کی آوازیں ہماری چھاؤنی کی حساس مشینوں نے مارک کی ہیں۔ اس لیبارٹری کو خفیہ رکھنے کے لئے ہمیں ان پہاڑیوں پر جانے سے روک دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب مجھے

اطلاع ملی کہ ان پہاڑیوں میں اسلحے کے دھماکے مارک کئے گئے ہیں تو میں چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا تو لیبارٹری کا دہانہ کھلا ہوا تھا۔ ہم اندر گئے تو وہاں دس افراد کی لاشیں پڑی تھیں مشینری تباہ کر دی گئی تھی اور وہاں کوئی زندہ آدمی موجود نہ تھا۔ ہم نے ارد گرد کی پہاڑیوں کو چیک کیا لیکن وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ پھر ہم نے اعلیٰ کمان کو اطلاع دی"...... کرنل سکھ داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس لیبارٹری کو تو صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ باہر سے تو کسی صورت اسے نہیں کھولا جا سکتا۔ پھر اس کا دہانہ کیسے کھل گیا اور کیوں کھل گیا"...... وزیراعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہفتے میں ایک بار جیپ ٹرالر میں لیبارٹری کے لئے سپلائی راگولا شہر سے لائی جاتی ہے۔ اس جیپ ٹرالر کا ڈرائیور ٹرانسمیٹر پر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر شرما سے بات کرتا تھا اور مخصوص کوڈ دوہراتا تھا تو ڈاکٹر شرما اندر سے لیبارٹری کا دہانہ کھول دیتے تھے اور سپلائی وصول کر کے سپلائی لے آنے والوں کے باہر جانے کے بعد لیبارٹری کا دہانہ بند کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے لیبارٹری کے کھلنے کا"...... کرنل سکھ داس نے کہا۔ وہ چونکہ کافی طویل عرصے سے پرتاب پورہ چھاؤنی کا انچارج تھا اس لئے اسے اس بارے میں تمام تفصیل کا علم تھا۔

"پھر وہ دہانہ کیسے کھل گیا اور پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کیسے پہنچ

گئے "...... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور شاگل پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اب تک اس کی پوزیشن ایسی تھی جیسے وہ کوئی غیر متعلق بات سن رہا ہو لیکن اب پاکیشیائی ایجنٹوں کے الفاظ سامنے آنے پر اس کے چہرے پر پہلی بار دلچسپی کے تاثرات ابھرے تھے۔

"جناب۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے"۔ کرنل سکھ داس نے کہا۔

"چیف شاگل۔ آپ بتائیں کہ جب آپ کی ایجنسی کو عمران کے شاگرد ٹائیگر اور انڈر ورلڈ کی عورت روزی راسکل کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے اور ہلاک کرنے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی تو آپ نے کیا کیا۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کس طرح پرتاب پورہ کی لیبارٹری تک پہنچ گئے اور وہاں سے فارمولا بھی لے گئے۔ لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی اور سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا"...... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ کوئی اور سلسلہ ہے ورنہ جس لیبارٹری کے بارے میں مجھے علم ہی نہ تھا آپ کو بھی علم نہ تھا اس کے بارے میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا"...... شاگل نے کہا۔

"یہ بات درست ہے کہ مجھے بھی اس لیبارٹری کے حدود اربعہ کا علم نہیں ہے۔ صرف ملٹری انٹیلی جنس کے چیف اور پرائم منسٹر صاحب کو علم تھا لیکن ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ایک شعبے کے

انچارج راجیش نے وہاں باقاعدہ ہیڈ کوارٹر بنایا تھا اس لئے لازماً راجیش نے انہیں وہاں چیک کیا ہو گا اور آپ کو رپورٹ دی ہو گی"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ راجیش انہیں پرتاب پورہ میں چیک کرتا رہا لیکن یہ لیبارٹری تو پرتاب پورہ سے دور پہاڑیوں میں کہیں تھی۔ وہ وہاں تک کیسے پہنچ گئے"...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل سکھ داس۔ آپ نے لیبارٹری تباہ کرنے والے ایجنٹوں کے خلاف تحقیقات کرائی ہیں"...... صدر نے کرنل سکھ داس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ چونکہ ان تمام پہاڑیوں پر فوج کی چیکنگ جاری رہتی ہے اس لئے اس کی انکوائری بھی ہماری ڈیوٹی میں شامل تھی۔ ہم نے اس کمپنی سے رابطہ کیا جو لیبارٹری میں سپلائی کرتی ہے۔ اس کا ریکارڈ ہمارے سیکورٹی سیکشن میں موجود تھا۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ حسب پروگرام اس روز سپلائی لیبارٹری میں پہنچائی گئی لیکن ڈرائیور اور ہیلپر کی لاشیں لیبارٹری کے اندر سے ملی ہیں جبکہ خالی جیپ ٹرالر راگولا شہر کے قریب کھڑا ہوا ملا ہے۔ وہاں سے جو معلومات مل سکی ہیں ان کے مطابق اس جیپ ٹرالر سے ایک مقامی مرد اور ایک مقامی عورت اترے تھے۔ عورت زخمی لگ رہی تھی کیونکہ وہ چلنے میں تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ یہ جوڑا ایک رکشہ میں بیٹھ کر مین مارکیٹ گیا۔ اس کے بعد یہ دونوں غائب ہو گئے اور پھر ان کا پتہ

نہیں چل سکا"...... کرنل سکھ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا خدشہ درست تھا۔ اس بار عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سرے سے کام ہی نہیں کیا اور عمران کا شاگرد ٹائیگر اور وہ عام سی عورت روزی راسکل کافرستان کے تمام حفاظتی اقدامات کو شکست دیتے ہوئے نہ صرف وہ فارمولا لے اڑے ہیں بلکہ ہمارے انتہائی قابل سائنس دان بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اب ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ سیکرٹ سروس تو سیکرٹ سروس اب ان کے شاگرد بھی ہماری ایجنسیوں کو شکست دے کر دندناتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم نے بڑے زعم میں ڈیفنس سیل بنایا تھا کیا حشر ہوا ہے اس کا۔ کرنل جگدیش، عمران کے شاگرد کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ رہ گئی ہے ہماری اوقات"۔ صدر صاحب جیسے جیسے بات کرتے گئے ان کے غصے میں بھی ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا گیا اور آخر میں تو وہ اپنے منصب کو بھول کر ایک عام آدمی کی طرح چیخنے لگ گئے تھے۔ یوں محسوس ہونے لگ گیا تھا جیسے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہو۔

" جناب صدر۔ آپ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ حالات ہر بار ایک جیسے نہیں رہتے۔ ہمارے ایجنٹ بھی کامیابیاں حاصل کرتے رہتے ہیں اور ناکامیاں بھی درپیش آتی رہتی ہیں۔ ہمیں اب آئندہ کے بارے میں سوچنا ہو گا"...... پرائم منسٹر نے بڑے مدبرانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں پرائم منسٹر صاحب۔ ہماری ایجنسیاں یہ سب سفید ہاتھی ہیں۔ عوام انہیں پال پوس رہے ہیں لیکن یہ سوائے نمائشی طور پر سونڈ ہرانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کیا کر لیا کرنل جگدیش نے۔ کیا کر لیا ہے چیف شاگل نے۔ کیا پیش بندی کر سکے ہیں کرنل سکھ داس۔ ایک شاگرد نما فرد واحد دندناتے ہوئے انداز میں کافرستان میں داخل ہوتا ہے۔ ایک انڈر ورلڈ میں کام کرنے والی عام سی عورت یہاں اغوا کر کے لائی جاتی ہے اور پھر ہماری فوج، ہماری ایجنسیاں، ہمارے اعلیٰ حکام سب منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور وہ جو چاہتے ہیں کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور ہم سب بیٹھے میٹنگز کرتے اور آئندہ کے لائحہ عمل سوچتے رہ جاتے ہیں۔ نہیں پرائم منسٹر صاحب۔ ایسا اب نہیں چلے گا۔ اب ہمیں سب کچھ نئے انداز میں سیٹ کرنا ہو گا۔ پہلے سے موجود تمام ایجنسیاں توڑ کر انہیں نئے انداز میں سیٹ کرنا ہو گا۔ چیف شاگل اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اب انہیں ریٹائر کر کے نیا خون سامنے لانا ہو گا ورنہ اب تو شاگرد سے ہم نے مار کھائی ہے پھر ان ایجنٹوں کے مالی، باورچی اور ڈرائیورز کافرستان میں مشن مکمل کر کے چلے جائیں گے اور ہم بیٹھے میٹنگز ہی کرتے رہ جائیں گے۔ پرائم منسٹر صاحب۔ آپ ایک ہفتے کے اندر تمام ایجنسیوں اور ان کے ہیڈ کوارٹرز کو نئے انداز میں سیٹ کرنے کے بارے میں ایک جامع رپورٹ مجھے پیش کریں۔ اٹ از مائی آرڈر اور میٹنگ برخاست کی جاتی ہے"...... صدر۔ پہلے کی طرح چیختے

ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے اپنے مخصوص دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔ تھوڑی دیر بعد شاگل کار میں سوار واپس اپنے آفس جا رہا تھا لیکن اب صورت حال پہلے کی نسبت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی تھی ۔ پہلے جب شاگل میٹنگ کے لئے جا رہا تھا تو وہ اپنی عادت کے مطابق اکڑا ہوا بیٹھا تھا لیکن اب واپسی کے وقت وہ اس طرح سکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے غبارے سے ہوا نکل جانے کے بعد غبارے کی حالت ہوتی ہے ۔

" جب بھی کوئی مسئلہ بنتا ہے ہم پر ہی حکومت کا نزلہ گرتا ہے ۔ میں نے لیبارٹری کے بارے میں پوچھا تو بتایا نہیں اور اب بیٹھے چیخ رہے ہیں ۔ نانسنس "...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اچانک اسے کوئی اہم خیال آگیا ہو ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میرا کچھ نہیں بگڑے گا ۔ ویری گڈ ۔ جب مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ لیبارٹری کہاں ہے تو میں اس کی حفاظت کیسے کر سکتا تھا ۔ گڈ شو ۔ ابھی تو صدر صاحب غصے میں ہیں اور جب غصہ اترے گا تو وہ میری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے ویری گڈ "...... شاگل نے اچانک مسرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اب اس کا جسم پہلے کی طرح اکڑتا جا رہا تھا اور آنکھوں میں چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی ۔ بالکل ایسے ہی جیسے غبارے میں ہوا بھرنے سے وہ پھولتا چلا جاتا ہے ۔

روزی راسکل اپنے کلب کے آفس میں بیٹھی بظاہر تو سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں جمائے ہوئے تھی لیکن دراصل اس کا ذہن ٹائیگر، عمران اور فارمولے کی طرف تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر اس سے سخت ناراض ہو گا کیونکہ ٹائیگر اپنے طور پر اصل فارمولا لے کر اپنے استاد کو دینے گیا تھا لیکن اصل فارمولا تو روزی راسکل پہلے ہی عمران کو دے آئی تھی اور اسے یقین تھا کہ عمران دونوں فارمولوں کو چیک کر کے خود ہی اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ ٹائیگر کے مقابلے میں روزی راسکل زیادہ عقل مند اور ہوشیار ہے اور وہ ٹائیگر کو خوب ڈانٹے گا اور ٹائیگر شرمندہ ہو کر یہاں آئے گا تو میں اس کا جی بھر کر مذاق اڑاؤں گی ۔ بس وہ یہی سوچ سوچ کر خود بخود بیٹھی مسکرا رہی تھی کہ اچانک آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور روزی راسکل نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر ایک بار

پھر چونک پڑی کہ دروازے میں ٹائیگر بڑے جارحانہ انداز میں کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ میرے ساتھ۔ ٹائیگر کے ساتھ کیوں"....... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"میں نے دھوکہ کیا۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ دھوکہ تم نے کیا۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ روزی راسکل دودھ پیتی بچی ہے جو تمہارے دھوکے میں آجائے گی اور تم جعلی فارمولا اٹھا کر مجھے دے دو گے میں اسے اصل سمجھ کر خوش ہو جاؤں گی۔ تم نے مجھے بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔ میں بے وقوف نہیں ہوں۔ سمجھے۔ میرا نام روزی راسکل ہے، روزی راسکل۔ اور تمہاری تو میں رگ رگ سے واقف ہوں۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ تم نے مجھے جب فارمولا دیا تھا تو تمہارے چہرے پر کیسے تاثرات تھے۔ میں تمہارا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ تم مجھے دھوکہ دے رہے ہو۔ اب بولو۔ کیا ہوا ہے اب غصے میں خود ہی چیخ رہے ہو۔ کیوں۔ اب پتہ چلا کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں وہ خود اس میں گرتے ہیں"....... روزی راسکل نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ چیخ کر بولنا شروع کیا تو وہ مسلسل بولتی ہی چلی گئی۔

"میں نے اس فارمولے کی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنے پاس

رکھا تھا۔ لیکن تم نے مجھے عمران صاحب کے سامنے شرمندہ کرا دیا۔ میں نے بڑے دعویٰ کے ساتھ انہیں فارمولا دیا لیکن جب انہوں نے وہ فارمولا چیک کیا تو وہ دوسرا عام سا فارمولا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میری کیا حالت ہوئی۔ یہ تو اللہ بھلا کرے سلیمان کا جس نے اندازہ لگا لیا کہ عمران صاحب اس لئے مطمئن ہیں کہ وہ تمہارا دیا ہوا فارمولا چیک کر کے اسے محفوظ کر چکے ہیں ورنہ میں تو یہی سمجھا تھا کہ اصل فارمولا کہیں ضائع ہو گیا ہے۔ تمہاری اس حرکت نے تمہیں میری نظروں میں گرا دیا ہے اس لئے آئندہ کبھی میرے سامنے بھی نہ آنا ورنہ گولی مار کر تمہاری لاش کسی گٹر میں پھینک دوں گا۔ ہاں۔ یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ ہے تمہیں"....... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور غائب ہو گیا۔

"تم۔ تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ اور وہ بھی میرے ہی آفس میں"....... روزی راسکل نے یکلخت حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی سائیڈ سے نکل کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ وہ روزی راسکل سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے"۔ اس آدمی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں روزی راسکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ روزی راسکل کا چہرہ واقعی کسی کھٹکنی بلی جیسا ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ دونوں مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں اور

جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔

" تم ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو ۔ بولو ۔ کیوں آئے ہو بغیر اجازت کیا یہ سڑک ہے ۔ پارک ہے جو تم منہ اٹھائے اندر آ گئے ہو"۔ روزی راسکل آنے والے پر الٹ پڑی۔

" سوری میڈم ۔ چونکہ دروازہ کھلا تھا اس لئے میں سمجھا کہ آپ اندر موجود نہیں ہیں ۔ میں تو آپ کو آپ کی عدم موجودگی میں کلب کے حساب کتاب کے بارے میں بریف کرنے آیا تھا"....... آنے والے نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ کلب کا مینجر راشد کمال تھا۔

" چلے جاؤ ۔ یہ وقت ہے حساب کتاب کا ۔ جاؤ"....... روزی راسکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو راشد کمال تیزی سے مڑا اور اس طرح دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جیسے ایک لمحے کی دیر سے اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی ۔ روزی راسکل نے اس کے جانے کے بعد بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے ۔ اب اتنی بات تو وہ بھی سمجھتی تھی کہ اس دوران ٹائیگر کلب سے بھی جا چکا ہو گا اس لئے اب اس کے پیچھے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ لیکن جو رویہ ٹائیگر نے اس کے ساتھ رکھا تھا اس پر آنے والا غصہ روزی راسکل سے کسی طور بھی سنبھالا ہی نہ جا رہا تھا ۔ وہ وہیں پڑے ہوئے صوفے پر ہی ڈھیر ہو گئی ۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا بلڈ پریشر نارمل ہوتا چلا گیا۔

" مجھے اس کے استاد سے بات کرنا ہو گی ۔ اب اس ٹائیگر کی زندگی تو بہرحال ختم ہی ہو گی ۔ اب اسے ہر صورت میں میرے ہاتھوں مرنا ہو گا اور بعد میں اس کا استاد روئے گا اس لئے پہلے ہی اسے بتا دوں کہ اس کے شاگرد کے ساتھ کیا ہونے والا ہے"....... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے آفس کا دروازہ بند کیا اور مڑ کر واپس میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گئی ۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے عمران کی انتہائی خوشگوار اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہی انداز اپنے شاگرد کو بھی سکھا دو تو کیا حرج ہے ۔ وہ تو اس طرح بھونکتا ہے جس طرح پاگل کتا"....... روزی راسکل نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

" ہوش میں رہ کر میرے ساتھ بات کیا کرو روزی"....... دوسری طرف سے عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور نجانے اس کے انداز میں کیا تاثر تھا کہ روزی راسکل کو یوں محسوس ہوا جیسے سردی کی تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی ہو ۔ کرسی پر موجود اس کا جسم بے اختیار سمٹ سا گیا تھا۔

" وہ ۔ وہ ۔ مم ۔ میرا مطلب تھا کہ اسے سمجھایا کرو کہ دوسروں سے بات کس طرح کی جاتی ہے ۔ وہ میرے آفس آیا اور اس نے مجھے

دھمکیاں دیں اور پھر چیختا چلایا کہ میں نے اصل فارمولا تمہیں کیوں دے دیا۔ پھر اس نے مجھے دھمکی دی کہ وہ مجھے گولی مار کر میری لاش گٹر میں ڈال دے گا۔ یہ طریقہ ہوتا ہے دوسروں سے بات کرنے کا۔ میں نے ملک کی خاطر اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ میں نے کسی سے کوئی معاوضہ لینے کی غرض سے نہیں صرف پاکیشیا کے مفاد کے لئے وہ فارمولا حاصل کیا لیکن اس کے جواب میں مجھے دھمکیاں دی جائیں۔ مجھے برا بھلا کہا جائے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے"...... روزی راسکل نے پہلے اٹک اٹک کر اور پھر رواں بولتے ہوئے کہا۔ البتہ آخر میں اس کے لہجے میں ایک بار پھر غصہ جھلکنے لگا تھا۔

"اگر اس نے ایسا کیا ہے تو اس نے زیادتی کی ہے۔ اسے تم سے معافی مانگنا ہو گی۔ تمہارے پیر پکڑنے ہوں گے لیکن تمہیں بھی بتا دوں کہ دوسروں کے ساتھ بات کرتے ہوئے حدود مت کراس کیا کرو۔ آئندہ اگر تم نے میرے سامنے دوبارہ اس قدر گھٹیا انداز میں بات کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گی۔ بہرحال میں اسے کال کر کے تمہارے پاس بھجواتا ہوں۔ وہ تم سے معافی مانگے گا ورنہ اسے ایسی بھیانک سزا دی جائے گی جس کا شاید تصور بھی تم اور وہ نہ کر سکو"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی راسکل چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔

"دونوں استاد شاگرد ہی ایک جیسے ہیں"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی اونچی پشت سے سر ٹکا کر اس نے بے

اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اس طرح اسے سکون ملنے لگا تو وہ کافی دیر تک اسی حالت میں رہی پھر اچانک فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھی ہو کر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... روزی راسکل نے اس بار سکون بھرے لہجے میں کہا اب وہ اپنے آپ پر مکمل طور پر قابو پا چکی تھی۔

"میں تمہارے آفس آ رہا ہوں عمران صاحب کے ساتھ"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی سپاٹ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو روزی راسکل نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ دونوں اکٹھے کیوں آ رہے ہیں"...... روزی راسکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک سوچنے کے باوجود اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو اس نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... روزی راسکل نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر تھا لیکن ٹائیگر کا چہرہ سپاٹ اور پتھریلا ہو رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جبراً یہاں لایا گیا ہو۔ روزی راسکل بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹھئے۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... سلام اور اس کے جواب کے بعد روزی راسکل نے بڑے مہذب لہجے میں کہا۔ نجانے

کیا بات تھی کہ عمران کو دیکھ کر اس کا لہجہ خود بخود مہذب ہو گیا تھا۔

"یہ ٹائیگر تمہارے سامنے موجود ہے۔ یہ تم پر چیخا چلایا۔ غصے کا اظہار کیا اور مار دینے کی دھمکیاں دیں۔ ایسا ہی ہے نا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اگر یہ فوری واپس نہ چلا جاتا تو"....... روزی راسکل کو ایک بار پھر غصہ آنے لگ گیا تھا۔

"اس نے کسی خاتون پر اس انداز میں غصے کا اظہار کر کے انتہائی غیر مہذب پن کا مظاہرہ کیا ہے اور میں کم از کم اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ خواتین کے ساتھ بات کرنے کے آداب ہوتے ہیں۔ غصہ جتنا بھی ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انسان اخلاقیات کے آداب و اصول ہی بھول جائے اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ یہ تم سے معافی مانگے۔ اگر تم اسے معاف کر دو گی تو میں بھی اسے معاف کر دوں گا ورنہ یہ دوسرا سانس نہ لے سکے گا"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے مڑا اور آفس کا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ ٹائیگر ہونٹ بھینچے اور سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"تم بھی جا سکتے ہو۔ کسی معافی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے"....... روزی راسکل نے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"آئی ایم سوری روزی۔ آئی ایم رئیلی سوری۔ جس طرح مجھے ران صاحب کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑی ہے وہ میرے لئے قابل برداشت تھی اس لئے مجھے غصہ آگیا لیکن واقعی ایسا نہیں ہونا ہئے تھا۔ آئی ایم سوری"....... ٹائیگر نے کہا اور ایک جھٹکے سے ں طرح اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور واپس مڑا جیسے اسٹیج پر کوئی کردار اپنا ائیلاگ مکمل کر کے تیزی سے واپس گرین روم جانے کی کوشش یں ہوتا ہے۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ اگر میں تمہاری معذرت قبول نہ کروں تو"۔ وزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کرو یا نہ کرو۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ مجھے تو باس نے کہا ھا کہ جا کر تم سے معافی مانگوں اور میں نے باس کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ بس۔ اس سے زیادہ تمہاری ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں ہے"....... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر واپس مڑا۔

"سنو۔ مجھے بکریوں، بھیڑوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ٹائیگر کی بجائے بکری بن چکے ہو اس لئے آئندہ میرے سامنے مت آنا۔ جاؤ"....... روزی راسکل نے کہا۔

"تم۔ تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو۔ باس نے نجانے تمہیں کیوں لفٹ دے رکھی ہے ورنہ تم جیسی عورتیں تو میری جوتیاں صاف کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھتی ہیں"....... ٹائیگر نے بھی یکلخت اس طرح پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا جیسے انتہائی تیزی سے چلتا ہوا ٹائر

اچانک برسٹ ہو جاتا ہے۔

"میں جوتی کی نوک پر رکھتی ہوں تمہیں اور تمہارے باس کو۔ جاؤ نکل جاؤ میرے کلب سے۔ جاؤ"...... روزی راسکل نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے حلق پھاڑ کر کہا۔

"واہ۔ واہ۔ کیا خوبصورت فیملی ڈرامہ ہے۔ واقعی لڑتے ہوئے میاں بیوی ایسے ہی ڈائیلاگ بولتے ہوں گے"...... اچانک عمران نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بب۔ بب۔ باس آپ"...... ٹائیگر نے سہم کر کہا۔

"تم یہیں باہر موجود تھے۔ کیوں"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں صرف چیک کرنا چاہتا تھا کہ اگر تم دونوں کی شادی کر دی جائے تو تمہارا مستقبل کیا ہو گا اور جو مستقبل مجھے نظر آیا ہے وہ اتنا تابناک ہے کہ اب تمہاری شادی جلد از جلد ہو جانی چاہئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ آپ بے شک مجھے گولی مار دیں لیکن میں روزی راسکل سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس سے شادی کی جا سکے"...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ کبھی اپنی شکل دیکھی ہے۔ لکڑ بھگڑ بھی تم سے خوبصورت ہو گا۔ کون مرا جا رہا ہے تم سے شادی کے لئے۔ تم سے تو کوئی چڑیل بھی شادی نہیں کرے

گی"...... روزی راسکل نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ ٹائیگر۔ بس اب رشتہ پکا ہو گیا ہے۔ اگر تم رضامند ہو جاتے تو پھر شاید یہ شادی نہ ہو سکتی۔ اوکے روزی راسکل۔ تم فکر نہ کرو جلد ہی ٹائیگر کی بارات لے کر آؤں گا اور دل والے دلہنیا لے کر ہی جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روزی راسکل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرم کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مگر باس"...... ٹائیگر نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔

"ناہنجار۔ بڑوں کے سامنے سر اٹھا کر بات کرتے ہو۔ جب تک تمہیں ہنٹر والی نہیں ملے گی تم کبھی نہ سدھر سکو گے"۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اس طرح فریادی نظروں سے روزی راسکل کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم ہی انکار کر دو لیکن روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے منہ پھیر لیا اور ٹائیگر نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے دنیا کا سب سے بے بس و لاچار آدمی ہو اور عمران اس کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم نے اس پر شاؤٹ کیا ہے اس لئے اب سزا تو بھگتنا ہی پڑے گی"...... عمران نے آفس سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے سوری کر لی ہے"...... ٹائیگر نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

"اس سوری کے نتیجے میں تو روزی راسکل مان گئی ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ وہ کس طرح دلہنوں کی طرح شرما رہی تھی ورنہ روزی راسکل اس انداز میں شرمائے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس طرح ایک طویل سانس لیا جیسے اب مجبوری ہو اور باقی کوئی راستہ نہ رہ گیا ہو۔

"ارے۔ ارے۔ اتنا بھی طویل سانس لینے کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تو چیف کی شادی نہیں ہوئی۔ چیف کے بعد میرا نمبر آئے گا تب پھر ٹائیگر کا نمبر آئے گا"....... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر طویل سانس لیا لیکن اس بار یہ طویل سانس اطمینان بھرا تھا۔

ختم شد